بریدِ فرنگ

خطوط کا مجموعہ

علامہ سید سلیمان ندوی

www.KitaboSunnat.com

ان خطوط کا مجموعہ جن کو علامہ سید سلیمان ندویؒ نے ۱۹۲۰ء میں یورپ سے ہندوستان میں بزرگوں، دوستوں اور عزیزوں کے نام لکھا، اور جن میں انہوں نے اس وقت کے یورپ اور دنیائے اسلام کے سیاسی و اجتماعی حالات لکھے اور سیاسی تبصرے کئے ہیں اور دنیائے اسلام کے اکابر رجال کی ملاقاتوں کا حال بیان کیا ہے۔

مجلس نشریاتِ اسلام

۱۔کے۔۳ ناظم آباد مینشن ○ ناظم آباد ۱ ○ کراچی ۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ

بریدِ فرنگ

www.KitaboSunnat.com

اُن خطوط کا مجمُوعہ جنکو

علّامہ سیّد سُلیمان ندوی رحؒ نے

۱۹۲۰ء میں یورپ سے ہندوستان میں بزرگوں، دوستوں اور عزیزوں کے نام لکھا اور جن میں انہوں نے اس وقت کے یورپ اور دنیائے اسلام کے سیاسی و اجتماعی حالات لکھے، اور سیاسی تبصرے کئے ہیں، اور دنیائے اسلام کے اکابر رجال کی ملاقاتوں کا حال بیان کیا ہے۔

مجلس نشریاتِ اسلام
۱۔کے۔۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد ۱، کراچی ۱۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میں علامہ سید سلیمان ندویؒ کی تصانیف کی اشاعت کے
جملہ حقوق فضل ربی ندوی کے نام محفوظ ہیں
باجازت خصوصی علامہ مرحوم کے صاحبزادے ڈاکٹر سید سلمان ندوی

نام کتاب	ـــــــ	برید فرنگ
تصنیف	ـــــــ	علامہ سید سلیمان ندوی
طباعت	ـــــــ	شکیل پرنٹنگ پریس کراچی
اشاعت	ـــــــ	سنہ ۱۹۹۷ء
ضخامت	ـــــــ	۲۲۸ صفحات

ٹیلیفون

۶۲۱۸۱۷

www.KitaboSunnat.com

ناشر
فضل ربی ندوی
مجلس نشریاتِ اسلام ۱۔کے۔۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد ۱ کراچی "۱۸"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	خطوط کا پس منظر	۶
۲	وفدِ خلافت کے الوداعی منظر	۲۱
۳	بحرِ عرب سے تاثر	۲۲
۴	مصوع (ساحل افریقہ) میں لالہ راجپت رائے اور مشیر حسین قدوائی سے ملاقات	۲۵
۵	پورٹ سعید اور وینس کا حال	۲۶
۶	لندن میں ورود	۲۸
۷	لندن میں وفد کی جدوجہد	۳۲
۸	ہاؤس آف کامنس میں ارکانِ وفد معزز مہمانوں کی صف میں	۳۳
۹	نائب وزیر ہند فشر سے ملاقات	۳۴
۱۰	کرنل ویجووڈ کی تقریر	۳۶
۱۱	مسٹر ارنلڈ سے ملاقات	۳۸
۱۲	مسٹر اسکوئتھ سے ملاقات	۴۰
۱۳	لارڈ اسلنگٹن سے ملاقات	۴۲
۱۴	کمانڈر کنورا تھی ممبر پارلیمنٹ سے ملاقات	۴۴
۱۵	انگلش پرشین سوسائٹی میں شرکت	۴۵
۱۶	ووکنگ مسجد میں نمازِ جمعہ	۴۶
۱۷	السکس ہال میں تقریر	۴۶
۱۸	لائیڈ جارج وزیر اعظم انگلستان سے ملاقات	۴۸
۱۹	انڈیا کونسل ہال میں فارسی اردو کے کندہ اشعار	۵۰
۲۰	رائل ایشیاٹک سوسائٹی میں شرکت	۵۳
۲۱	شریف پاشا سے ملاقات	۵۴
۲۲	یورپ میں سوشلسٹ تحریک	۵۵
۲۳	برلی میں مسٹر نائیڈو اور ارکانِ وفد کی تقریر	۵۵
۲۴	نائبین امیر فیصل نوری سعید پاشا وغیرہ سے ملاقات	۶۱
۲۵	لیبر پارٹی کی ایک کمیٹی میں شرکت اور وہاں سرگرم کی تقریر	۶۴
۲۶	پیرس میں وفد کی جدوجہد	۶۵
۲۷	موسیو پاتے ممبر پارلیمنٹ سے ملاقات	۶۶
۲۸	استھونیا، جارجیا، آذربائیجان کے وفود سے ملاقات	۷۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۹	لارڈ برئیس (ممبر ہاؤس آف لارڈس) سے ملاقات	۷۱
۳۰	مسلمانانِ عالم کی بیداری	۷۳
۳۱	مسٹر لنسبری اڈیٹر ڈیلی ہیرلڈ سے ملاقات	۷۴
۳۲	مشہور فرنچ اہلِ قلم موسیو کیلار فرے سے ملاقات	۷۵
۳۳	ترک سوشلسٹ ڈاکٹر توفیق بہزاد سے ملاقات	۷۶
۳۴	پرنس محمد علی سے ملاقات	۷۸
۳۵	سعد زاغلول پاشا سے ملاقات	۷۸
۳۶	وزیر ہند مانٹیگو سے ملاقات	۸۱
۳۷	برطانوی سیاست پر تبصرہ	۸۳
۳۸	انڈیا آفس میں اردو کا خزانہ	۹۰
۳۹	اڈنبرا میں خلافت کا جلسہ	۹۱
۴۰	مینچسٹر میں جلسہ	۹۲
۴۱	کیمبرج میں پروفیسر براؤن سے ملاقات	۹۳
۴۲	ناکامی حیاتِ نو کا دیباچہ ہے	۹۴
۴۳	صلح نامہ ترکی	۹۹
۴۴	انجمن علمائے عالم کی تجویز	۱۰۳
۴۵	ساحرہ جان آف ارک	۱۰۳
۴۶	انجمن حقوق انسانیت اور انجمن سیرہ عالم کے احوال	۱۰۷
۴۷	لارڈ سنہا سے ملاقات	۱۰۷
۴۸	اسماعیل حقی بے سے ملاقات	۱۱۴
۴۹	وفود ممالک اسلامی سے ملاقات	۱۱۴
۵۰	فرنچ مستشرق موسیو لوی سینال سے ملاقات	۱۱۵
۵۱	البانی مندوب محمد بے کونترا سے ملاقات	۱۱۶
۵۲	آکسفورڈ میں کشتی رانی	۱۱۷
۵۳	پولینڈ کے مسلمان سفیر سے ملاقات	۱۱۹
۵۴	مغربی اور مشرقی طرز تعلیم پر تبصرہ	۱۱۹
۵۵	انگلش اور بالشویک سازباز	۱۲۲
۵۶	فرانسیسیوں کی اصلی حقیقت	۱۲۴
۵۷	البرٹ ہال سینٹش کا منظر	۱۲۵
۵۸	نوجوان اسلام وجود میں آرہا ہے	۱۲۷
۵۹	انگلستان کے سیاسی اور معاشرتی حالات	۱۳۰
۶۰	شکسپیر ہٹ میں ٹیگور کی زیارت	۱۳۲
۶۱	پیام امن کی ضرورت مغرب کو ہے مشرق کو نہیں	۱۳۴
۶۲	ٹیونس کے شیخ عبدالعزیز ثعالبی سے ملاقات	۱۳۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۶۳	فرانس کی عید حریت کا منظر	۱۳۸
۶۴	حجازی وفد سے دوسری ملاقات	۱۴۰
۶۵	یورپی قومیت کا جادو اسلامی ممالک پر	۱۴۱
۶۶	ویشی کے چشموں کا حال	۱۴۴
۶۷	ڈاکٹر لوس ماہر نباتات سے نیاز	۱۴۹
۶۸	ویشی کے ایک جلسہ کا منظر	۱۵۰
۶۹	ایک مراکشی مسلمان تہامی سے ملاقات	۱۵۴
۷۰	ترکی ٹوپی کی اصل	۱۵۴
۷۱	موسیو میرانت اڈیٹر سرکاری گزٹ سے ملاقات	۱۵۹
۷۲	مراکشی مسلمان احمد سے ملاقات	۱۶۱
۷۳	روس و انگلستان کے تصوبیاکی پر تبصرہ	۱۶۵
۷۴	جنیوا کی بین الاقوامی سوشلسٹ کانفرنس پر تبصرہ	۱۶۶
۷۵	مولانا محمد علی کی جدوجہد	۱۷۰
۷۶	اٹلی کے وزیر اعظم و وزیر خارجہ سے ملاقات	۱۷۱
۷۷	محمد علی اور پاپائے روم کی ملاقات	۱۷۱
۷۸	وزیر اعظم فرانس موسیو ملیران سے ملاقات	۱۷۳
۷۹	نومسلم انگریز محمد بن کریڈی سے ملاقات	۱۷۶
۸۰	آئرلینڈ کی حمایت میں ایک جلسہ میں شرکت	۱۷۹
۸۱	مفتی زادہ وفد آذربائیجانی سے ملاقات	۱۸۲
۸۲	اتحاد اسلامی ہی نجات کا ذریعہ ہے	۱۸۴
۸۳	ہندوستان کی آزادی کا نعرہ	۱۸۷
۸۴	سفر یورپ کا آخری تاثر	۱۸۸
۸۵	مولانا عبدالباری کا جوابی تاثر	۱۹۰
۸۶	سوئٹزرلینڈ کا منظر	۱۹۴
۸۷	مشہور ترک جنرل اسعد فواد سے ملاقات	۱۹۴
۸۸	حسنی بے سے ملاقات	۱۹۶
۸۹	امیر فیصل سے ملاقات	۱۹۷
۹۰	سیر فلارنس	۱۹۸
۹۱	مصری شہزادی زیبا خانم سے ملاقات	۲۰۰
۹۲	شہر روم کی سیر	۲۰۳
۹۳	ویٹکن (پوپ کا دارالخلافہ)	۲۰۴
۹۴	نائب پوپ سے ملاقات	۲۰۴
۹۵	خالد بے طرابلسی سے ملاقات	۲۰۶
۹۶	عبدالحمید سعید بے کا حال	۲۰۷
۹۷	نیپلس میں غالب کمال بے سے ملاقات	۲۱۰
۹۸	شہر پامپیائی کے آثار	۲۱۱
۹۹	بحر متوسط پر تبصرہ	
۱۰۰	پورٹ سعید کا نظارہ	۲۱۳
۱۰۱	ایک نوجوان ایرانی سے ملاقات	۲۱۵
۱۰۲	عدن کی سیر	۲۱۹
۱۰۳	پروفیسر براؤن و مارگولیتھ کے نام خط	۲۲۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان خطوط کا پس منظر
بتیس برس پہلے کی دُنیا

آج ۱۹۵۱ء ہے، آج سے بتیس برس پہلے سنہ ۱۹۲۰ء تھا، ہماری کہانی اسی سال کی دُنیا سے تعلق رکھتی ہے، جب سنہ ۱۹۱۴ء، سنہ ۱۹۱۸ء والی جنگ عظیم ختم ہو چکی تھی، اور ایران سے لے کر تھریس تک ساری دنیائے اسلام اتحادیوں کے ہاتھوں پامال ہو رہی تھی۔

۱۸۵۷ء کے بعد مسلمانوں کی سیاسی بیداری کا آغاز سنہ ۱۹۰۱ء سے شروع ہوتا ہے بوڑھوں میں اس کے پہلے محرک سر سید کے رفقائے خاص میں سے ان کے جانشین دوم وقار الملک اور نوجوانوں میں پٹنہ کے مشہور بیرسٹر مظہر الحق تھے، دونوں نے مل کر جیسا کہ مظہر الحق صاحب مرحوم نے مجھ سے کہا مسلم لیگ کا خاکہ تیار کیا اور سنہ ۱۹۰۶ء میں مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس کے ساتھ ڈھاکہ میں نواب سلیم اللہ خاں کی قیادت میں اس کے مستقل وجود کا اعلان کیا گیا، یہ ملکی سیاست کے میدان میں مسلمانوں کا سب سے پہلا قدم تھا۔ اس کے بعد اسی کانفرنس کے ساتھ اس کے روکھے پھیکے جلسے سال بسال ہونے لگے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو ملکی سیاست سے کوئی دلآویزی پیدا نہیں ہوتی تھی اور اس کی کھلی وجہ یہ تھی کہ ان کو صاف نظر آتا تھا کہ آج کل کے اصولِ سیاست اور نظامِ جمہوریت کے مطابق جو حکومت کبھی ہندوستان میں قائم ہوگی اس میں مسلمانوں کی حیثیت محکومانہ ہوگی اور زیادہ سے زیادہ جو مسلمان کر سکتے تھے وہ یہ تھا کہ ملازمتوں میں استحقاق کے مطابق اور کونسلوں کی ممبریوں میں کچھ استحقاق سے زیادہ جگہیں حاصل کرلیں اور یہی اس زمانہ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم لیگ کی سیاست تھی، عام مسلمانوں کو اس سیاست سے کچھ زیادہ دلچسپی نہ تھی۔ ان کی دلچسپی کا اصل مرکز بیرونی سیاست میں خلافت عثمانیہ تھی جس سے مسلمان دُنیا میں اپنی ملّی عزت و احترام کو وابستہ سمجھتے تھے۔ اور جس کا سلطان حرمین محترمین کا خادم اور اسلامی مقامات مقدسہ کا محافظ تھا،

حوادث اور اتفاقات ایسے پیش آئے کہ سنہ ۱۹۰۸ء میں خلافتِ عثمانیہ میں انقلاب پیش آیا، نوجوان ترکوں کی انجمن اتحاد و ترقی کی خفیہ تدبیریں کامیاب ہوئیں اور انور بے وغیرہ نے قسطنطنیہ پر قبضہ کر کے دستوری حکومت کا اعلان کر دیا اور یہی وہ وقت تھا جب یورپ کی سلطنتوں نے مل کر یہ چاہا کہ ان نوجوان ترکوں کو سنبھلنے کا موقع دئے بغیر ترکی حکومت کے حصّے بخرے کر لیں، اس کا آغاز اس طرح ہوا کہ نوجوان ترکوں کے اعلان کے چند ہی روز بعد اٹلی نے دولت عثمانیہ کے آخری افریقی مقبوضہ طرابلس الغرب (ٹریپولی) پر حملہ کر دیا اس حملے نے سارے دُنیائے اسلام میں آگ لگا دی۔ خصوصیت کے ساتھ ہندوستان کے مسلمانوں نے بڑے جوش و خروش سے اس میں حصّہ لیا اور شبلیؔ اور اقبالؔ جیسے شعرائے باکمال نے اپنے ترانوں سے مسلمانوں کو گرمایا اقبال کا یہ شعر اب تک زمانہ کو یاد ہو گا،

جھلکتی ہے تری اُمت کی آبرو اس میں ۔۔۔ طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں

مسلمانوں میں جوش و خروش برپا ہی تھا کہ انگریزوں نے ہندوستان میں بنگالیوں کے سیاسی زور توڑنے کے لئے جو اس وقت سیاست میں سب سے آگے تھے۔ بنگال کو مشرقی و مغربی دو حصوں میں تقسیم کر دیا، اسی تقسیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشرقی بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت کی حقیقت روزِ روشن کی طرح نمایاں ہو گئی۔ اور مشرقی بنگال جو سب سے پیچھے تھا اس کو اپنی ترقی کا زریں موقع مل گیا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں نے اپنے کو اس نئے صوبے میں اکثریت میں پاکر بڑی خوشی ظاہر کی۔ اور یہ پہلا دن تھا کہ مسلمانوں کو مُلکی سیاست سے دلچسپی معلوم ہونے لگی، لیکن ابھی ان کی اس خوشی پر دو سال بھی گذرنے نہ پائے تھے کہ ہندو بنگالیوں کے پُرزور ایجی ٹیشن سے مجبور ہو کر انگریزوں نے ۱۹۱۰ء میں بنگال کی تقسیم کو منسوخ کر دیا۔ مسلمانوں کو اس کا بڑا صدمہ ہوا اور یہی زمانہ تھا جب نواب وقار الملک نے انگریزوں کی حکومت کے خلاف اپنے جذبات کا اظہار کیا، اور مولانا شبلی مرحوم نے پولیٹیکل کروٹ کا سلسلہ شروع کیا جس نے مسلمانوں کے سیاسی رُخ کو نذر پرستی کی طرف سے پھیر کر صحیح سیاست کی طرف کر دیا۔

ابھی یہ صدمہ دہ بھولنے بھی نہ پائے تھے کہ اسی ۱۹۱۰ء میں بلقان کی ریاستوں نے یورپ کی سلطنتوں کی شہ پاکر ایک ساتھ مل کر دولتِ عثمانیہ کے یورپی حصّوں میں بغاوت کر دی اور جنگ بلقان کا آغاز ہوا، یہ جنگ کے شعلے اگرچہ یورپ میں اٹھ رہے تھے، مگر ہندوستان کے مسلمانوں کے جوش و خروش دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ جنگ ہندوستان ہی میں لڑی جا رہی تھی۔ چند سال کے بعد یہ جنگ اس طرح ختم ہوئی کہ ترکوں کے ہاتھ سے یورپ کا بڑا حصّہ نکل گیا۔

www.KitaboSunnat.com

اس کے چار سال کے بعد ۱۹۱۴ء میں خود یورپ کی سلطنتوں میں جنگ شروع ہوگئی، روس، جرمنی اور آسٹریا ایک طرف، اور انگلینڈ اور فرانس اور اٹلی دوسری طرف۔ اس جنگ کے چند ماہ بعد ترکی نے نومبر ۱۹۱۴ء میں جرمنی کے ساتھ ہو کر اتحادیوں کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ اب مسلمان جو یورپ کی اس پہلی جنگ عظیم میں ناطرفدار تماشائی کی حیثیت رکھتے تھے، دفعتًا جرمنوں کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرنے لگے، اس وقت انگریزی حکومت نے ایک طرف اپنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان رعایا کی تسکین کی خاطر یہ اعلان کیا کہ اسلام کے مقدس مقامات حملہ سے محفوظ رہیں گے، دوسری طرف انھوں نے اسی جنگ کے جیتنے کے لئے عجیب وغریب سازش کی، انھوں نے ترکوں سے عربوں کو الگ کرنے کے لئے شریف حسین امیر مکہ کو اپنے ساتھ ملاکر اور ایک عرب شہنشاہی کا خواب دکھاکر، جو بحر احمر سے لے کر بحر روم تک کو محیط ہوگی ترکی حکومت سے بغاوت کا اعلان کرا دیا اور اس لالچ میں عربوں کو ترکوں سے لڑانے کے لئے عراق وشام اور حجاز کے میدانوں میں ان کو کھڑا کردیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عراق اور شام اور فلسطین اور حجاز دولت عثمانیہ سے الگ ہوکر اتحادیوں کے قبضہ میں چلے گئے۔ ان ممالک اسلامیہ کا جو احترام روز اول سے مسلمانوں میں تھا اس کے لحاظ سے اس حادثہ سے ان کے دل کو سخت چوٹ لگی۔

ٹھیک اسی وقت جب انگریز مصر میں بیٹھ کر شریف حسین سے عرب شہنشاہی کا معاہدہ کر رہے تھے، وہ یورپ میں جرمن کے یہودیوں کو فلسطین کی نذر پیش کرکے سارے یورپ کے یہودیوں کو اپنے ساتھ ملا رہے تھے اور آخر یہودیوں نے جرمن کے خلاف سازش کرکے اس کو تباہ کرڈالا اور اس کے بدلہ میں فلسطین کے یہودی قومی وطن بنائے جانے کا اعلان انگریزی حکومت سے کرایا۔ یہی وہ تخم ہے جس سے فلسطین میں تیس سال کے عرصے میں اسرائیل کی خود مختار حکومت کا نخل تناور پیدا ہوا۔ اور جو آج ہمارے سامنے ہے۔

انگریزوں نے شریف حسین سے جس عرب شہنشاہی کا وعدہ کیا تھا اس کا ایفا اس طرح کیا کہ حجاز کی بادشاہی ان کو دی گئی اور ان کے بڑے صاحبزادے امیر فیصل کو جو کرنل لارنس کے ساتھ ساتھ ترکوں سے جنگ میں سب سے پیش پیش تھے اور جو لارڈ النبائی کے ہمرکاب بیت المقدس کو ہلال کے قبضہ سے نکال کر صلیب کے حوالہ کر رہے تھے، شام کا تخت پیش کیا گیا، مگر یہ تخت چند ماہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ بچھا نہ رہ سکا اور فرانس نے لڑ کر ان کو شام سے باہر کر دیا، ہماری کہانی جب شروع ہوتی ہے اسی زمانہ کا یہ واقعہ ہے کہ امیر فیصل شام سے بیدخل ہو چکے تھے اور ابھی تک عراق کی حکومت ان کو نہیں ملی تھی، پورا ملک عرب جو مجلس خلافت کے نزدیک عراق و شام و حجاز پر مشتمل تھا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر چند چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ کر انگریزوں اور فرانسیسیوں کے زیر اقتدار تھا مسلمانوں میں اس صورتِ حال سے بڑی بے چینی تھی، ہندوستان کے مسلمان اس صورتِ حال کو انگریزوں کے اس صریح اعلان کے خلاف سمجھتے تھے جس کے ذریعہ انھوں نے مسلمانوں سے ان کے مقدس مقامات کے محفوظ رہنے کا وعدہ کیا تھا۔

دُنیا کے ایک اور عظیم الشان انقلاب پر جو روس میں پیش آیا تھا، گو دو برس گذر چکے تھے مگر ہنوز اس کے اُفق کا مطلع صاف نہ تھا، اس وقت انگریز اس کے مقابلے کے لئے سفید روسیوں کی فوج بنا کر اِدھر اُدھر معرکہ آرا تھے روس کے اسلامی صوبے آزاد کئے جا رہے تھے۔ آذر بائیجان کی خود مختاری کو انگریز تسلیم کر چکے تھے، بخارا، خیوا اور دوسری اسلامی ریاستیں گو بالشویک روسیوں کی گرفت میں تھیں تاہم دنیائے اسلام اب تک یہ طے کر نہیں پائی تھی کہ اس انقلاب کا اثر مسلمانوں کے خلاف ہو گا یا موافق بلکہ عام رُجحان یہ تھا کہ یہ انقلاب اتحادیوں کے خلاف مظلوم قوموں کی حمایت ہی کرے گا۔

مصر میں اس وقت سعد زاغلول پاشا کی سیادت میں آزادی خواہ گروہ کھڑا ہوا تھا اور سارا مصر سعد زاغلول پاشا کی قیادت پر یک زبان ہو کر انگریزوں کے بھیجے ہوئے ملز کمیشن کو بائیکاٹ کر چکا تھا اور سعد زاغلول پاشا اپنے رفقائے کے ساتھ اپنے مطالبات کو پیش کرنے انگلینڈ اور فرانس جا رہے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایران اس وقت روسیوں اور انگریزوں کے بیچ میں لٹکا ہوا تھا بلکہ یہ نظر آ رہا تھا کہ یہ بھی انگریزوں کے زیر اقتدار آ جائے گا۔ اور اسی قسم کا معاہدہ اس وقت انگریز اس سے کر رہے تھے۔

ٹرکی کی عظیم الشان سلطنت کا جو حصہ افریقہ میں تھا اٹلی غصب کر چکا تھا یورپ میں اس کے صوبے آسٹریا، بلغاریہ، سرویا، مانٹی نیگرو اور یونان میں بٹ چکے تھے، البانیہ کی چھوٹی سی ریاست جس میں اسلامی اکثریت تھی، گو خود مختار بن چکی تھی مگر اس وقت وہ اٹلی کے زد میں تھی۔ ٹرکی کے مشرقی حصے عراق و شام، فلسطین و حجاز وغیرہ باغی ہو کر شام فرانسیسیوں اور باقی انگریزوں کے تصرف میں تھے، اتحادی فوجیں اس وقت قسطنطنیہ پر قابض تھیں اور ٹرکی کی عظیم الشان سلطنت اس وقت اناطولیہ میں محدود تھی۔ ٹرکی کا سلطان قسطنطنیہ میں اتحادیوں کے بس میں تھا۔ فرانس کی سرزمین میں اتحادی فتح کے غرور کے نشہ میں صلح کی صورت میں خدا کی خدائی کی شکست و ریخت میں مصروف تھے اور ملکوں کی قسمتوں کے فیصلے کر رہے تھے۔ سب سے بڑا امر زیر غور تھا کہ ٹرکی کا بقیہ یورپینی مقبوضہ تھریس کس کو دیا جائے، قسطنطنیہ پر کون قابض ہو۔ اناطولیہ میں سمرنا گویا یونانیوں کو مل ہی چکا تھا اور بقیہ اناطولیہ کی سپردگی کا مسئلہ در پیش تھا، یونان کا وزیر اعظم وینی زیلاس برطانیہ کو اس بات پر آمادہ کر رہا تھا کہ ٹرکی کا بڑا حصہ یونان کے حوالے کر دیا جائے۔ اُدھر ٹرکی کے صوبہ آرمینیا میں اتحادی بغاوت کرا رہے تھے۔ اور آرمینی سارے اتحادی ملکوں میں ترکوں کے مظالم اور اپنی مظلومی کی داستانیں گھڑ گھڑ کے رائے عامہ کو اپنے ساتھ ملا رہے تھے، یہودی توراۃ اور انجیل کے حوالوں سے عیسائیوں کو یہ باور کرا رہے تھے کہ آخر زمانہ میں بنی اسرائیل کے فلسطین دوبارہ اکھٹے ہونے کی جو پیشین گوئی ہے اس کے پورا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کا یہی وقت ہے، ان مشکلات کے نرغے میں اس وقت ٹرکی کا ہیرو مصطفیٰ کمال پاشا مٹھی بھر نوجوان ترکوں کے ساتھ اناطولیہ میں ٹرکی کی بچی کھچی سلطنت کے لئے سرگرم پیکار تھا اور نہیں کہا جا سکتا تھا کہ اس کا انجام کیا ہوگا،

دُنیائے اسلام کا یہ نقشہ تھا کہ جب ان خطوط کا آغاز ہوتا ہے، اس صورتِ حال سے ساری دُنیائے اسلام میں زلزلہ برپا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس وقت ہندوستان کے مسلمانوں کو چند بہادر، دردمند، حساس ہیرو عنایت کئے تھے جو اپنی جانوں پر کھیل کر کھڑے ہوئے اور انھوں نے مجلسِ خلافت کے نام سے مرکزی مجلس بمبئی میں قائم کی جس کی شاخیں سارے ہندوستان میں قائم ہو گئی تھیں، اس مجلس کی تنظیمی قوت اتنی زبردست تھی کہ سارا ہندوستان اس کی ایک آواز پر اٹھتا اور بیٹھتا تھا، پورے ملک میں جس قدر کارکن نوجوان تھے سب اس کے جھنڈے کے نیچے جمع تھے، ہر طرف سے اس کی امداد کے لئے روپے برس رہے تھے۔ اور قوتیں یکجا ہو رہی تھیں، عوام علما اور تعلیم یافتہ سب اس تحریک میں یکساں شریک تھے۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی سب سے پیش پیش تھے۔ اُن کے علاوہ علمائے دیو بند، علمائے بدایوں، علمائے ندوہ، علمائے بہار اور دیگر علماء سب شریک تھے، خلافت کے ارکان عمل میں اس وقت کے تمام پیر و جوان، صاحبِ فکر و دماغ شامل تھے، مسیح الملک حکیم اجمل خان، ڈاکٹر انصاری، شوکت علی، محمد علی، تصدق شروانی، ڈاکٹر سید محمود، چودھری خلیق الزماں، مولانا ابوالکلام، ڈاکٹر سیف الدین کچلو، ظفر علی خاں، مولانا عبدالماجد بدایونی، مولانا فاخر الٰہ آبادی، پیر غلام مجدد، سیٹھ عبداللہ ہارون، سیٹھ چھوٹانی اور خدا جانے کتنے اشخاص تھے جو تمام ملک میں پھیلے تھے اور اس تحریک کو اس زور و قوت کے ساتھ چلا رہے تھے کہ اس کے دبانے کی حکومت کی ساری تدبیریں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیکار ہو رہی تھیں اور دُنیائے اسلام کی نظریں اس وقت ہندوستان کے مسلمانوں اور ان کی جمعیۃ خلافت پر لگی ہوئی تھیں اور اس وقت مسلمانوں کو اپنی متحدہ قوت کا اندازہ ہو رہا تھا۔

دسمبر ۱۹۱۹ء کی آخری تاریخیں تھیں۔ امرتسر میں کانگریس اور مجلس خلافت کے اجلاس ہو رہے تھے کہ حکومت نے محمد علی اور شوکت علی کو جو چھنڈواڑہ میں نظر بند تھے رہا کر دیا۔ چھنڈواڑہ سے یہ دونوں سیدھے امرتسر پہنچے جہاں اُس وقت سارے ہندوستان کے ہر طبقہ کے اہلِ سیاست کا مجمع تھا۔ یہی وقت تھا جب محمد علی اور شوکت علی صاحب وغیرہ نے اس تحریک کی کامیابی کے لئے ہندوؤں کو بھی اپنے ساتھ لیا اور اسی طرح گاندھی جی اور مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی اور محمد علی اور شوکت علی نے مل کر احیائے خلافت کے ساتھ ہندوستان کی آزادی کے مسئلہ کو بھی تحریک کے مقاصد میں شامل کر لیا۔ اور اس طرح سیاست نے ہندوستان میں ایک نئی کروٹ لی۔ گاندھی جی نے اس تحریک میں عملاً حصہ لیا اور شوکت صاحب کے ساتھ مل کر سارے ملک کا دورہ کیا۔

امرتسر کے اس اجتماع میں یہ طے ہوا کہ ہندوستان کی طرف سے چند آدمیوں کا ایک وفد انگلینڈ اور یورپ کے دوسرے اتحادی ملکوں میں بھیجا جائے جو وہاں جا کر اپنے مطالبات حکومت برطانیہ اور دیگر اتحادی وزراء کے سامنے پیش کرے اور اتحادی ملکوں کی رائے عامہ کو مسلمانوں کے موافق بنائے۔

وفد کے مطالبات حسب ذیل تھے:

۱۔ ٹرکی کے سلطان کی حکومت بحیثیت اس کے کہ وہ مسلمانوں کا خلیفہ ہے، قسطنطنیہ تھریس اور اناطولیا اور آرمینیا میں مستقل و آزاد قائم رکھی جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ حجاز، شام، فلسطین اور عراق کو جہاں مسلمانوں کے مقدس مقامات ہیں اور جس کے مجموعے کا نام جزیرۃ العرب ہے۔ غیر اسلامی اقتدار سے محفوظ رکھا جائے اور اس طرح حکومت برطانیہ نے جو وعدہ اسلامی مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کے متعلق کیا تھا اس کو وہ پورا کرے۔

۳۔ ہندوستان کی آزادی کے لئے رائے عامہ ہموار کی جائے کیونکہ بلاد اسلامیہ کا تحفظ ہندوستان کی آزادی کے بغیر ممکن نہیں۔

وفد کے ارکان: اس وفد کے لئے ہندوستان سے اولاً محمد علی سید حسین، سید سلیمان تین ناموں کا بحیثیت ارکان انتخاب ہوا اور وفد کے سکریٹری حسن محمد حیات صاحب مقرر ہوئے جو بعد کو نواب صاحب بھوپال کے سکریٹری ہو گئے اور ہندوستان سے بنگال کے مولوی ابوالقاسم صاحب بھیجے گئے۔ شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بھی جو اس تحریک کے ابتدائی مشیر کاروں میں تھے اور مولانا عبدالباری صاحب کے معتمد علیہ تھے اور جو جنگ بھر لندن ہی میں مقیم رہے تھے اور بعد کو چند ماہ کے لئے ہندوستان گئے تھے وہ پھر ہندوستان سے واپس آکر ہمارے کام میں شامل ہوئے۔

انگلستان میں اس وقت بعض انگریز اور ہندوستانی جو ہندوستانی سیاست سے دلچسپی رکھتے تھے اور بعض نوجوان مسلمان جو وہاں زیر تعلیم تھے کام میں شریک ہوئے، جیسے انگریزوں میں سے مسٹر ہارنی مین جو بمبئی کرانیکل کے بھی ایڈیٹر تھے، ہندوؤں میں مسٹر نائیڈو جو اس وقت لندن ہی میں تھیں اور نوجوان مسلمانوں میں سے شعیب قریشی صاحب اور عبدالرحمٰن صدیقی صاحب جو اس وقت انگلینڈ میں زیر تعلیم تھے اور محمد علی مرحوم سے خصوصی تعلق رکھتے تھے خاص طور سے یہاں کے کاموں میں شریک ہوئے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ڈاکٹر بہادر رشاد بلے نے بھی جو ایک پُرجوش ترک کارکن پیرس میں تھے ہمارے کاموں میں تعاون کیا۔

تقسیم کار، محمد علی صاحب رئیس وفد تھے۔ ان کے ذمہ پورے وفد کی ذمہ داری تھی، اور ان کے انٹرویو اور تقریر کے لئے مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی رکھی گئی تھی، سید حسین کے ذمہ اس باب میں ہندوستان کے جذبے کا اظہار تھا۔ اور میرے متعلق ان مطالبات کے مذہبی نقطۂ نظر کی وضاحت تھی۔

عبدالرحمان صدیقی صاحب نے تمام انتظامی اُمور کی ذمہ داری لی اور شعیب صاحب نے اس انگریزی پرچہ کی ادارت اپنے ہاتھ میں لی جو مسلم اوٹ لک کے نام سے لندن سے شائع ہو رہا ہے۔ اور جس کے مینجر اب تک اصفہانی صاحب اور ایڈیٹر ملک عبدالقیوم صاحب تھے۔ جو بیرسٹری کے لئے پنجاب سے گئے ہوئے تھے۔

میرے ذمے یہ کام تھا کہ مذہبی اور تاریخی حیثیت سے انگریزی اخباروں میں ہمارے خلاف جو مضمون نکلیں ان کا جواب لکھنا اور اسلامی ملکوں کے مسلمانوں سے مل کر ان کو اس تحریک سے آگاہ کرنا اور ان کی ہمدردی حاصل کرنا، ان کے علاوہ دو اور کام بھی میں نے اپنے ذمے لے رکھے تھے، ایک یہ کہ روزانہ انگریزی اخباروں کو پڑھ کر قابلِ لحاظ مضامین اور خبروں پر سرخ نشان لگا دینا تاکہ وفد کے دیگر ارکان بھی ان کو پڑھ لیں، دوسرا یہ کہ ہر ہفتہ، ہفتہ بھر کی رفتار کار اور کاموں کی رُوداد لکھ کر ہندوستان بھیجنا، خصوصیت کے ساتھ شوکت علی صاحب اور مولانا عبدالباری صاحب کو وفد کے کاموں سے باخبر رکھنا۔

اِن خطوط کی حقیقت، یہ خطوط حقیقت میں اسی حیثیت سے لکھے جاتے تھے، افسوس ہے کہ شوکت صاحب کے خطوط جو ان کے دفتر میں جاتے تھے وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفتر کے نذر ہو گئے، نہ وہ میرے علم میں کہیں چھپے اور نہ مجھے ملے، بقیہ خطوط جو دوسرے لوگوں کے نام لکھے گئے وہ عموماً اخباروں میں چھپ جاتے تھے اور ملک میں وفد کے کاموں کے جاننے کا جو اشتیاق تھا اس کی بنا پر اخبارات ان خطوط کو کوشش سے حاصل کرتے تھے اور چھاپتے تھے اور لوگ بڑے ذوق و شوق سے ان کو پڑھتے تھے اور اگلی قسط کے منتظر رہتے تھے۔

جن اخباروں میں چھپتے تھے: ، یہ خطوط زیادہ تر ہمدم لکھنؤ میں چھپتے تھے، اس کے علاوہ زمیندار لاہور، خلافت بمبئی، وکیل امرتسر اور ان سے نقل ہو کر اکثر دوسرے اخباروں میں چھپا کرتے تھے، مولانا عبدالباری صاحب کے نام یہ خطوط ہمدم لکھنؤ میں اپریل سنہ ۱۹۲۰ء، ۳/جون سنہ ۱۹۲۰ء، ۱۵/جون سنہ ۱۹۲۰ء، ۷/جولائی سنہ ۱۹۲۰ء، زمیندار لاہور ۱۴/ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء ہمدم لکھنؤ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء سے نقل کئے گئے ہیں۔

ایک قدردان: ، بلگام (بمبئی) کے ایک قدردان دوست نے جن کا نام عبدالقادر تھا اور جن کو اردو اخباروں اور کتابوں کا بہت ذوق تھا، یہ کمال کیا کہ انھوں نے ان تمام اخباروں کو جن میں یہ خطوط چھپے تھے، ایک فائل میں شوق سے جمع کیا تھا اور جب ہندوستان میں میری واپسی ہوئی تو انہوں نے اس کو اس فرمائش کے ساتھ میرے حوالے کیا کہ میں ان کو ایک مجموعے کی شکل میں چھپوا دوں۔

مجموعہ کی ترتیب: ، یہ مجموعہ کئی سال تک یوں ہی میرے پاس پڑا رہا۔ آخر ایک عزیز نے اس کا مسودہ صاف کیا اور اس کو تاریخ وار ترتیب دیا، لیکن چونکہ ان خطوں میں اکثر محمد علی مرحوم کے تذکرے تھے اس لئے ان کے دکھائے بغیر میں ان کا چھپوانا مناسب نہیں سمجھتا تھا، اب اُن کی فراغت کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال تھا، سو وہ ان کو عمر بھر حاصل نہیں ہوئی اور میرا دل بھی اُن کی وفات کے بعد افسردہ سا ہو گیا اور اس لئے یہ مجموعہ زاویہ اہمال میں پڑ گیا۔

احباب کا اصرار، تاہم یہ قلمی مسودہ احباب کی نظروں سے گذرتا رہا، اور جس نے دیکھا اس کے چھپوانے کی فرمائش کی، خصوصاً فرزند عزیزم رشید ابو عاصم ایم۔ اے، ایل ایل بی (علیگ) ایڈووکیٹ نے سب سے زیادہ اصرار کیا، لیکن کاموں کے تسلسل اور اوقات کے تواتر نے اس فرمائش کی تعمیل کا موقع نہیں دیا۔ اب یک بیک جب میرا کراچی آنا ہوا تو یہ مسودہ جو عزیز موصوف کے ساتھ مجھ سے پہلے کراچی پہنچ چکا تھا میرے ہاتھ آیا اور یہاں کی بیکاری کی فراغت میں جو اخیر عمر کا صلہ ہے اس کو دوبارہ پڑھ کر کہیں کہیں لفظی اصلاح کی اور حاشیہ میں بعض اشاروں کی تصریح اور بعض واقعات اور اشخاص کی تشریح کر دی اور بسم اللہ کر کے اس کو چھپنے کے لئے مطبع کے حوالے کر دیا۔

مکتوب الیہم، اس مجموعے میں جن کے نام کے خطوط شامل ہیں وہ حسب ذیل اشخاص ہیں:

۱۔ مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی،

۲۔ مولانا مسعود علی صاحب ندوی مہتمم دار المصنفین اعظم گڈھ، جو میرے عمر بھر کے کاموں میں میرے رفیق خاص رہے اور جو یوپی میں تحریک خلافت کے سب سے بڑے عملی کارکن تھے۔

۳۔ مولانا عبد الماجد صاحب دریا آبادی، ایڈیٹر صدق لکھنؤ، ان کے نام کے خطوط پڑھتے وقت یہ ذہن نشین رہے کہ موصوف اس وقت فلسفۂ جذبات و نفسیات و اجتماع کے جادو سے نکل کر امن عالم کے علم بردار تھے اور اس جماعت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ تھے جو جنگ کے بعد دنیا میں امنِ عالم کے منادی تھی، چنانچہ موصوف اس وقت موسیو بر چر ڈیال کی کتاب "پیامِ امن" کا ترجمہ اردو میں کر رہے تھے جو چھپ چکا ہے اور ساتھ ہی میری غیر حاضری میں "معارف" کے ایڈیٹر اور نگراں تھے۔

۴۔ مولوی سید ابو الکمال عبد الحکیم صاحب دیسنوی، میرے رشتہ میں چچا ہیں اور جنہوں نے میرے کاموں سے ہمیشہ گہری دلچسپی رکھی اور میری تحریر کے ایک ایک رقعہ اور پُرزہ کو محفوظ رکھا ہے۔

۵۔ مولوی سید ابو ظفر صاحب ندوی، میرے حقیقی بھتیجے، جن کو لوگ بحیثیت مورخ اور مصنف کے اچھی طرح جانتے ہیں، اوّل کے علاوہ سب دوسرے صاحبوں نے میرے یہ خطوط محفوظ رکھے تھے اور میری طلب پر مجھے عنایت فرمائے۔

خطوط کی ترتیب اور ناموں کے اشارات، اس غرض سے کہ واقعات کی ترتیب قائم رہے، اس مجموعے کی ترتیب تاریخ وار قائم کی گئی ہے اور خط پر گوشہ میں تاریخ اور مقام کے ساتھ خط کا ترتیبی نمبر دے دیا گیا ہے تاکہ حوالہ میں آسانی ہو اور مکتوب الیہم کے ناموں کے ابتدائی حروف بائیں جانب حاشیہ پر لکھ دئے گئے ہیں جن کا حل یہ ہے،

۱ ،	ع ، ب	مولانا عبد الباری فرنگی محلی ،
۲ ،	م ، ع	مولانا مسعود علی صاحب ندوی ،
۳ ،	ع ، م	مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی ،
۴ ،	ع ، ح	ابو الکمال سید عبد الحکیم صاحب ،
۵ ،	ا ، ظ	مولوی سید ابو ظفر صاحب ندوی ،

الحمد للہ تعالیٰ کہ اول کے سوا بقیہ حضرات اب تک ہمارے درمیان موجود ہیں اور خلقِ خدا کی خدمت میں مصروف ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ خطوط اب محض تاریخی ہیں، افسوس ہے کہ میری قسمت ماضی کی ورق گردانی سے کچھ ایسی وابستہ ہو گئی ہے کہ حال بھی ماضی ہی بن کر سامنے آتا ہے یہ خطوط اگر آج سے بتیس برس پہلے شائع ہوتے تو ایک سیاحت نامہ کا کام دیتے مگر اب بتیس برس کے بعد ان کی اشاعت صرف تاریخی افادیت رکھتی ہے ان سے آج کے بتیس برس پہلے کے ہندوستان اور دنیائے اسلام اور یورپ کی سیاست کی وہ تصویر نظر آتی ہے جو میرے قلم نے کھینچی تھی، دوسری جنگ عظیم کے بعد یورپ کا نقشہ گو بدل چکا ہے، ایسی حالت میں نہیں کہا جا سکتا کہ کیا چیز باقی ہے اور کیا مٹ گئی، تاہم ایک تاریخی دستاویز ہے۔

سیاسی پیشگوئیاں اور سیاسی رائیں: ان خطوط میں کہیں کہیں سیاسی پیشین گوئیاں اور سیاسی رائیں بھی ہیں، پیشگوئیاں خیالات اور قیاسات ہوتے ہیں، آپ خود دیکھیں گے کہ ایک مستقبل سے ناواقف انسان کہاں کہاں بھٹکا اور کیسے اٹکل کرتا رہا ان میں سے کتنا حصہ صحیح اترا اور کتنا غلط ثابت ہوا۔

سیاست ایک دھوپ چھاؤں ہے وہ دم بدم بوقلموں کی طرح رنگ بدلتی ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ کل جو صحیح نظر آرہا تھا وہ آج کہاں تک صحیح باقی رہا اور آج جو صحیح نظر آرہا ہے وہ کہاں تک صحیح باقی رہے گا۔ وَلِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ،

کتاب کا نام، کتاب کا نام "برید فرنگ" (یورپ کی ڈاک) رکھا ہے برید عربی میں ڈاک کو کہتے ہیں اور فرنگ فارسی میں یورپ کو، چونکہ یہ خط یورپ سے لکھے گئے ہیں اس لئے برید فرنگ اس کا موزوں نام نظر آیا۔

تکرار، اگرچہ خط لکھتے وقت اس کا خیال رکھا گیا تھا کہ ان خطوط میں واقعات کی تکرار نہ ہو، مگر کہیں اجمال اور تفصیل میں بعض واقعوں کی تکرار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے چارہ نہ تھا تاہم یہ ملحوظ رکھا گیا ہے کہ یہ تکرار کسی نہ کسی مزید اضافہ سے خالی نہ ہے۔

مُدّتِ سفر و مقاماتِ سفر، یہ سفر یکم فروری ۱۹۲۰ء سے شروع ہوکر اواخر ستمبر ۱۹۲۰ء کو آٹھ ماہ میں تمام ہوا، اس مدّت میں زیادہ تر قیام لندن میں رہا، پیرس میں کئی بار آنا جانا ہوا، پھر سوئٹزرلینڈ میں چند دن اور اٹلی میں آتے اور جاتے کئی روز ٹھہرنا پڑا، خطوط کے اوپر مقامات لکھے ہوئے ہیں، ان سے بھی حدودِ سفر کا حال معلوم ہوگا۔

نہضتِ اسلامیہ، ان خطوط کے پڑھنے والوں کو معلوم ہوگا کہ اس سخت مایوسی کی رات میں جب ہر طرف اسلام کے اُفق پر بادل گھرے تھے سیاسی حالات و قیاسات کی روشنی میں جس "نوجوان اسلام" اور "اسلام کی پُرانی عمارت کی بجائے جس نئی عمارت" کا نقشہ ہم کو عالمِ خیال میں نظر آیا تھا مستقبل نے اس کو کس طرح صحیح اور سچّا کرکے دکھایا، ہندوستان آزاد ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے ایران، عراق، شام، مصر اور ٹرکی کو کس طرح از سرِ نو ترقی اور قوت اور خودمختاری اور آزادی بخشی، اور پاکستان اور انڈونیشیا اور طرابلس و لیبیا کی تین نئی سلطنتیں کس طرح پردۂ غیب سے ظہور میں آگئیں، ٹیونس، الجیریا اور مراکش میں جدوجہد رُو بہ ترقی ہے۔

اس سے مسلمانوں کے قلوب میں مزید ہمّت و عزیمت اور اعتماد اور توکّل پیدا ہونا چاہیئے اور یقین رکھنا چاہیئے کہ آج ہم کو جہاں شر نظر آرہا ہے کیا عجب وہاں کل خیر ہی نظر آئے، وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ۔ چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند ہمت کی بلندی اور عزیمت کی استواری قوموں کی زندگی کے اصل عناصر ہیں۔

ہمت بلند دار کہ پیشِ خدا و خلق　　باشد بقدرِ ہمتِ تو اعتبارِ تو

سید سلیمان ندوی۔ کراچی، ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۱ء ۱۲ محرم ۱۳۷۱ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱ز منظفر آباد حال بمبئی ، ۳۱ر جنوری سنہ ۱۹۲۰ء

برادرم ، السلام علیکم ،

۲۹ر جنوری کی شام کو ہم لوگ کلیان پہنچے ، تھوڑی دیر ٹھہر کر بذریعہ اسپیشل بمبئی لائے گئے ۔ اسٹیشن سے لے کر مستقر تک آدمیوں کا وہ ہجوم تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ بمبئی کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے ۔ کل مسٹر تلک کی صدارت میں وداعی جلسہ ہوا جس میں بمبئی کے تمام اکابر شریک تھے ، آج شب کو پھر جلسہ ہے جس میں ہم سب کو تقریر کرنا ہے ۔ کل صبح آٹھ بجے جہاز چھوٹے گا ۔ تمام سامان درست ہو گیا ہے ۔ تا اطلاع ثانی میرا پتہ یہ ہو گا :- "مسرز تھامس کک اینڈ سنز لیڈ گیٹ سرکس لندن"۔

۲ز بمبئی ، ۳۱ر جنوری سنہ ۱۹۲۰ء

عم مخدوم ، السلام علیکم ،

الحمدللہ ، ہماری جماعت بخیریت بمبئی پہنچی ۔ یہاں اس قدر پر جوش استقبال ہوا ۔ کہ بمبئی نے باوجود اپنی عظمت اور جاہ وجلال کے اس کی نظیر اس سے پہلے نہیں دیکھی تھی ۔ کل ہنگیریا جہاز سے ۸ بجے صبح کو روانگی ہو گی ، تھامس کک کمپنی کے ذریعے سے خط بھیجئے ، اوپر میرا نام ہو ، آج شب کو یہاں میری تقریر ہے ، کل مسٹر تلک کی صدارت میں ہمارے وفد کو الوداع کہا گیا ، خط ابھی لکھ دیجئے تاکہ لندن میں انتظار نہ کرنا پڑے ۔

۳ - از جہاز ہنگیریا ، بندر کراچی ، ۳ر فروری سنہ ۱۹۲۰ء

السلام علیکم ،

یہ پہلے معلوم نہ تھا کہ ہمارا جہاز بمبئی سے چل کر کراچی بھی ٹھہرے گا ، لیکن وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کراچی ٹھہرا، اور ۴۸ گھنٹہ ٹھہرے گا۔ اس طرح سے ایک اور خط لکھنے کا موقع مل گیا، اور خاکِ ہند کو ایک دفعہ اور دیکھنے کا شرف حاصل ہوا، یہ جہاز ۱۲ دن میں وینس پہنچے گا، وہاں سے سوئزرلینڈ جانا ہو گا، لندن کا پتہ پہلے خط میں لکھ چکا ہوں، انگریزی بولنے کی مشق میں اور عربی بولنے کی مسٹر محمد علی کر رہے ہیں، جہاز میں انگریزی مذاق کا بدبودار کھانا سب سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔

۴ - جہاز ہنگیریا، بندر کراچی، ۳ر فروری ۱۹۲۰ء

برادرم سلمہٗ   م ، ع

آپ کو بمبئی کے الوداعی خط کے بعد یہ خط دیکھ کر تعجب ہو گا، واقعہ یہ ہے کہ جہاز پر چڑھنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ یہ جہاز بمبئی سے براہ کراچی یورپ کو جائے گا، یکم کی صبح کو بمبئی سے چل کر ۳ر فروری کی صبح کو آج بندر کراچی پہنچے، اور ایک خط اور لکھنے کا موقع مل گیا۔

بمبئی میں مسلمانوں نے جس جوش و خروش سے خیر مقدم کیا اور الوداع کیا وہ یادگار واقعہ ہے، جہاز پر مسلمانوں نے بڑے خلوص و عقیدت سے رخصت کیا، نعرہ اللہ اکبر کی گونج بار بار اٹھ رہی تھی، ہر طرف سے پھولوں کی بارش ہو رہی تھی، پُر امید نگاہیں ہمارے چہروں پر جمی ہوئی تھیں، شوکت علی، مولانا عبد الباری اور سیٹھ چھوٹانی نے سینوں سے لگا کر دعائیں دیں۔

جہاز نے ۱۱ بجے جب لنگر اٹھایا، تو دل نے فراقِ وطن اور وداعِ احباب کا صدمہ محسوس کیا، مولوی شبلی ندوی ساتھ آئے تھے، اخیر دفعہ ان کو سینہ سے لگا کر جب وداع کیا تو دونوں طرف آنکھیں پُر نم تھیں، بمبئی میں شب وداع کو میری تقریر کی باری ۱۱ بجے شب کو آئی، پہلے تو میری ہمت نے شکست کھائی اور چاہا کہ تقریر نہ کروں، لیکن پھر خدا کا نام لے کر کھڑا ہو گیا، اور ایک گھنٹے تک ایسی تقریر ہوئی کہ خدا نے در و دیوار سے اثر نمایاں کر دیا، الحمد للہ جہاز کراچی میں دو دن ٹھہرے گا اور یہاں سے نکل کر ۱۲ کو شاید ساحل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یورپ پر قدم رکھے گا،

ایک ضروری بات یہ ہے کہ میرے خطوں والے ہیزی بکس میں جو آپ کے بکس کے نمونے پر بنایا گیا ہے، لوگوں کے بہت سے خط رکھے ہوں گے، ان میں ایک خط فیروز پور پنجاب کے ایک قاضی (نام یاد نہیں) وکیل پٹیالہ کا ہے، جس میں سیرۃ نبوی ؐ کے متعلق تاریخ وفات نبوی کا ذکر ہے، وہ خط مجھ کو رجسٹرڈ ولایت بھیج دیجئے گا۔

مولوی عبدالسلام، انصاری، ابوالحسنات اور دیگر رفقاء کو سلام۔ خدا حافظ

۵ از جہاز ہنگریا، بندر کراچی، ۲؍فروری ۱۹۲۰ء

حبیب مکرم، سلام محبت: ع م

آج جہاز کراچی پہنچا، کل انشاء اللہ خاکِ ہند کو آخری سلام ہوگا، آج شب کو کراچی میں مسلمانوں کا جلسہ ہوگا جہاں مسٹر محمد علی تقریر کریں گے اور شاید میں بھی۔ پہلے معلوم نہ تھا کہ جہاز کراچی ٹھہرے گا، معارف کو دوبارہ یاد دلاتا ہوں۔

برادرم مولوی عبدالباری صاحب ندوی کا احمد آباد سے تار آیا کہ آتا ہوں مگر نہ آسکے، خدا حافظ۔

www.KitaboSunnat.com

۶ از جہاز ہنگریا، بندر عدن، ۹؍فروری ۱۹۲۰ء

برادر بجان برابر، السلام علیکم، اس وقت میں ساحل بمبئی سے ۱۶۵۹ میل پر ہوں، جہاز عدن میں چند گھنٹوں کے لئے ٹھہرے گا، وہاں یہ خط ڈالوں گا، آج سمندر کے سفر کو سات دن ہو گئے، بجز پانی کے کوئی چیز نظر کے سامنے نہیں، بحر عرب کی متلاطم موجوں سے تنہائی میں دل بہلاتا ہوں، کل بیٹھے بیٹھے بحر عرب پر ایک چھوٹی سی نظم کہہ ڈالی، م ع

ع بحر عرب ہمارا کس شان سے رواں ہے

معلوم ہوا ہے کہ ۲۱ کو جہاز وینس میں لنگر انداز ہوگا، یہ اٹلی میں واقع ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹلی ہو کر سوئٹزرلینڈ، فرانس اور وہاں سے انگلینڈ۔

جہاز میں اب تک تلاطم نہیں، اس لئے چکر نہیں آیا، ہر طرح کا آرام ہے۔ لیکن پیٹ کی بڑی مار ہے، حالانکہ چار وقت کھانا ملتا ہے، صبح کو چائے، ۸ بجے تک بریک فاسٹ ۱ بجے ٹفن، ۷ بجے شام کو ڈنر، لیکن بدمزہ، بدبو، خام، کل محمد علی صاحب نے خود باورچی خانے میں جاکر گوشت بھونا، اب تک تو وضع میں نے وہی رکھی ہے، عمامہ کے بجائے ترکی ٹوپی، پائجامہ پر پینٹ، کالر البتہ بڑھ گیا ہے، ڈنر میں جانے کے لئے سیاہ سوٹ ضروری تھا' ایک سیاہ ایرانی وضع کی شیروانی، یعنی معمولی شیروانی سے چار پانچ انگل نیچی اور سیاہ پینٹ، سادہ کف دار قمیص۔

اب تک ہماری جماعت نماز بہ پابندی پڑھتی ہے' ۶ فروری کو نماز جمعہ پڑھی، اس مہینے کے معارف بلکہ ہر مہینے کے معارف کے چار چار نسخے بھیجئے، اسی طرح تغیر ابی مسلم، سیرۃ کی جلد دوئم تیار ہو جائے تو اول و دوئم کی چار چار جلدیں غیر مجلد عنایت فرمایئے مگر باحتیاط، مضبوطی کے ساتھ بندش ہو، روح الاجتماع چھپ چکے تو سیرۃ عائشہ شروع کرایئے، آپ کی مشین کا کیا نتیجہ نکلا، ملی یا نہیں۔

دار المصنفین کے قواعد و ضوابط اور حساب کے کاغذات چھپ گئے ہوں تو وہ بھیجئے

جس جہاز پر ہم جارہے ہیں یہ نہایت سست ہے، دن رات میں صرف دو سو اسی (۲۸۰) میل چلتا ہے، مگر اس کے کمرے اور سامان و اسباب نہایت اچھے ہیں، ہر کمرے میں دو پلنگ مع بستر کپڑے رکھنے کی دو الماریاں، ہاتھ منہ دھونے کے لئے پائپ مع طشت دیوار میں جڑا ہوا ایک کرسی، ایک برقی پنکھا، تین برقی روشنی، دو کھونٹیاں، ہر کمرہ سامان اور آرام کے لحاظ سے مسعود منزل واقع شبلی منزل سے زیادہ بہتر ہے، ہم اکثر یہ بھول جاتے ہیں کہ ہمارا سفر کسی خوفناک سمندر کے اندر ہے، جس کی ایک موج تلاطم ہماری زندگی ختم کر سکتی ہے۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ۔ افسوس کہ یہ جہاز عدن رات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ٹھہرے گا، اور وہ بھی چند گھنٹوں کے لئے، ورنہ اس کی زیارت سے بھی مشرف ہو سکتے، سیّد حسین صاحب آدمی پُر زور، بڑے وسیع المطالعہ ہیں، مگر ان کو غصہ بھی جلد جلد آجاتا ہے پریشانِ حال کو سلام۔

(۲) از جہاز ہنگریا، پورٹ سعید، ۱۴ فروری ۱۹۲۰ء

عم محترم السلام علیکم

جی تو یہ چاہتا کہ اس سفر کا ایک ایک جزئی واقعہ آپ کو خط میں لکھوں، لیکن تنگیٔ دامن کا گلہ ہے اور کثرتِ حُسن کا شکوہ ہے، عدن سے جو رقعہ لکھا پہنچا ہو گا، عدن کے بعد جہاز نے مصوّع ساحل افریقہ (اریٹریا مقبوضہ اٹلی) میں لنگر ڈالا، یہ عرب حبشی آبادی ہے، اس کا دار الحکومت اسمارہ ہے، اٹلی کے زیر حکومت ہے، ۵ بجے کے قریب یہاں کے ساحل پر ہم اترے، یہ عمر کا پہلا موقع ہے کہ ملکِ ہند کے علاوہ ایک اور ملک بلکہ ایک برّ اعظم (افریقہ) اور ایک انگریزی حکومت سے باہر ایک دوسری حکومت کی سر زمین پر قدم رکھا، لوگ ڈراتے تھے کہ بحر احمر (ریڈ سی) میں یوں گرمی ہے، یوں تمازت ہے، لیکن خدا کا کرنا دیکھئے کہ یہاں سینکڑوں میل تک یعنی یہاں تک کہ کل شام کو سویز میں قدم رکھیں گے، لیکن گرمی کا نام ونشان نہیں، سردی بلکہ جاڑا تک موجود ہے، لوگ کہتے ہیں کہ یہ بالکل اتفاقی اور عجیب بات ہے۔

مصوّع میں ہندوستانی آبادی کو دیکھ کر تعجب ہوا، گجرات، کاٹھیاوار اور کچھ کے ہندو بنیا اور بوہرے، خوجے مسلمان یہاں تاجر ہیں، اُردو کی فرماں روائی دیکھئے کہ افریقہ کے ریگستان تک وسیع ہے، اتفاقاً ہندوستانی بھائیوں سے ملاقات ہو گئی، انھوں نے اس قدر آؤ بھگت، خاطر داری اور مہمان داری کی کہ اظہار مشکل ہے، دوسرے جہاز سے لاجپت رائے اور مشیر حسین قدوائی اُترے، خلافت کے متعلق باتیں ہوئیں، مشیر حسین نے حقیقت میں بڑا کام کیا، اور وہ کہتے تھے کہ سر آغا خان کی کوشش بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکریہ کے لائق ہیں، روسی آذربائیجان میں اسلامی ری پبلک کا قیام اور حکومت انگریزی کا اس کو تسلیم کر لینا انہیں کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے،

اب تک جس قدر دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے ملاقات ہوئی، سب نے بالاتفاق شریف حسین کے فعل سے برائت ظاہر کی۔

مصوّع سے نکل کر سمندر میں اس قدر تلاطم ہوا کہ ۲۴ گھنٹے تک جہاز مثل جھولا کے محسوس ہوتا تھا، چُپ چاپ پڑے رہے مگر دوران یا قئے نہیں ہوئی، کل سے بحمداللہ سکون ہے، کل شام کو جہاز سوئیز پہنچے گا، خیال ہے کہ سوئیز سے جہاز چھوڑ کر براہ ریل لگے ہاتھوں مصر کی زیارت کر لیں، پھر مصر سے پورٹ سعید چلے جائیں اور وہاں جہاز کو پکڑیں، پورٹ سعید سے ایک ہفتہ وینس تک لگے گا، غالباً جب آپ کو یہ خط ملے گا تو ہم وینس میں ہوں۔

مصوّع میں عربوں نے ایک مسجد میں ہمارے مقاصد پر مطلع ہو کر جس طرح دعائیں دی ہیں وہ منظر قیامت تک نہ بھولے گا۔

وہاں کے ہندوستانیوں نے لاجپت رائے اور مسٹر محمد علی کو ایک چھڑی اور ایک ایک قالین نذر دیا۔

۳ جہاز ہنگریا، پورٹ سعید، ۱۴ فروری ۱۹۲۰ء

برادر عزیز ایدک اللہ ونصرک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آج فروری کی ۱۴ تاریخ ہے، کل شام کو جہاز سوئیز پہنچے گا، ارادہ یہ ہے کہ سوئیز اتر کر ذرا مصر کی زیارت کر لی جائے اور براہ ریل سوئیز سے مصر اور مصر سے پورٹ سعید واپس آکر جہاز پر سوار ہو جائیں گے، خیال تھا کہ عدن بھی اتریں گے، رات بھر جہاز عدن کے ساحل پر کھڑا رہا، اترنے کی بڑی کوشش کی، آخر دو بجے شب کو مایوس ہو کر ہم لوگ بستر پر گئے کہ ڈاکٹر کی اجازت کے بغیر ساحل پر اترنا ممکن نہیں، اور ڈاکٹر صاحب ۷ بجے صبح سے پہلے اپنے آرام خانہ سے باہر نہیں نکلتے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال دُور ہی سے کھڑے ہو کر اس زمین اقدس کے ایک گوشہ کی زیارت کر لی ؎

حسرت پہ اس مسافرِ بےکس کے روئیے
بیٹھا ہوا ہو تھک کے جو منزل کے سامنے

لیکن خداوند تعالیٰ نے اس محرومی کی پوری تلافی کر دی، یمن کے سامنے مقابل ساحل حبشہ پر ایک اٹالین مقبوضہ اریٹریا ہے جو خالص عرب مسلمان آبادی ہے، اس کا بندر گاہ مصوع ہے، چونکہ یہ کمپنی بھی جس کے جہاز پر ہم سفر کر رہے ہیں اب اٹالین ہے، اس لئے وہ مصوع میں آکر لنگر انداز ہوا، وہ جہاز جو یورپ سے لالہ جیت رائے اور مشیر حسین صاحب قدوائی کو لا رہا تھا، وہ بھی اسی کمپنی کا تھا۔ پہلے سے معلوم تھا کہ وہ جہاز بھی یہاں آکر ٹھہرے گا، چنانچہ دونوں جہازوں کے درمیان بے تار کی تار برقی محمد علی صاحب اور لالہ اور قدوائی نے باہم دوڑائی کہ کسی طرح باہم ملنا چاہیئے، پہلے تو ناامیدی رہی لیکن مصوع پہنچنے پر معلوم ہوا کہ ہمارا جہاز رات بھر ٹھہرے گا اور وہ جہاز ساڑھے آٹھ پر آجائے گا۔ اتنی دیر کے لئے ہم لوگ تیار ہو کر سیر کے لئے ساحلِ افریقہ پر اترے، یہ پہلا موقع ہے کہ میرے پاؤں ہندوستان کے سوا اور کسی ملک پر ٹکے اور ایک غیر گورنمنٹ کے اہتمام و انتظام کی ایک جھلک بھی نظر سے گذری، راہ میں ایک مسجد آئی، نماز مغرب کے لئے وہاں گئے، نماز کے بعد لوگوں نے اجنبی سمجھ کر ہماری طرف دیکھا، السلام علیکم کے بعد ہمارے مقاصدِ سفر سے جب وہ مطلع ہوئے، تو میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کے چہروں سے کیسی شگفتگی کے آثار نمایاں تھے، فوراً سب نے ہماری کامیابی کے لئے دست دعا دراز کئے، بدحال حبشی عرب تھے، سیہ فام تھے، ژولیدہ مُو تھے، لیکن ذوق چشیدۂ ایمان تھے۔ ہماری آنکھیں قیامت تک ان کے چہروں کی شگفتگی، ان کی دست بوسی اور ان کی بغل گیری کے جلوؤں کو نہیں بھلا سکتیں، دیکھئے مصر کی زیارت کیا لطف دکھائے، امید ہے کہ جب یہ خط آپ کو ملے گا تو ہم وینس میں اُتر چکے ہوں گے، دارالمصنفین تو بخیریت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، عزیزان دار المصنفین کس حال میں ہیں، پچھلا خط جو عدن سے بھیجا تھا پہنچا ہوگا جس میں معارف کے آئندہ ہر نمبر کی چار کاپیاں مانگی ہیں، سیرۃ ختم ہوئی یا نہیں، آپ کی تنہائی کا افسوس ہے، افسوس کہ مصر جانے کا انتظام نہ ہوسکا۔

۹ وینس، ۲۴ فروری ۱۹۲۰ء

تسلیم!

سمندر کو طے کرکے ہم نے جس شہر میں قدم رکھا ہے اس کا نقشہ پُشت پر درج ہے، وینس کو آپ نے شکسپیئر کی عینک سے دیکھا ہوگا، میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں، میری لال ٹوپی، پیرو جواں، سخت و لطیف ہر جنس کی نگاہوں کا مرکز ہے، خدا نظرِ بد سے بچائے،

آج پیرس کا عزم ہے، یہاں کے دو اخباروں کے نامہ نگاروں نے ملاقاتیں کیں، اور وفد خلافت کا حال آج شائع کیا ہے، "وینس دی گزیٹا" نے ذرا تفصیل سے کام لیا ہے، معارف یاد رہے، خدا حافظ۔

۱۰ مسرز تھامس کک اینڈ سنس لڈگیٹ سرکس

لندن - ۳ / مارچ ۱۹۲۰ء

عم محترم دام کرمہ سلام مسنون،

یہ تو مجھے امید نہیں کہ آپ نے اب تک مجھے کوئی خط نہیں لکھا ہوگا، لیکن یہاں پہنچنے پر ہندوستان کی پہلی ڈاک جو ملی، اس میں دیسنہ[1] کا کوئی خط تھا، نہ کوئی اعظم گڈھ کا، البتہ بھائی داؤد[2] صاحب کا پہلا خط ملا اور دوسرا خط مسٹر مہدی حسن کا جس میں صرف ایک ظریفانہ شعر تھا[3]

---

[1] کاتب کے وطن کا نام جو ضلع پٹنہ کے مشرق میں واقع ہے۔

[2] کاتب کے بڑے چچازاد بھائی جن کا افسوس ہے کہ ۱۹۲۱ء میں انتقال ہو چکا ۱۲۔

[3] یعنی مشہور مرحوم انشاء پرداز مہدی افادی الاقتصادی صاحب افاداتِ مہدی ۱۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کعبہ سے پہلے عزم لندن کا ‏ ‏ زاہد! کچھ خیالِ فرض بھی ہے

لیکن میرا جواب یہ تھا کہ خیالِ فرض ہی تھا، جس نے اس دُور دراز سفر پر آمادہ کیا کراچی چھوڑ کر سب سے پہلے عدن میں جہاز نے دم لیا، مگر اُتر نہ سکے، بعد ازیں مصوع میں، پھر پورٹ سعید میں اُترے، ان مقامات میں جہاں ہم کو موقع ملا، مسلمانوں سے ان کو اپنا فرض یاد دلایا، اور اپنے کام سے آگاہ کیا، ہم نے ہر جگہ پایا کہ دلوں میں آگ سی لگی ہوئی ہے، قاہرہ کا خیال تھا لیکن گاڑی کا مناسب وقت نہ مل سکا، مگر پورٹ سعید میں جو مصر کی آخری سرحد ہے اور جہاں سے یورپ کا پہلا قدم شروع ہوتا ہے صرف ایک شب بسر کی، جامع عباسی میں نماز مغرب پڑھی، یہ سن کر ہندوستانی مسلمانوں کو تعجب ہو گا کہ ایک ہی صف میں حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی نماز پڑھ رہے تھے اور امام سب کی رعایت کر رہا تھا، اتفاق سے مسجد میں بعض اخبارات کے مضمون نگاروں سے ملاقات ہوئی، اپنے وفد کے مقاصد ان سے بیان کئے، امام جامع نے ہمارا خیر مقدم کیا، نماز مغرب کے بعد وہاں ایک شیخ فقہ کا درس دینے بیٹھے، جس میں شافعی فقہ کے مسائل انھوں نے بیان کئے۔ اکثر مقتدی جو جماعت میں شریک تھے اس حلقہ میں شریک ہوئے جن میں ہوٹلوں کے خانساماں، اور ملازمین بھی تھے، شیخ درس کے بعد مجھ سے عربی میں باتیں کرتے رہے۔ میں نے بتفصیل اپنے مطالب جب ان کو بتائے تو تمام حلقۂ درس جوشِ مسرت سے لبریز ہو گیا، شیخ نے دعائے نصرت مانگی اور سب نے آمین کہی۔

حلقہ سے اُٹھ کر نمازِ عشاء پڑھی، پھر جو مسجد سے نکلے تو ہر جگہ ہمارا چرچا تھا، بازار میں ایک جگہ عربی اخبارات خریدنے کو گاڑی روکی تو چاروں طرف اس قدر ہجوم ہوا اور اُترنے کے لئے اور قہوہ پینے کے لئے اصرار ہوا، ہم کو خوف ہوا کہ کہیں میلہ سا نہ لگ جائے، مخالفینِ اسلام اور ظالمینِ ارض پر اس قدر علانیہ تبرّا بر سرِ بازار کہا گیا کہ قیاس میں نہیں آسکتا، ایک مصری نے جو اُردو جانتا تھا قریب آیا اور زور زور سے بدترین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستانی گالی ان کے حق میں پوری قرأت سے ادا کی۔ ہم سمجھے کہ مصر آج کل کوہِ آتش فشاں ہو رہا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ مجمع کوئی غضب آلود شکل اختیار کر لے۔ اس لئے بہ دقت جان چھڑا کر ایک عرب ہوٹل میں گئے، وہاں مصری کھانا کھایا، حسنِ اتفاق کہ ہوٹل میں سربرآوردہ رہنمایانِ شہر سے ملاقات ہوئی، دیر تک گفتگو رہی، مصر کے اخبارات میں شاید ہمارے متعلق حالات شائع ہوئے ہیں۔

پورٹ سعید سے نکلے تو بحرِ متوسط میں دو روز اس قدر قیامت خیز یاں رہیں کہ دو دن تک تکیہ سے سر نہ اٹھا سکا۔ آخر۔ یورپ کی پہلی سرزمین برنڈزی واقع اٹلی آئی وہاں گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے لئے ہم لوگ تری سے خشکی پر اترے۔ برنڈزی پہنچ کر ہمارے جہاز کے ملازمین اور ملاحوں نے اسٹرائک کر دی، بمشکل وہ وینس پہنچانے پر راضی ہوئے۔

دوسرے دن ایک بجے کے قریب وینس آیا، لیکن ساحل تک پہنچتے پہنچتے شام ہو گئی۔ یہ شہر چھوٹے چھوٹے جزیروں کا ایک جال ہے۔ ہر جزیرے سے گذرتے ہوئے آخر اس بڑے جزیرے کے قریب لنگر انداز ہوئے جو اصل شہر ہے۔ یہ بڑا جزیرہ بھی بیچ بیچ کی چھوٹی چھوٹی سینکڑوں نہروں میں منقسم ہے، جن کو جا بجا پلوں کے ذریعہ سے باہم ایک کیا ہے، بجائے سڑکوں کے نہریں ہیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ کشتیوں پر آتے جاتے ہیں، چنانچہ ہم ہوٹل کشتی پر گئے، اسٹیشن بھی کشتی پر گئے، تمام شہر یادگارِ تاریخی عمارات کا مرقع ہے۔ تمام راستے سنگی یعنی پتھروں سے بنے ہوئے ہیں، یہاں کا ہر پتھر تاریخ کا ایک صفحہ ہے، گویا دہلی مرحوم کا نقشِ مرقوم ہے، لیکن افسوس کہ دہلی ویران منہدم ہے، یہ عمارات اب تک زندہ اور قائم ہیں۔

وینس سے سوئٹزرلینڈ ہو کر ہم لوگ پیرس کو روانہ ہوئے، بیچ میں ریلوے ملازمین نے اسٹرائک کر دی، بمشکل جس طرح بنا، بھاری اسباب کو چھوڑ کر پیرس پہنچے پیرس پہنچتے ہی معلوم ہوا کل شب کو ہوس آف کامنس میں قسطنطنیہ کے مسئلہ پر بحث ہوگی،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوراً صبح ہوتے چلنے کی تیاری کر دی۔ پیرس چند گھنٹوں میں کیا دیکھا جا سکتا تھا بہرحال وینس سے اور پھر پیرس سے وزراء اور لیبر پارٹی کے لیڈنگ ممبروں کے نام برابر ہمارے تار جارہے تھے، رات کو لندن پہنچے اور اسٹیشن سے سیدھے پارلیمنٹ ہوس پہنچے۔ وہاں ہوس آف کامنس میں معزز مہمانوں کی صف میں ہماری نشست کا انتظام پہلے ہی سے کر دیا گیا تھا، اسٹیشن ہی پر بعض اخبارات کے نامہ نگار موجود تھے، ہماری آمد کی خبر شائع ہوئی تو اسی وقت سے تمام اخبارات کے نامہ نگار آنے شروع ہو گئے اور ایک ہفتہ گذرنے پر بھی اب تک ان کا سلسلہ چلا جارہا ہے۔ ہمارے فوٹو لئے جارہے ہیں، مختلف مجلسوں میں شرکت کی دعوتیں آرہی ہیں، تمام اخبارات میں ہمارے مقاصد کی اشاعت ہورہی ہے، وزراء اور پارلیمنٹ کے ممتاز ممبروں سے ملاقاتیں ہوئیں۔

۲ مارچ کی رات کو وزیر ہند نے ہمارے وفد سے ملاقات کی۔ وفد نے نہایت آزادی سے تمام مسلمانوں کے خیالات و مطالبات سے آگاہ کیا۔ وزیر ہند نے جواب یوں کہا کہ "گورنمنٹ جہاں تک ممکن ہے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا خیال کرے گی"

روزانہ صبح سے شام تک لوگوں سے ملنے جلنے اور مجلسوں کی شرکت میں وقت صرف ہوتا ہے، آج ابھی رات کو انڈین ہوسٹل سے آرہے ہیں، جہاں ہندوستان کے طلبہ کے سامنے "مستقبل ہند" پر لیبر پارٹی کے ایک ممتاز ممبر مباحثہ کرنے والے تھے، انھوں نے ہندوستان کے مستقبل پر ہمدردانہ تقریر کی۔ ہم دوران تقریر میں پہنچے، ہماری آمد پر حاضرین نے زور سے چیرز دئے اور زبردستی محمد علی سے بھی تقریر کرائی، ممبر صاحب ان سے ملے اور اپنے ہاں ان کو چائے پر مدعو کیا۔

اب رات زیادہ گذر چکی ہے، گو یہاں مجھے دن رات میں تو کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا، جب نیند آتی ہے سمجھ لیتا ہوں کہ رات ہوگئی، آفتاب کا کئی کئی دن تک منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوتا، یہاں لوگ آگ سے گرمی اور بجلی سے روشنی لے کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آفتاب کی تلافی کرتے ہیں، سردی کے سبب سے استنجا اس قدر جلد جلد ہونے لگا ہے کہ بیماری کا شبہ ہونے لگا ہے، اس کے سبب سے نماز اور وضو میں مشکل ہوتی ہے، سردی میں زکام کا خوف تھا۔ مگر خدا کا فضل ہے۔

۱۱ ہوٹل کرزن، کرزن اسٹریٹ، ۴ مارچ ۱۹۲۰ء

مولانا عبدالباری فرنگی محلی

مخدوم اجل دام مجدہ وسعدہ

السلام علیکم، ہم لوگ بحمد اللہ مع الخیر لندن پہنچے، گو فرنچ اسٹرائک کے سبب سے کسی قدر تاخیر ہوئی تاہم عین وقت پر پہنچے، اگر ایک ہفتے کی بھی اور دیر ہوتی تو آنا نہ آنا بالکل بیکار ہوتا، راہ میں اور بندرگاہوں میں، مصر میں، پورٹ سعید میں، جہاں کہیں کسی عرب مسلمان سے ملاقات ہوئی، ہم نے بتفصیل و اختصار حسب موقع اپنے مقاصد اور اسلام کے مصالح ان کے سامنے پیش کئے۔ یقین جانئے کہ بچہ سے لے کر بوڑھے تک ہر دل جذبات سے لبریز اور ہر آنکھ اشکِ حسرت ریز تھی، مصوّع کی مسجد اور پورٹ سعید کی جامع عباسی میں نماز مغرب کے بعد ہمارے لئے ائمہ اور شیوخ نے دعائے نصرت مانگی، شیخ جامع عباسی نے رقت آمیز دعا دی، پورٹ سعید کے تمام بازاروں میں ہمارے ورود کی خبر آناً فاناً پھیل گئی اور اس قدر ہجوم ہوا اور ظالمین اور مفسدین پر اس قدر لعنت و ملامت اور سبّ وشتم علی الاعلان ہوا کہ ہم ڈرے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی فساد اٹھ کھڑا ہو کہ آجکل پورا ملک مصر آگ کا کرہ بنا ہوا ہے۔ اس لئے گاڑی کو بمشکل ہجوم سے باہر نکال لائے۔

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَاَهْلَهٗ۔

یورپ کی سرحد پر قدم رکھنے کے ساتھ ہمارے رفقائے نے کام کرنا شروع کر دیا وینس کے ہوٹل میں جانے کے ساتھ جو اخبار ملا، اس سے معلوم ہوا کہ لندن میں صلح ٹرکی کے لئے جلسے ہو رہے ہیں، گاڑی کل کی نہ مل سکی، اس لئے ٹھہرنا پڑا لیکن وہ دن بھی بیکار نہ گیا۔ ۲۱ کی شام کو وینس اترے اور کچھ کھا پی فوراً ڈاکخانہ اور تار گھر گئے اور تین بجے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شب تک وہیں محمد علی اور سید حسین صاحبان نے بیٹھ کر تفصیل اپنے مطالبات کے تار وزیر ہند، وزیر اعظم، لیبر پارٹی کے ممبروں اور بڑے بڑے اخباروں کے نام بھیجے، ٹلی کے اخبارات کے نامہ نگار ملاقات کو آئے، ان سے اپنے مطالب بیان کئے اور دوسرے دن اکثر اخبارات میں وہ شائع ہو گئے ۲۳ کو فرانس روانہ ہوئے ۲۵ کی صبح کو پیرس پہنچے، ارادہ تھا کہ ٹلی کی طرح یہاں کے اخبارات سے بھی تبادلہ خیال کریں گے، لیکن پہنچنے کے ساتھ معلوم ہوا کہ کل ہی شب کو ہوس آف کامنس میں قسطنطنیہ پر مباحثہ ہونے والا ہے، اسی وقت وزرار اور لیبر پارٹی کے لیڈر کو تار دیا اور فوراً پہلی ٹرین سے لندن کو روانہ ہو گئے، اسٹرائک کی وجہ سے تمام اسباب وسامان کا انبار راہ میں چھوڑنا پڑا، اور جس طرح بنا تن تنہا چل دئے ۲۶ کی رات کو ۹ بجے لندن پہنچے اسی وقت بھاگا بھاگ ہوس آف کامنس روانہ ہوئے، معزز مہمانوں کی صف میں ہمارے لئے نشست کا انتظام کر دیا گیا تھا، وزیر اعظم کی تقریر ہو چکی تھی اور دوسرے ممبر تقریر کر رہے تھے، لیبر پارٹی کے بعض ممبر ہمارے طرفدار تھے، وزرار اس بات پر اڑے تھے کہ قسطنطنیہ ترکوں کے ہاتھ میں رہے، آخر مسٹر بونر لا نے ایک بسیط تقریر کی اور معترضین کا جواب دیا، بہرحال وزرار ہیں یا ممبروں میں جو ہمارے موافق کہلائے جاتے ہیں، وہ صرف اسی بنار پر کہ وہ اپنی مصلحتوں کے مطابق قسطنطنیہ ترکوں کے ہاتھوں میں لفظاً رکھنا چاہتے ہیں، لیکن معنوی طور پر وہ بھی نہیں، یعنی ترکوں کو کوئی اختیار نہ ہوگا، تمام قلعے مسمار ہوں، جہاز ڈبو دیئے اور استحکامات منہدم کر دیئے جائیں۔

ارمنوں اور یونانیوں نے اپنا نظام عمل اس مضبوطی اور قوت سے پھیلایا ہے کہ تمام یورپ اور امریکہ میں ان ہی کی آواز بازگشت پھیلی ہے، جہاز پر چڑھنے کے ساتھ جس یوروپین یا امریکن سے ملاقات ہوئی اس نے مظالم آرمینیا کا تذکرہ کیا، مضامین دکھائے ناول لکھے گئے ہیں جس میں ترکوں کے فرضی افسانے بیان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کئے گئے ہیں۔ اخبار میں روزانہ قتل عام کے تار چھپتے ہیں، ہوس آف کامنس میں اکثر ممبروں کی تقریروں کا خلاصہ یہ تھا کہ "چونکہ قسطنطنیہ میں بیٹھ کر ترک آرمینیا پر ظلم کرتے ہیں اس لئے قسطنطنیہ ان سے چھین لو" اخبارات میں اعلان شائع ہوئے ہیں کہ مظلوم و بے کس آرمینیوں کی حمایت کے لئے اپنے اپنے دائرہ کے ممبران پارلیمنٹ کو تار دو، بہرحال ان مظلوم نما ظالموں کا ہر طرف جال پھیلا ہوا ہے، اس کو توڑنا صرف کام اور روپیہ سے ہو سکتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ جس دن بلکہ جس وقت سے ہمارا وفد لندن اترا ہے بجز کام کے آرام نصیب نہیں ہوا ہے، اخبارات کے قائم مقاموں سے ملاقات، آرمینی مضامین کے جوابات، لوگوں سے ملنا جلنا، اخبارات کو پڑھنا، مخالف مضمونوں کا جواب لکھنا، وزراء اور ممبروں سے خط و کتابت، پہلے سے جو لوگ یہاں کام کر رہے تھے ان سے مبادلۂ خیالات، مجلسوں اور انجمنوں میں شرکت ہمارے مشاغل ہیں۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ گذشتہ وفد کانپور کی طرح جو ۱۹۱۳ء میں یہاں آیا تھا ہمارے ساتھ بے رخی نہیں برتی جاتی، بلکہ ہر اخبار اور ہر مجلس میں ہماری سننے اور ہم سے ملنے کے لوگ آرزومند ہیں۔

دوسری مارچ کو وزیر ہند نے جو بالفعل عارضی طور سے مسٹر فشر (قائم مقام مسٹر مانٹیگو) ہیں شام کو ایوان ہند میں ملنے کی دعوت دی، ہم لوگ شام کو ۶ بجے انڈیا آفس پہنچے، آدھ گھنٹے کے انتظار کے بعد ملاقات ہوئی، ایوان ہند کے انڈر سکرٹری اور پرائیوٹ سکرٹری موجود تھے، محمد علی اور سید حسین دونوں صاحبوں نے نہایت آزادی اور صفائی سے اپنے مطالبات اور مسلمانوں کے صحیح خیالات پیش کئے اور کہا کہ "ہم کو انگریزی زبان میں کوئی ایسا لفظ نہیں ملتا جو ادب کے ساتھ تنبیہ پیش کرنے کا مفہوم ادا کر سکے جس کے اندر تہدید کا مفہوم نہ ہو" مسٹر محمد علی نے زیادہ تر مذہبی نقطۂ نظر کو بیان کیا، سید حسن صاحب نے ہندوؤں کے شمول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تمام ہندوستان کے اتفاق و اتحاد عام اور اس کے اسباب کا تذکرہ کیا، اور موقع پاکر گاندھی جی کی مرتبہ یادداشت متعلقہ مطالبات خلافت کے اقتباسات سنائے۔

مسٹر فشر پھر میری طرف متوجہ ہوئے، میں نے خلافت اسلامیہ اور مقامات مقدسہ کی مذہبی حیثیت بتانے کو ان سے کہا کہ نہ میں پولیٹیکل آدمی ہوں اور نہ میں جن کا قائم مقام ہوں وہ پولیٹیکل ہیں، ہم لوگ خالص علمی و مذہبی خدمت کرنے والے ہیں، میرا اس وفد میں شریک ہوکر آنا خود اس بات کی کھلی شہادت ہے کہ ہم جس مقدمہ کو آپ کی عدالت میں پیش کر رہے ہیں وہ خالص مذہبی ہے۔"

ابھی وزیراعظم سے ملاقات نہیں ہوئی، مسٹر فشر نے کہا وہ بہت مشغول ہیں، وہ وفد سے ملنے کی پوری کوشش کریں گے مگر شاید جلسۂ صلح کے بعد محمد علی صاحب نے کہا کہ جلسۂ صلح کے بعد ان کا شرف ملاقات بخشنا بیکار ہے، ہم لوگ اپنی ذاتی عزت یابی کے لئے نہیں بلکہ عرض مطلب کے لئے ان سے ملنا چاہتے ہیں۔ تعجب ہے کہ موسیو وینی زیلاس[1] صاحب تو جب بھی چاہیں وزیراعظم سے مل جائیں اور ہم مسلمانانِ ہند کے قائم مقام ایک دفعہ بھی ان کے سامنے نہ جاسکیں۔

مسٹر فشر نے آرمینیا کے مظالم کا ذکر کیا، مسٹر محمد علی نے کہا ان فرضی قصوں کو کون باور کر سکتا ہے، اگر آپ حقیقت جاننا چاہتے ہیں تو مسلمانان ہند کا ایک کمیشن مقرر کیجئے اور ممکن ہو تو کسی انگریز جج کو اس میں شامل کیجئے، اگر واقعی ترکوں کا قصور ہے تو ہم ان سے ہاتھ دھونے کو تیار ہیں۔

مسٹر فشر نے اپنی جوابی تقریر میں کہا کہ مسلمانانِ ہند اطمینان رکھیں کہ ترکوں کے ساتھ صلح کرنے میں ہم ان کے جذبات مذہبی کا پورا لحاظ رکھیں گے، مگر مشکل یہ ہے کہ

---

[1] اس وقت کے ٹرکی کے حریف یونان کے وزیراعظم۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم تن تنہا نہیں ہیں، تاہم حتی الامکان کوشش سے دریغ نہ کریں گے۔

انڈر سکریٹری صاحب نے جو کبھی بنگال کے گورنر رہ چکے ہیں، فرمایا کہ مقاماتِ مقدسہ کے دائرہ میں عراق کو کیونکر داخل کرتے ہو، زیارتِ مقابر تو تمہارے ہاں جائز نہیں، بڑا مولویانہ اعتراض تھا، محمد علی صاحب نے کہا، ہاں ہمارے ہاں ایک فرقہ اہل حدیث کا ایسا ہے ورنہ تمام مسلمان اس کو جائز اور ثواب سمجھتے ہیں، خصوصاً شیعہ فرقہ زیارتِ عراق کو ضروری جانتا ہے، بہر حال یہ کوشش کسی ایک فرقہ کے خیال کے مطابق نہیں بلکہ تمام مسلمان فرقوں کی طرف سے ہے، خواہ ان میں باہم کسی قدر جزئی اختلاف ہو۔

۲۷ کو لندن میں جمعہ کی نماز میں نے پڑھائی اور مولوی صدر الدین صاحب احمدی نے میرے پیچھے نماز پڑھی، ووکنگ آنے کی بھی انہوں نے دعوت دی ہے کل برٹش کانگریس کمیٹی (آل انڈیا نیشنل کانگریس کی شاخ لندن) کا جلسہ ہوا ہم لوگ بھی تھے، برٹش کانگریس کمیٹی کے ممبروں نے ہمارے مطالبات اور دلائل سنے اور یہ فیصلہ کیا کہ اس مسئلہ میں وہ بھی ہمارا ساتھ دیں گے، وہیں ایک امریکن نامہ نگار سے ملاقات کی گئی، اس نے وفد کے اغراض پوچھے اور وفد کے امریکہ جانے کی نسبت سوال کیا، محمد علی صاحب نے کہا ہم امریکہ ضرور جائیں گے اور اس لئے جائیں گے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ امریکہ ترکوں کے خلاف اس لئے ہے کہ وہ مسلمان ہیں، اس لئے نہیں کہ وہ ترک ہیں، نامہ نگار نے کہا کہ یہ غلط ہے، بلکہ اس لئے خلاف ہے کہ وہ ظلم کرتے ہیں۔ محمد علی صاحب نے جواب دیا کہ امریکہ اس سبب سے کہ اس کو ترکوں سے کوئی تعلق نہیں رہا ان کے اصلی حالات سے واقف نہیں ہے، یہ سب فرضی قصے غرض مند لوگ نہایت چالاکی سے پھیلا رہے ہیں، اس نے کہا یہ سچ ہے اور مجھ کو امید ہے کہ امریکہ کو آپ دوست پائیں گے۔

رات کو شکسپیر ہٹ میں جہاں ہندوستانی طلبہ رہتے ہیں کرنل ویجوڈ ممبر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پارلیمنٹ کی تقریر مستقبل ہند پر تھی، ہم لوگ بھی مدعو تھے، کرنل صاحب لیبر پارٹی کے لیڈر ہیں، انھوں نے ہندوستان کے ساتھ نہایت ہمدردانہ خیالات ظاہر کئے اور کہا کہ لیبر پارٹی انگلستان میں بھی عنقریب طاقتور ہو جائے گی، تو اور زیادہ مفید کام کرے گی ہندوستانیوں کو صرف پراونشل کام نہ کرنا چاہیئے، بلکہ دیہات میں بھی کام کرنا چاہیئے پنچائت کا پرانا طریقہ وہاں رائج کرنا چاہیئے۔ جلسہ میں ہمارے پہنچنے پر حاضرین نے دل سے خیر مقدم کیا اور دیر تک چیرز دیتے رہے، پھر مسٹر محمد علی کو تقریر پر مجبور کیا، محمد علی صاحب نے کہا ہم گو نجومی پرست ملک کے ہیں لیکن ہم خود نجومی پرست نہیں کہ ہندوستان کی آئندہ سے بحث کریں، ہم کو ہندوستان کے "حال" سے فرصت نہیں جو اس کے "مستقبل" کی فکر کریں، ہم مسلمان ہیں، جغرافیۂ ملکی اور صوبوں کی تقسیم کا اتحاد ہمارا نصب العین نہیں، ہم سارے عالم کو اپنا ملک سمجھتے ہیں، ہم قوم پرست نہیں، خدا پرست ہیں، اس لئے اس کے حکم کے مطابق اسی کی رضامندی کے لئے قوم اور وطن کی خدمت بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں، ہمارا ملک روحانی ہے، اور ہم اسی طاقت سے ترقی کر سکتے ہیں، کرنل صاحب نے آخر میں اٹھ کر محمد علی صاحب کی تعریف کی اور کہا کہ اسیرانِ ہند کی آزادی کے متعلق کہا جاتا تھا کہ سب کو چھوڑا جا سکتا ہے، لیکن محمد علی کیونکر چھوڑے جا سکتے ہیں کیونکہ وہ بدترین ہیں، لیکن اے اہل ہند! جب بدترین ایسا معتدل ہے تو بہترین کا کیا حال ہوگا؟

یہاں کے مصارف بہت بڑھ رہے ہیں، موٹر کا کرایہ یکم سے ۵۰ فیصدی بڑھ گیا ہے۔

۱۲ لندن، کرزن ہوٹل، ۴ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

۴۰۴ ولائتی مسافر کا سلام لیجئے!

اٹلی، سوئیزرلینڈ اور فرانس ہو کر انگلینڈ ایک ہفتہ گزرا کہ ہمارا وفد پہنچ گیا، ارادہ تھا کہ پیرس میں کچھ دن قیام ہوگا، مگر پیرس پہنچ کر اخبارات سے معلوم ہوا کہ کل ہی شب کو ہوس آف کامنس میں مسئلہ ٹرکی پر بحث ہونے والی ہے، اس لئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے ہی دن جس طرح بنا بھاگ کر انگلینڈ پہنچے، اسٹیشن سے سیدھے ہوس میں پہنچے پیرس سے تار دے دیا گیا تھا اور ہمارے لئے ممتاز مہمانوں کی گیلری میں نشست کا انتظام کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ ہم لوگ اس وقت پہنچے جب آدھا مناظرہ ختم ہو چکا تھا۔ تمام ممبروں کی تقریریں تعصب سے لبریز تھیں۔ ہم مسلمانوں کو تو تعصب پر طعنہ دیا جاتا ہے، مگر یہ کیا چیز ہے جو تمام یورپ میں نظر آرہی ہے۔

روزانہ مشہور اخباروں کے نامہ نگار ملاقات کو آتے ہیں اور ہمارے مکالمہ و پیغام کو شائع کر رہے ہیں، پرسوں شب کو پروفیسر ارنلڈ ملنے آئے میں، خاص طور سے ملا اور دار المصنفین اور سیرت کا تذکرہ کیا اور دلچسپی لی، انڈیا آفس اور برٹش میوزیم کے کتب خانوں کے دکھانے کا وعدہ کیا، کل شب کو مسٹر فشر نے بحیثیت قائم مقام وزیر ہند (مانٹیگو صاحب آج کل نہیں ہیں) وفد کو باریاب کیا، مسٹر محمد علی اور سید حسین صاحب نے اپنے مطالبات نہایت دلیری اور صفائی سے پیش کئے۔ پھر میری طرف دیکھا میں نے مسئلہ خلافت اور مقامات مقدسہ کی مذہبی حیثیت ظاہر کرنے کی خاطر ان سے کہا کہ میں کوئی پولیٹیکل آدمی نہیں، مذہبی اور علمی آدمی ہوں، اور علما کی جماعت کا قائم مقام ہوں، میرا اس وفد میں شریک ہونا خود اس بات کی دلیل ہے کہ ہم جن مطالبات کو پیش کرتے ہیں وہ سراسر مذہبی ہیں۔" فشر صاحب بڑے غور سے ایک ایک لفظ کو سن رہے تھے اور پھر نہایت متانت اور خندہ جبینی کے ساتھ جواب دیا کہ "ہم حتی الامکان مسلمانانِ ہند کے جذبات کا ضرور خیال کریں گے۔

آج مورننگ پوسٹ میں ایک اطالین پروفیسر مشرقیات (رومن یونیورسٹی) کے حوالہ سے "سلطان بحیثیت خلیفہ" ایک مضمون شائع ہوا ہے، میں نے آج ہی اس کا جواب لکھا ہے، دیکھیے کون سا اخبار چھاپے، کم بخت کہتا ہے کہ بغداد کی تباہی کے بعد سے خلافت دنیائے اسلام میں رہی نہیں، "نیچر آف خلافت" ان کا ایک رسالہ ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو اطالین وزارتِ خارجہ کی طرف سے شائع ہوا ہے،

یہاں کے مستشرقین میں پروفیسر براؤن ہمارے ساتھ ہیں اور مارگولیوتھ مخالف، براؤن صاحب کو ۴ صفحہ کا عربی میں مسائل حاضرہ پر ایک خط لکھا ہے اور ان سے تائید چاہی ہے، اپنی کتابیں بھی بھیجی ہیں جواب آئے تو مطلع کروں گا، دیگر مستشرقین سے بھی اس مسئلہ میں خط وکتابت کا ارادہ ہے۔ آج برٹش کانگریس کمیٹی کی طرف سے ہمارے فوٹو لئے جائیں گے، شام کو مصریوں کی طرف سے دعوت ہے مسٹر امیر علی بھی اس مسئلہ میں اچھی خدمت انجام دے رہے ہیں، بعض مسلمان انگریزان کا ساتھ دے رہے ہیں، چار پانچ روز ہوئے انھوں نے وفد کو چائے کی دعوت دی تھی۔ اپنی کارگذاریاں بیان کیں۔

ارمنوں نے اپنا پروپگنڈہ اس طرح پھیلایا ہے کہ وہ تمام دنیائے مغرب پر چھا گیا ہے۔ سردی بے حد ہے، معارف کا خدا حافظ۔

۱۳ لندن، ۱۱ مارچ ۱۹۲۰ء

ع۔ح عم محترم! اسلام نیاز

آپ کے دو خط مورخہ ۷ و ۱۱ فروری ایک ساتھ ۸ مارچ کو ملے، پڑھ کر خوشی ہوئی۔ عدن والا خط آپ کو پہنچ گیا ہوگا، وینس سے جو خط لکھا تھا اس کے متعلق مجھے شبہ ہے کہ شاید نہ پہنچا ہو، اس میں سمندر اور جہاز کی کیفیت تصویر میں ادا کی گئی تھی، یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ سمندر کی حدود سے نکل کر اب خشکی کی مملکت میں داخل ہو رہا ہوں۔

میرا لباس کسی قدر تغیر کے بعد وہی ہے، سر پر ترکی ٹوپی، بدن پر دوہری اونی بنیائن کے اوپر قمیص، سخت سفید کف اور کالر کے ساتھ، اس کے اوپر سیاہ شیروانی نصف پنڈلی تک لٹکی ہوئی، پاؤں میں اونی پاجامہ کے اوپر سیاہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پتلون، سیاہ شو یا بوٹ، آپ نے لباس پوچھا تھا اس لئے تفصیل کی۔

یہاں کے اخباروں میں ہماری متعدد تصویریں شائع ہوئی ہیں، کوئی ایک بھیج دوں گا، کل مسٹر ایسکوتھ سے ملنے گئے تو جاتے اور نکلتے فوٹو گرافر پہلے سے تاک میں کھڑے ملے۔

میری صحت کی نسبت آپ نے استفسار فرمایا ہے، شکریہ! لکھنؤ سے سخت سردی میں نکلا، بمبئی پہنچ کر جاڑے کے کپڑے بھاری ہو گئے، باریک ململ کا کرتہ نکال کر پہنا، جو احتیاطاً اس لئے رکھ لیا تھا کہ واپسی میں گرمی ہوگی تو ہندوستان کی ریل میں پہنوں گا جہاز پر بیٹھ کر کراچی پہنچا، وہاں سے کچھ دو دن تک سخت سردی رہی۔ بحرِ عرب میں گرمی شروع ہوئی، بحرِ احمر میں خلافِ معمول سردی رہی، آگے نہر سویز و بحرِ متوسط میں سردی بڑھتی ہی گئی اور یہاں تو سردی اوجِ شباب پر ہے، شب و روز کوئلہ کی گرمی اور بجلی کی روشنی آفتاب کا کام دیتی ہے، تمام شہر، تمام مکانات، انجنوں اور چمنیوں سے بھرے ہوئے ہیں، ہر کمرے میں آتش دان مع چمنی کے ہے اسی سبب سے بیسیوں تدابیر اور احتیاط کے باوجود ہاتھ منہ جب دھوئیے پانی سیاہ گرے گا۔ ایک کالر اور کف دوسرے دن کام نہیں دیتا، لیکن بایں ہمہ عوائق و موانع بخیریت ہوں، کبھی کبھی زکام سے چارہ نہیں۔

یہاں دولت کی فراوانی اور اخلاق کی آزادی حدِّ تعین سے باہر ہے، ہر عورت نیم برہنہ نظر آئے گی، اس سردی کے عالم میں ڈنر کی میز پر باریک ریشمی یا جالی دار کپڑا الیشٹ و سینہ پر ڈال کر سینہ تا حدِ مقیاس شباب اور پیٹھ نصف یا تمام تر برہنہ، نیم آستینیں یا ہاتھ بالکل برہنہ اور کبھی اس لباس میں آنا کہ پشت پر ایک تار نہیں، کہاں تک حفظانِ صحت اور اصولِ اخلاق کے لحاظ سے جائز ہے، ایک دل نشین خاتون اسی لباس میں جہاز پر محفلِ رقص میں شریک تھیں، ان کو سردی لگی تو تین چار روز تک رونقِ بزم نہ ہو سکیں، پاؤں میں نصف ساق تک پاتابہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قدر تیلا اب پہنا جاتا ہے کہ رنگت باہر چھن کر نمایاں ہو، خاص خاص ہوٹل ہیں جہاں تمام کام خواتین سے متعلق ہیں، وہاں سروس کرتے ہوئے عہد و پیمان کا استحکام ہوتا ہے راستوں میں خصوصاً شب کو کسی نیک سرشت کا متانت کے ساتھ چلنا مشکل ہے اور غالباً آپ مجھے نیک سرشت، متین تصور کرتے ہوں گے، نتیجہ اب آپ نکال لیجئے، استغفر اللہ۔

یہاں پارلیمنٹ میں سوال ہوا ہے کہ "یہ محمد علی وہی ہیں جن کو نواب رامپور نے نظر بند کیا تھا، اور جو ترکی اتحاد و ترقی سے علاقہ رکھتے تھے" وزیر ہند نے جواب دیا کہ "ہاں یہ وہی ہیں، نواب رامپور نے نہیں بلکہ حکومت ہند نے نظر بند کیا تھا لیکن وفد خلافت کی صدارت کے لئے ان کے انتخاب کا تعلق اس محکمہ سے نہیں بلکہ مسلمانان ہند سے ہے"۔

شراب نوشی اور خنزیر خوری کا یہ عالم ہے کہ صدہا تاکید و احتیاط کے باوجود میں نہیں سمجھتا کہ غفلت اور انجان پن میں کوئی کیوں کر محفوظ رہ سکتا ہے۔ ایک دفعہ ایک ہوٹل میں گئے۔ کہہ دیا گیا کہ خنزیر نہ ہو۔ باوجود اس کے جب وہ پلیٹ لائے تو اس میں سرخ ٹکڑے آپ کی طبی گولیوں کے برابر معلوم ہوئے۔ شبہ ہوا، دریافت کیا، جواب ملا کہ سالن تو اس شئے حرام کا نہیں مگر خوشبو اور مزے کے لئے اس کی کچھ ہوائیاں ڈالی گئی ہیں، جس طرح ہم عرق گلاب و کیوڑہ ڈالتے ہیں۔ یہاں آتش سیال کے قطرے ڈالے جاتے ہیں، اس لئے ہر کھانے کو تقریباً آنکھ کی خورد بین سے پہلے دیکھ لینا پڑتا ہے، اور ویٹر (خانساماں) سے بکمال توضیح اس کی حقیقت پوچھ لی جاتی ہے۔

اصل کام کے متعلق ابھی تک صرف اس قدر ہوا ہے کہ بعض بعض اخباروں میں اب موافق لہجے میں کچھ نوٹ نکلے ہیں۔ کل مسٹر ایسکوتھ نے ہمارے وفد سے ملاقات کی اور ڈیڑھ گھنٹے تک سوال و جواب رہا، نتیجہ کچھ برا نہ رہا، عام اخبارات کا لہجہ ترکوں کے خلاف سخت ہے۔ صبح و شام کے اخبارات پڑھتے ہوئے ڈرتا ہوں کہ جذبات کی رگ میں کوئی نیا نشتر نہ چبھ جائے، ۱۷ کو مسٹر لائڈ جارج نے وفد کو باریابی کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقع دیا ہے۔ یہاں کی حالت پر جہاں تک غور کیا معلوم ہوا کہ ہر شے یہاں تجارت ہے، پالیٹکس بھی تجارت ہے، اخبارات اور مضمون نگاروں پر جو زرپاشی کرے گا وہ عوام کو بھی اپنی مٹھی میں لے لیگا، یونانیوں اور ارمینیوں نے بے حد روپیہ پھینکا ہے۔ مستشرقین سے خط وکتابت کر رہا ہوں، پروفیسر براؤن اور مارگولیوتھ دونوں کے خط آئے ہیں۔ اول الذکر شریف اور آخر الذکر "پولیٹیکل" اور ترکوں کا کیا بلکہ مسلمانوں ہی کا سخت دشمن ہے۔

مک ۱۴ لندن، ۱۷ مارچ ۱۹۲۰ء، ۲ بجے رات

م ع برادر عزیز، سلام محبت،

ہر ہفتہ کی جمعرات کو یہاں سے ہندوستان کی ڈاک روانہ ہوتی ہے اور تقریباً منگل کو ہر ہفتہ یہاں ہندوستان کی ڈاک بٹتی ہے۔ میں تو ہر ہفتہ جمعرات کو ۶ بجے شام تک خطوط لکھ کر ڈاک میں ڈال دیتا ہوں، ۶ بجے کے بعد کے خط کے لئے چھ گونہ ٹکٹ لگانا پڑتا ہے۔ گزشتہ ہفتہ میں آپ کا پہلا خط ملا تھا، لیکن اس ہفتے انتظار شدید کی تکلیف اٹھائی، مگر آپ کا کوئی خط نہ ملا، آپ بلا توقف ہر ہفتہ خط لکھ کر ڈال دیا کریں، تاکہ مسلسل ہفتہ وار خط مل سکے۔

شاید پچھلی ڈاک میں مسٹر ایسکوتھ کی ملاقات کا حال لکھ چکا ہوں، مگر میں نے خود اپنا فقرہ جو ان سے کہا، آپ کو نہیں لکھا، چلتے ہوئے جب انھوں نے رخصت کے لئے ہاتھ ملائے، میں نے کہا "عیسائیت تو اپنی حمایت کے لئے بیسیوں حامیِ دین سلاطین رکھتی ہے، کیا اسلام کو ایک حامیِ دین سلطان کی بھی اجازت نہ ملے گی" میرے یاس انگیز فقرہ کا جواب ظالم نے صرف ایک تبسم سے دیا۔

اس ہفتہ میں پارلیمنٹ کے بعض ممبروں سے ملاقاتیں ہوئیں، کل شام کو لارڈ اسلنگٹن (سابق انڈر سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا) ملے، بیچارے نہایت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریف اور نیک دل معلوم ہوئے، یہاں کی انگریز اور مسلمان انجمنیں جس قدر ہماری ہیں وہ سب مل کر ایک جلسہ کرنے والی ہیں، اس جلسہ کی صدارت کی ان سے خواہش ظاہر کی، جواب میں کہا کہ " مجھے بذات خود آپ کے دعووں سے تمام تر ہمدردی ہے لیکن میں سرکاری حیثیت رکھتا ہوں، اس لئے صدارت نہیں کر سکتا" اصرار پر وعدہ کیا کہ پھر غور کر کے جواب دوں گا

آج ۶ بجے شام کو ہوس آف کامنس میں لیبر ممبروں نے ملنے کا موقع دیا تھا، وہیں سے واپس آکر یہ خط لکھ رہا ہوں، گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک ملاقات رہی تمام مباحث اور مطالبات ان کو سمجھائے، کل شام کو بھی ۶ بجے برٹش کانگریس کمیٹی کا جلسہ ہاؤس آف کامنس میں تھا، ہم لوگ بھی گئے تھے، کمانڈر کنوارتھی ممبر پارلیمنٹ سے ملاقات ہوئی، اور اپنے مطالبات اس کے سامنے پیش کئے، جواب میں فرمایا کہ " فلاں صوبہ فرانس کو دیا گیا، فلاں اٹلی کو ملا ہے، فلاں امیر فیصل کے ہاتھ میں دیا گیا ہے" مسٹر محمد علی نے نہایت متانت سے کہا کہ " پھر ہندوستان کس کے پاس جائے گا" اس پر تمام ہندوستانی حاضرین کا تبسم اور ممبر صاحب کی خاموش شرمندگی قابل دید تھی۔

پروفیسر براؤن نہایت شریف آدمی ہیں۔ روز بروز ان کی شرافت کا سکہ ہم پر بیٹھتا جاتا ہے، برٹش میوزیم کے کتب خانے کے لئے اپنے ایک شاگرد ڈوڈس کو جو اس کے مہتمم ہیں میرے لئے نامۂ تعارف لکھا ہے۔ یہاں کی مشرقی کتابوں کے دکاندار سے میرا تعارف کرایا ہے۔ اپنی تصنیفات کی فہرست بھیجی ہے کہ جو پسند ہوں وہ آپ کی آمد لندن کی یادگار کے طور پر پیش کروں، ملاقات کے لئے باصرار بلایا ہے مسلمانوں کی قسمت پر متاسف ہیں، اور اپنے ملک کے ارباب سیاست سے سخت آزردہ ہیں۔

مسلسل جنگ نے تمام یورپ کو تھکا دیا ہے، بجز مدبرین ممالک مزید خونریزی کا کوئی یہاں خواہاں نہیں، اشخاص سے گزر کر انجمنوں تک نوبت پہنچی ہے اور اس غرض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے کہ دنیا امن و آرام حاصل کرے متعدد انجمنیں قائم ہو چکی ہیں عوام کا طبقہ صرف روٹی چاہتا ہے، حکومت اور ملک اور تاج و تخت نہیں، عوام میں تو یہاں تک حالت پہنچ گئی ہے کہ لفظ "شہنشاہی" (امپریلزم) عوام اور لیبر پارٹی کے نزدیک گالی سے کم نہیں۔ کام کرنے والے غریب مزدوروں کی قوت روز بروز زیادہ متحدہ صورت و طاقت میں نمایاں ہوتی جاتی ہے، اس پیراگراف کے شروع کرنے سے پہلے خط چھوڑ کر ہم ایک مجلس بنام "انگلش پرشین سوسائٹی" میں شریک ہونے کے لئے گئے۔ وہاں ایک نوجوان عورت اور انگریز مرد نے نہایت زور اور غصہ سے تقریر کی کہ اصل تباہی دولت طلب سرمایہ داروں کے سبب سے ہے اس لئے ان کو تباہ کرنا چاہیئے۔ ایسے لوگوں کی تعداد بھی کم نہیں جو عام عالمگیر، امن و آرام و محبت و آزادی کے طلبگار ہیں۔ یہاں تک لکھ چکا تھا کہ قسطنطنیہ کے اتحادی قبضے کی المناک خبر پڑھی، ناچتے ہوئے مور کی نظر اپنے پاؤں پر پڑ گئی۔ ایک اخبار "پال مال گزٹ" نے ہمارے جلانے کو اس خبر کی سُرخی میں یہ الفاظ لکھے ہیں کہ "قبضۂ قسطنطنیہ میں ہندوستانی سپاہی جس میں مسلمان شامل ہیں۔" آہ آہ! سچ یہ ہے کہ ہماری اصلی کمزوری ہماری پست ہمتی ہے کہ ہم سے کیا ہو سکتا ہے، لیکن یہاں کے کمزوروں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ وہ اپنی کوشش و تدبیر کو بلند سے بلند پرواز میں بھی بے پروبال نہیں جانتے، آئرلینڈ کی مسلسل کوشش، متواتر جدوجہد اور سعی و ہمت، اور بے باک قصد و ارادہ کیا، جرأت و استعجاب کے لائق نہیں، خود ایشیا میں کم زور اور محکوم آرمینیا کی محدود تعداد جو چند لاکھ سے زیادہ نہیں جس استقلال، مکر و فریب اور مکر و حیلہ سے مسلمان حکمرانوں سے گلو خلاصی کے لئے کوشاں ہے اور اپنا گلا آپ کاٹ کر حکومت کو بدنام کرنے اور یورپ کو غصہ میں لانے کے لئے جو خوفناک کھیل وہ کھیل رہی ہے، کیا ۳۰ کروڑ اہل ہند کو وہ کوئی سبق نہیں سکھا سکتی ہے۔

ٹرکی کے متعلق معاملات اس اختصار اور زیر پردہ صورت میں انجام پا رہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید انگلینڈ کا قیام بے سود ہو۔ وزیراعظم کی ملاقات کے بعد ہم بہت جلد فرانس روانہ ہونا چاہتے ہیں، مجلس صلح بھی وہیں قرار پائی، اور سنتے ہیں کہ وہاں کی سیاسی آب و ہوا کچھ زیادہ ہمارے موافق ہے۔

سُنا ہے کہ ارمن بشپ کو لے کر یہاں کے لارڈ بشپ بادشاہ کے یہاں گئے ہیں۔ چند روز ہوئے کہ ارمنوں نے یہاں ایک مجلس منعقد کی تھی جس میں زیادہ تر بڑے لوگوں میں مذہبی عہدہ دار شریک ہوئے، سخت و تیز تقریریں ہوئیں۔ ہم لوگوں نے وہاں جانا مناسب نہ سمجھا۔ اکثر روزانہ اخبار میں جاذبِ نظر اور ہنگامہ آرا عنوانوں کے تحت میں موٹے ٹائپ میں ارمنوں کے مضامین اور اجرتی مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں اور ہم خون کے گھونٹ پی کر ان کو پڑھتے ہیں۔

مکتوب ۱۵ لندن، ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

ع ح عم محترم دام مجدہٗ

السلام علیکم، جب سے لندن آئے ہیں، ایک مہینہ میں تین مکان بدل چکے ہیں اب یکم اپریل کو چوتھے مکان جائیں گے، نہ صرف انگلینڈ بلکہ یورپ میں گرانی کا یہ عالم ہے کہ گنی کی قیمت گویا ہمارے روپیہ کے اور شلنگ کی ہمارے آنے کے برابر ہے۔ بخشش یا مفت کا انعام جس کے لئے ہم ایشیائی بدنام ہیں، وہ یہاں ٹپ کے نام سے مشہور ہے۔ اور وہ اس کثرت سے ہے کہ آدمی گھبرا اٹھتا ہے، آپ ہوٹل میں کھانا کھانے کے لئے گئے، باہر کمرہ میں کوٹ اتار کر نوکر کو دیا، اندر میز پر کھانا کھایا، کھانے کے بعد جس نوکر نے آپ کو میز پر سرو کیا اس کو دیجئے، باہر آکر جس نے کوٹ اتارا اس کو دیجئے۔ دروازہ سے نکل کر دربان جس نے دروازہ کھول کر آپ کے لئے موٹر منگوایا اس کو دیجئے۔ پولیس اور ریلوے ملازم تک اسی کے منتظر رہتے ہیں، اور اس خوشی سے قبول کرتے ہیں کہ گویا وہ اپنا حق پا رہے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملہ کی بات یہ ہے کہ ۱۹ کو شام کے وقت مسٹر لائڈ جارج نے ایوانِ وزارت میں وفد سے ملاقات کی، عربی اور فارسی کے یورپین عالم بھی بلاکر بٹھائے گئے، ڈیڑھ گھنٹے تک ملاقات رہی محمد علی و سید حسین صاحبان نے نہایت خوبی سے اپنے مطالبات پیش کئے، لائڈ جارج صاحب نے جوابی تقریر فرمائی جس کو سوال سے کوئی تعلق نہ تھا، ہمارے دلائل پر ایک حرف کچھ نہ بولے، فرمایا تو فرمایا کہ "سلف ڈٹرمینشن" کا اصول عیسائی اور مسلمان سب حکومتوں کے لئے برابر ہے تھریس میں یونانی زیادہ ہیں اس لئے وہ اس کے مستحق ہیں، اور سمرنا میں گو مسلمان زیادہ ہیں لیکن وہ یونانی النسل ہیں، اس لئے اس کا بھی یونان ہی مستحق ہے۔" یونانی مسلمان کی سی مخلوق شاید "ہندو مسلمان" کی صورت آپ کے ملک میں بھی موجود ہے۔

گذشتہ اتوار کو ہم دوکنگ گئے، اطراف سے اور ہندی و ترکی و انگریز مسلمان جمع ہو گئے تھے، خاصا مجمع تھا، ظہر کا کھانا (لنچ) ہوا۔ اس کے بعد میں نے نماز پڑھائی۔ محمد علی و سید حسین اور پروفیسر مصطفےٰ لیون ایک انگریز مسلمان نے تقریر کی، گمان ہے کہ یہ مصطفےٰ لیون وہی صاحب ہیں جو پہلے لیورپول کے مشہور شیخ عبداللہ کوئیلیم تھے، دوکنگ مشن کی نسبت اتنا ہی کہنا مناسب ہے کہ اس کفرستان میں وہ اسلام کا نام لیوا تو ہے۔ لیکن کام اس جوش سے اب نہیں ہوتا جس جوش سے اس کا آغاز کیا گیا تھا ووکنگ میں محمد علی صاحب کی تقریر کا خلاصہ نامہ نگاروں نے اخبارات میں اس قدر ناتمام بھیجا کہ اکثر اخباروں نے اس سرخی سے اس خلاصہ کو شائع کیا کہ "محمد علی کی تہدید انگلینڈ کو" دوسرے دن انھوں نے اس کی تصحیح کے لئے اپنا خط چھپوایا۔

۲۲ کی شب کو ایسکس ہال میں یہاں کی تمام اسلامی و عثمانی مجلسوں کا ایک متفقہ جلسہ ہوا، انگریز اور ہندوستانی دونوں جمع تھے، اچھی تقریریں ہوئیں۔ گو میں اب کچھ انگریزی میں بول سکتا ہوں مگر رائے یہ ہوئی کہ میں اردو ہی میں بولوں۔ ساتھ ہی ساتھ اس کا ترجمہ انگریزی میں کر دیا جائے، یہ زیادہ مؤثر ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسز سروجنی نائیڈو سے جن کی نسبت معلوم ہے کہ ایڈیٹر معارف نے کیا لکھا تھا۔ یہاں اب ہر تیسرے چوتھے دن ملاقات ہوتی ہے، مسلم اوٹ لک کا ایک پرچہ بھیجتا ہوں جس میں ایک میرا مضمون ہے۔ وفد خلافت کے خرچ سے یہ پرچہ یہاں نکل رہا ہے۔ وفد کی پوری روداد اور مضامین اس میں چھپتے ہیں، پچھلے ہفتہ درد شکم کا مشہور و معروف دورہ پڑ گیا تھا، اس لئے کسی کو خط نہ لکھ سکا۔ والسلام

۱۶ لندن، ۲۴ مارچ ۱۹۲۰ء، ایک بجے رات

برادر عزیز، السلام علیکم ۲؍۴

کل جمعرات ڈاک کا دن ہے، خیال تھا کہ کل ہی مفصل خط آپ کو لکھوں گا لیکن شام کو ڈاکٹر آرنلڈ[1] آ گئے اور ان سے کل ۱۰ بجے انڈیا آفس لائبریری دیکھنے کا وعدہ ہوا، اس لئے کل مجھے فرصت نہ ہوگی، اس وقت ابھی نیشنل لیبرل کلب سے واپس آ رہا ہوں، آپ کے ہموطن احسان الرحمٰن قدوائی بیرسٹر ہو کر واپس جا رہے ہیں، اس کلب میں اُن کے احباب نے ان کو الوداع کہا۔ (لندن میں یہی ایک معزز کلب ہے جو ہندوستانیوں کو قبول کرتا ہے) اس وقت گھڑی میں ۱۲ بج چکے ہیں لیکن ابھی تک بستر کا مُنہ دیکھنا نصیب نہ ہوا، اور یہ کوئی آج کا نیا واقعہ نہیں۔ جب سے ہندوستان کیا اعظم گڈھ چھوڑا ہے رات کے دو بجے سے پیشتر سونا نصیب نہیں ہوا۔ آپ تصور کر سکتے ہیں کہ وہ شخص جو اعظم گڈھ میں شبلی منزل، ایک مقام میں میز کے سامنے یا آرام کرسی پر دن بھر پڑا رہتا تھا اور اس کو باہر جانا اس لئے بار تھا کہ کپڑے پہننے پڑیں گے، اب اس کو مجبوراً اس طرح پابند ہونا پڑا ہے کہ نماز صبح کے بعد جو سوٹ بوٹ سے آراستہ ہو کر بیٹھتا ہے تو اسی طرح اکڑا اکڑا رات کو ۲ بجے جا کر اعظم گڈھ والے کپڑے پہنتا ہے۔

---

[1] علی گڈھ کے مشہور پروفیسر اور مولانا شبلی کے دوست۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام چیزوں میں سب سے زیادہ تکلیف دہ میرے لئے کالر ہے۔ یہاں انجن اور آتشدان کے سبب سے اس قدر دھواں پھیلتا ہے کہ ذرا کسی چیز کو ہاتھ لگا دیتے تو ہاتھ کالے ہو جاتے ہیں۔ شاید اسی لئے سیاہ لباس انگلستان کا کیا بلکہ سارے یورپ کا مخصوص لباس قرار پا گیا ہے۔

وزیر اعظم صاحب سے ۱۹ مارچ کو ملاقات ہوئی، تمام داستان سن کر فرمایا کہ "ہم سلف ڈیٹرمینیشن کے سوا کوئی اصول نہیں جانتے ہیں" ان کی تقریر کے بعد جب محمد علی صاحب نے جواب دینا چاہا تو فرمایا کہ ہم از سر نو مباحثہ کرنا نہیں چاہتے، اور نہ رات تک یہاں بیٹھنے کا خیال ہے، یہ کہہ کر اٹھنے کا سامان کرنے لگے، ناچار ہم لوگ اُٹھے تاہم یہ کہہ دیا گیا کہ اس اصول کے مطابق بھی ٹرکی کے کسی صوبہ میں بھی حتیٰ کہ آرمینیا میں بھی عیسائی قوم کی کثرت نہیں، میرے ہاتھ میں کچھ کاغذات تھے، فرمایا کہ کیا آپ اس کو پیش کرنا چاہتے ہیں، میں نے کہا جی نہیں۔ یہ مسئلہ خلافت کے متعلق قرآن و حدیث و فقہ کے احکام اور علماء کے فتاویٰ ہیں۔

۲۱ کو ووکنگ کا سفر کیا، میں نے ظہر کی نماز پڑھائی، محمد علی صاحب اور سید حسین صاحب کی تقریریں ہوئیں، ہندوستانی مسلمان اور انگریز نومسلم بھی تھے، محمد علی صاحب کی تقریر پُر جوش تھی، نامہ نگار جو نوٹ لے رہے تھے ان میں ایک انڈیا آفس کے خبر رساں بھی تھے، دوسرے دن اس تقریر کا نہایت خطرناک خلاصہ بعنوان "محمد علی کی دھمکی انگلینڈ کو" شائع ہوا۔ مخالف اخبار نے خوب نمک مرچ لگا کر اس پر طبع آزمائیاں کیں۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ محمد علی صاحب ایک توضیح کن خط اخبارات میں لکھ دیں چنانچہ اس پر عمل کیا گیا۔

رات کو یہاں کی مسلمان و انگریز ہمدرد ترک مجالس کی طرف سے کامیاب جلسہ ہوا، محمد علی، سید حسین، قادر بھائی بیرسٹر بمبئی، ڈاکٹر عبدالمجید بیرسٹر (مونگیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسز سروجنی نایئڈو، مسٹر بارنیمین اور چند انگریز مقرروں نے تقریریں اور اس فقیر حقیر نے بھی کچھ لب کشائی کی۔

مشین کے متعلق میں دریافت کر کے لکھوں گا۔ فارم دستخط کر کے بھیجتا ہوں، اس روپیہ میں میرا بھی حصہ ہوگا، ازراہِ عنایت میرے حساب میں دو سو روپیہ بھائی صاحب کے نام بغرض تعمیرِ مکان بھیج دیجئے اور دو سو روپے اپنے دفتر سے خریدِ کتب کے لئے جلد تر روانہ کیجئے۔ کیونکہ انگلینڈ میں قیام اب کم رہے گا، بعض کتابیں یہاں سستی مل رہی ہیں، میرے اس احسان کو تو یاد کیجئے کہ پچھلے ہفتہ میں بیمار تھا، وہی دردِ شکم کی پرانی شکایت ہو گئی تھی، کسی کو خط نہ لکھ سکا مگر آپ کے دربار سے غیر حاضر نہ ہوا۔

۱۷ لندن، ۲۵ مارچ ۱۹۲۰ء

مکرم! السلام محبت

میں نے راہ سے ایک خط آپ کے نام لکھا تھا۔ خیال ہے کہ آپ کا جواب آئے تو دوسری دفعہ ہمت کروں لیکن آج ۲۵ مارچ تک آپ کا کوئی خط نہیں ملا۔

یہاں پہنچ کر یہاں کے مستشرقین سے خط و کتابت عربی میں شروع کی۔ پروفیسر براؤن اور مارگولیوتھ نے جواب دیا، ڈاکٹر آرنلڈ اور پروفیسر اسٹوری سے ملاقات ہوئی۔ یوان کی بہت تعریف سنتا ہوں۔ معین الدین صاحب نصاری (فرنگی محلی) سے ملاقات ہوئی۔ انڈیا آفس لائبریری کی بھی زیارت ہوئی۔ ۳۰ مارچ کو رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے افتتاحِ عمارت کا جلسہ ہے، اس حقیر کو بھی مدعو کیا گیا ہے۔

آپ کہا کرتے ہیں کہ اہلِ علم کو سیاست سے کیا تعلق؟ کبھی کبھی آپ کا پراثر وعظ سن کر میں بھی آپ کا معتقد ہو جانا چاہتا تھا۔ لیکن یہاں آکر یہ معلوم ہوا کہ علم بھی سیاست کے لئے سیکھا جاتا ہے، مارگولیوتھ صاحب تو کھلم کھلا مسئلہ خلافت میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناظرہ کرنے کے لئے میدان میں اتر آئے ہیں" اوبزرور" میں ان کی اور سید حسین صاحب کی کشتی ہوئی۔ ایک ایطالین مستشرق کو "مسلم اوٹ لک" میں میں نے پچھاڑا۔ ایک اور مضمون تیار ہو گیا ہے جس میں تمام مستشرقین کو بزد آزمائی کی دعوت دی گئی ہے۔

وفد خلافت جب وزیر ہند کی ملاقات کو گیا تو اس کو کچھ دیر وہاں بیٹھ کر انتظار کرنا پڑا جہاں وزارت ہند نشست کرتی ہے۔ یعنی انڈیا کونسل ہال، اس چھوٹے سے کمرہ کو دیکھ کر خیال آیا کہ یہ وہ ایوان عالی ہے جہاں بیٹھ کر ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ ہوتا ہے، معارف کے کام کی یہ بات ہے کہ ایوان وزارت کی میز پر پتیل کے چند موٹے پتر مع ایک چھوٹے سے دستہ کے نظر آئے، وہ کاغذ دبانے کے پیپر ویٹ تھے، تعداد میں آٹھ تھے ان پر فارسی اور اردو اشعار کندہ نظر آئے۔ فارسی کے اشعار عموماً سعدی کے ہیں، ان تمام اشعار میں بادشاہ کو عدل و انصاف کی تعلیم ہے۔ کاش اگر وزرائے ہند ان اشعار کے مطالب کو سمجھ سکتے تو اپنے فیصلوں میں اس قدر تنگ دلی اور سختی روا نہ رکھتے میں تصور کرتا ہوں کہ ہر نئے فیصلے کے وقت پتیل کی یہ بے زبان مورتیں اپنا فرض موعظت ادا کرتی ہوں گی۔ پرنس غلام حسین آف میسور نے ۱۸۵۴ء میں غدر سے تین برس پہلے ان کو پیش کیا ہے۔ خیال کرتا ہوں کہ یہ شاید سلطان میسور کے دربار کی یادگار ہوں۔

صدر ایوان وزارت کے سامنے جو دو لوحیں ہیں ان پر یہ اشعار ہیں :-

(۱) ہر کہ او را عدل عادت می شود — بے گماں عمرش زیادت می شود
ہر کرا بر خلق بخشائشش بود — آبروئے او درا فزائش شود
از سخاوت آبرو افزوں شود — از بخیلی بے خرد را مردن شود
با رعیت چوں کند حاکم ستم — مراد را باشد بتا در ملک کم

---

(۲) بد و نیک ہر چند ہے بے ثبات — ولیکن جہاں میں ہے بہتر یہ بات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ نام نکوئی رہے یادگار | ہمیشہ نکو نام ہے برقرار
ہمیشہ جو کوئی کرے کام نیک | تو بےشک ہو آغاز و انجام نیک

ستانا دل کا اے صاحب بُرا ہے | قلوبِ مرد ماں عرشِ خدا ہے

شاعر نے تو "اے صاحب" کسی اور معنیٰ میں کہا ہے، مگر واقعہ کی مناسبت کو دیکھئے کہ صاحب لوگوں پر کس قدر چسپاں ہے۔

باقی چھ چپ و راست کے پتروں پر یہ اشعار ہیں:۔

(۳) شنیدم کہ در وقتِ نزع رواں | بہ ہرمز چنیں گفت نوشیرواں
ازاں بہرہ ورتر در آفاق کیست | کہ در حکمرانی با نصاف زیست

(۴) چو نوشیرواں عدل کرد اختیار | کنوں نام نیک است ازو یادگار
چو ایزد ترا ایں ہمہ کام داد | چرا بر نیاری سرانجام داد

(۵) ثباتے نہ دارد جہاں اے پسر | بغفلت مبر عمر در وے بسر
خواہی کہ خدائے بر تو بخشد | با خلقِ خدائے کن نکوئی

(۶) تا توانی حاجتِ مردم برآر | تا برآرد حاجتت را کردگار
برآوردنِ کارِ امیدوار | بہ از قیدِ بندی شکستن ہزار

(۷) جہاں را بانصاف آباد دار | دلِ اہلِ انصاف را شاد دار
نزازیں بہ آخر چہ حاصل شود | کہ نامت شہنشاہِ عادل بود

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸) عدل کر دنیا میں غافل زندگانی پھر کہاں — زندگی بھی گر رہی تو یہ حکومت پھر کہاں

سدا عیش دنیا دکھاتا نہیں ۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

معارف کا کوئی پرچہ اب تک مجھے نہیں ملا ہے۔

۱۸ لندن، البرٹ ہال مینشن، یکم اپریل ۱۹۲۰ء

ع ۴ محبِّ گرامی! تسلیم نیاز،

میرا پچھلا خط آپ کو مل گیا ہوگا، جس میں مَیں نے آپ کی خاموشی کی شکایت کی تھی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ کارکنانِ غیب آپ کی تائید میں تھے کہ فوراً دوسرے دن آپ کا خط کک کمپنی کی معرفت پہنچا گئے۔ یاد آوری کا شکریہ!

مولوی عبدالباری (ندوی) کے واقعہ کی اطلاع مولوی مسعود علی صاحب پہلے کر چکے تھے۔ اور میں انہیں لکھ چکا ہوں۔ ان کا آنا میرے لئے باعثِ فخر ہے۔ آپ نے جو کچھ اس مسئلے کی نسبت لکھا ہے مجھے حرف بہ حرف اس سے اتفاق ہے، مولوی مسعود علی صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی حمید الدین صاحب خود اُن کے بُلانے پر مصر ہیں۔

خواجہ حسن نظامی صاحب کی پُر لطف تجویز آرچ بشپ آف کنٹر بری کا پورا جواب ہے۔ آرچ بشپ اس لئے اس مسئلہ میں کوشاں ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ ارمن اور گریک چرچ اس کی ماتحتی قبول کر کے پروٹسٹنٹ ہو جائیں گے، اور مسلمانوں کو بھی عیسائی بنانے میں پوری مدد ملے گی۔

فروری کا معارف پہنچا۔ میں قطعاً آپ کی اس رائے کا مؤید نہیں کہ "خسرو کی تلاش کرو، تغلق کی نہیں۔ سعدی چاہیئے، سعد زنگی کی حاجت نہیں، حافظ مطلوب ہے۔ شاہ شجاع نہیں۔ ابن رشد کو ڈھونڈو، حکم کو نہیں، شیخ الاشراق بس ہیں سلطان ایوبی درکار نہیں، ابن سینا سے مطلب ہے، خوارزم شاہ اور ابو المعانی قابوس سے نہیں، میرے امن طلب دوست اور سکون پسند فلسفی! "تخیل" اور "عمل" دو مختلف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالم ہیں، تغلق نے خسرو کو پیدا کیا، اکبر نے عرفی کو نشو و نما بخشا، قابوس و خوارزم شاہ نے ابن سینا کو ابن سینا بنایا، دولت سامانی نہ ہوتی تو ابن سینا کو گنجینۂ علوم کتب خانہ میسر نہ آسکتا تھا۔ سلجوق و ترک نہ ہوتے تو جلال الدین رومی ایشیائے کوچک کی سرزمین میں نہ پیدا ہوتے۔ محکوم قوم کا درماندہ دماغ فلسفۂ عمل کے نکتہ کو بھی نہیں سمجھ سکتا، بوس اگر حاکم قوم میں پیدا ہوتا تو اس کو اپنے تجربہ خانے کے لئے دربدر بھیک نہ مانگنی پڑتی۔ ٹیگور کا عالمِ تخیل اگر اس کی دنیائے عمل کے مطابق ہوتا تو خطاب اعزاز سے محرومی پسند نہ کرتا۔ انسان کے تمام دماغی و جسمانی قویٰ اس کے قوائے مہیجہ کے ماتحت ہیں۔ دل افسردہ قوم کے لئے نہ فلسفہ کا امن اور نہ شاعری کا ہنگامہ، کوئی چیز مطلوب نہیں۔ خیام کا پرسکون دماغ ملک شاہ سلجوقی کی تلوار کے سایہ میں آرام پا رہا تھا۔

۳۰ مارچ کو رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے جلسۂ افتتاحِ تعمیر میں شریک ہوا، اکثر علمائے مشرقیات جمع تھے، لارڈ رے نے ایک مشرقی مبحث پر اور چینی سفیر متعین لندن نے "چینی تمدن" پر ایک مضمون پڑھا۔ جس میں ایک فقرہ مزے کا تھا "ہم چینی پہلے سمجھتے تھے کہ ہمارے سوا اور تمام دنیا غیر متمدن و وحشی ہے، لیکن یہ خیال رفتہ رفتہ کم ہوگیا اور اب ہم سمجھتے ہیں کہ نہیں اور لوگ بھی کچھ متمدن ہیں"، کتب خانہ دیکھا، کچھ زیادہ بڑا نہیں ایک مصور شاہنامہ نمائش کی میز پر تھا۔

آپ معارف میں مہینہ میں ایک دفعہ بھی مطبوعاتِ جدیدہ کے لئے کافی مسالہ نہیں پاتے اور یہاں بعض روزانہ اخبارات میں یہ عنوان ہوتا ہے "آج کے مطبوعات" بہ بیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا، ہمارے اور آپ کے علت و معلول کی تعیین میں جھگڑا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ پہلے شکسپیر چاہیئے، میں کہتا ہوں کہ پہلے آزاد ہندوستان محکوم قوم اور اس کی علم دوستی کی مثال یہ ہے :-

شب چو عقدِ نماز می بندم | چہ خورد بامداد فرزندم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحمد للہ کہ اب تک خیریت ہے۔" مقناطیس" کی قوتِ کشش میں شک نہیں، لیکن پہلے "لوہا" چاہیئے، اس سے محرومی ہے۔ پھر وجود مقناطیس ایک تماشہ سے زیادہ نہیں اور کچھ سنا، یہاں بعض سینما میں ہمارے منظر و مرقع دکھائے جارہے ہیں۔ والسلام۔

۱۹ لندن، یکم اپریل ۱۹۲۰ء

عم محترم، سلام علیک، ع، ح

اس ہفتہ میں آپ کے دو خط ملے، ایک شاید ۲۸ / فروری کا اور دوسرا ۵ مارچ کا تھا۔ مجھے بالکل یاد نہ تھا کہ میں نے پورٹ سعید سے بھی آپ کو خط لکھا ہے، اب آپ کے لکھنے پر یاد آیا۔ اب شاید وینس سے بھیجا ہوا کارڈ بھی آپ کو مل گیا ہوگا، آپ نے پوچھا ہے کہ کیا ترکوں کو بھی اپنی تباہی کا احساس ہے۔ آپ نے عجیب بات پوچھی، ہر ترک اس وقت مجسم فکر و اندیشہ ہے، یہاں متعدد ترکوں سے جو یہاں ملازم یا تاجر ہیں، یا مدت سے یورپ میں ہی رہتے ہیں، کبھی کبھی اتفاق سے ملاقات ہوتی رہتی ہے، جمعہ کی نماز میں کبھی مل جاتے ہیں، کوئی خود بخود ملنے کو چلا آتا ہے، ہم لوگ اپنے کام کو شک و شبہہ سے پاک رکھنا چاہتے ہیں، اس لئے جو جلوت میں کہنا ہے وہی خلوت میں کہتے ہیں۔

شریف پاشا جو سلطان عبدالحمید خاں کے اے ڈی سی تھے اور نسلاً کرد ہیں۔ وہ نوجوان ترکوں کے مخالف تھے۔ نئی جماعت نے ان پر کئی دفعہ حملہ کیا، وہ پیرس میں رہتے ہیں، اسلامک انفارمیشن بیورو کے پیرس میں صدر ہیں۔ ان سے لندن میں ملاقات ہوئی۔ انھوں نے کہا میں نوجوان ترکوں کا مخالف تھا، لیکن اب تمام اختلافات کو بھلا دیتا ہوں اور ملک و ملت کے نام سے ان کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر نہاد رشاد پیرس میں اپنا کام کر رہے ہیں اور فرنچ پبلک کو ایک فرنچ رسالہ کے ذریعہ مطلع اور با خبر رکھنا چاہتے ہیں۔

یورپ میں پہلے زیادہ طاقت زمینداروں اور تعلقہ داروں کے ہاتھوں میں تھی،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفتہ رفتہ تجارت پیشہ لوگوں کے ہاتھوں میں آئی، مدّت سے مزدور، اہل محنت سوشیالسٹ کے نام سے طاقت اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں۔ روس میں یہ تحریک کامیاب ہوئی جرمنی کا موجودہ انقلاب اسی کشمکش کا نتیجہ ہے۔ فرانس میں بھی لوگ کُلبلا رہے ہیں۔ سوئڈن اور ڈنمارک میں بادشاہ مشکلات میں مبتلا ہے۔ انگلینڈ میں بھی یہ تحریک امن وسکون کے ساتھ جاری ہے۔ اُن کے زور توڑنے کو لائڈ جارج پارلیمنٹ میں ایک نئی جماعت سب ملا جلا کر قائم کرنا چاہتے ہیں۔

اس ہفتہ میں ایک چھوٹا سا سفر بڑلی تک ہوا۔ ہندوستانی طلبہ جو انگلینڈ کی مختلف یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں، سال میں ایک دفعہ ایک جگہ جمع ہوکر لطف ملاقات و تبادلۂ خیالات حاصل کرتے ہیں۔ امسال یہ مجمع بڑلی اسٹیشن سے اُتر کر سوانک نام ایک گاؤں میں ہوا۔ دُور تک میدان تھا، اور یہ منظر یہاں بسا غنیمت ہے۔ گاؤں میں ایک عمارت بنی ہے، جس میں بیک وقت کم از کم ڈیڑھ سو آدمی ٹھہر سکتے ہیں، وہاں سب لوگ اُترے تھے۔ مسز نائیڈو شمع انجمن تھیں۔ ایک جلسہ ہوا جس میں طلبہ جمع تھے۔ محمد علی صاحب نے "انڈین نیشنلزم اور پین اسلامزم" پر تقریر کی۔ جلسے نے طول کھینچا، میں نے بھی اُردو میں تقریر کی، اور الحمد للہ کہ وہ خاتمۃ المباحث ثابت ہوئی۔

۵ یا ۶ اپریل کو پیرس کا عزم ہے۔ وہاں کے اخبارات میں کچھ کام کرنا ہے۔ ایک ترک ڈاکٹر ارشاد نے صحیح کہا کہ "اب تک ہمارا بھروسہ تلوار پر تھا اور ہمارے دشمنوں کا قلم وسیاہی پر۔ اب ہم کو بھی اسی پر قوت صرف کرنا ہے"۔ یونانیوں اور ارمینیوں نے انگلینڈ و امریکہ میں اپنا پروپگنڈا نہایت زور وشور سے پھیلا دیا ہے، چند مہینوں کے کام میں سالہا سال کی تحریک کا سیلاب نہیں رُک سکتا۔

ڈاکٹر صاحب جو میرا خط پڑھتے ہیں، سلام لیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۰) لندن البرٹ ہال مینشن، یکم اپریل ۱۹۲۰ء

م ع

برادر عزیز! سلام محبت شمام

آپ کا خط مع پیکٹ ملا، پیکٹ میں معارف کے چار نمبر اور چار نسخے رود اد کے تھے۔ لکھائی اور چھپائی دونوں بُری تھی۔ معارف کے شذرات کی پالیسی امن پسندی و راحت طلبی مجھے پسند نہ آئی۔ ماجد صاحب کو بھی میں نے لکھا ہے، مولوی عبد الباری صاحب شاید آگئے ہوں، ان کا آنا سر آنکھوں پر۔ وہ جس طرح اور جس شرط پر رہیں قبول ہے۔

سیرت کی جدول شاید چھپ گئی ہو۔ جدول سے میری مراد ٹائیٹل پیج ہے، آیندہ خط کے ساتھ سیرت عائشہؓ کے مطبوعہ صفحات بھیجے گا۔ کوئی نیا کاتب آیا یا نہیں۔ اگر معارف ماجد صاحب کے ہاتھ میں نہ دیتا تو کیا کرتا، مضمون نویسی اور پرچہ کی تجربہ کارانہ ادارت دونوں دو چیز ہیں۔ اس کی اہلیت بھی ہمارے ہاں کسی کو نہیں۔

آپ کہتے ہوں گے کہ وزیر اعظم نے جب سوکھا سا جواب دیدیا تو اب تم لوگ کیا کر رہے ہو۔ بھائی جان یہاں کی پالٹکس یہ ہے کہ جب تک کوئی کام واقع نہ ہو جائے اس کو الفاظ کا طلسم جانو، واقعہ نہ سمجھو۔ پہلے بھی علم تھا۔ اور اب علم الیقین ہے کہ بہترین مدبر یہاں وہ سمجھا جاتا ہے جو کذب اور دروغ گوئی کے فن میں سب سے زیادہ کمال رکھتا ہو۔ چنانچہ مسٹر لائڈ جارج یہاں کے بہترین مدبر ہیں۔ روزانہ پارلیمنٹ میں، اخبارات میں، اسپیچوں میں ان کے تخالف بیان کی ایک نئی مثال ملتی ہے، اصول موضوعہ "سلف ڈٹرمینشن"، ہر جگہ ان کے لئے سیاہی کا داغ ہے۔ آج کل آئرلینڈ کے لئے ہوم رول بل پاس ہو رہا ہے، لیکن وہ لوگ اسی اصولِ مسلّمہ سلف ڈٹرمینشن کی بنا پر ری پبلک کے طالب ہیں۔ ان کے جواب میں ۳۱ مارچ کی پارلیمنٹ میں وزیر اعظم فرماتے ہیں کہ وہ قومیں جو ایک مدت دراز یعنی صدہا سال سے برابر ایک حکومت کے ماتحت رہتی چلی آئی ہیں۔ اُن کے لئے سلف ڈٹرمینشن کے کیا معنی؟ ذرا اس معنی کی تفسیر آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے لفظوں میں تو کہئے، لیبر پارٹی سے کچھ امید ہے۔ یورپ میں آج کل ہنگامۂ رستخیز ہے۔ لیبر پارٹی یا سوشیالسٹ ہر جگہ زور پکڑ رہے ہیں، انگلستان میں یہ انقلاب امن و سکون کے ساتھ ہو گا۔ فرانس کی جمہوریت بھی انقلاب کا خواب دیکھ رہی ہے، میں ہر روز انگریزی کے کم ازکم آٹھ دس روزانہ اخبار پڑھتا ہوں۔

محمد علی صاحب کو تو فرصت نہیں ہوتی، میں ہی اخبارات پڑھ کر ضروری مقامات پر نشان لگا دیتا ہوں، وہ ان کو پڑھ لیتے ہیں۔ مسٹر ہارنیمن (سابق ایڈیٹر بمبئی کرانیکل) جو ہندوستان سے باہر کئے گئے ہیں وہ عموماً وفد ہی کے ساتھ رہتے ہیں، مضامین اور مشوروں میں مدد دیتے ہیں۔ نہایت نیک طینت اور کریم الاخلاق ہیں۔ گوشت نہیں کھاتے، نباتات خور ہیں۔ آپ سن کر تعجب کریں گے کہ شہر لندن کی وسعت صرف اسی قدر ہے جس قدر ریاست رامپور کے حدود کی یعنی چالیس میل۔ اس ہفتہ میں ایک چھوٹا سا سفر بھی ہوا، یہاں ایک دو سال سے طلبائے ہند مقیم انگلینڈ سال میں ایک دفعہ ایک جگہ ایک ہفتہ کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ انڈین کانفرنس اس کا نام ہے۔ امسال اجتماع بٹرلی واقع ڈربی شائر میں ہوا تھا، ہم لوگ بھی مدعو تھے۔ میں اور محمد علی صاحب گئے تھے راہ میں مسز نائیڈو بھی ساتھ ہو گئیں۔ بٹرلی کے اسٹیشن پر طلبائے نے "وبندے ماترم" کے ہجوم میں مہمانوں کو اتارا۔ تمام اطراف انگلینڈ سے ہر صوبہ کے تقریباً سو سوا سو لڑکے آئے تھے جن میں ۵ یا ۶ لڑکیاں بھی تھیں، سکونت کے لحاظ سے طلبہ کی زیادہ تر تعداد بمبئی کی تھی۔ اس کے بعد بنگال کی، بعدازاں یوپی اور پھر مدراس کی۔ محمد علی صاحب سے فرمائش کی گئی کہ وہ "انڈین نیشنلزم" اور "پین اسلامزم" پر تقریر کریں۔ انھوں نے تقریر اس طرح کی کہ گویا وہ کسی مسلمان مجمع میں ہیں۔

یہاں قاعدہ یہ ہے کہ مقرر کی تقریر کے بعد حاضرین میں سے اگر کسی کو تقریر کے متعلق کوئی شبہ یا خیال ہوتا ہے تو وہ پیش کرتا ہے، طالب العلم ہر جگہ کے طالب العلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں، انھوں نے ایک طرف سے سوالات کا سلسلہ باندھ دیا۔ پنجاب کے کوئی پروفیسر بالکشن ہیں، جن کا تعلق گروکل سے بھی ہے۔ انھوں نے آریہ سماج کے مناظرانہ ٹھاٹ سے مباحثہ شروع کیا۔ صبح کے ۹ بجے سے شام کے ۷ بجے تک بازار گرم رہا۔ بیچ میں صرف کھانے اور چائے کے لئے مجلس برخاست ہوئی۔ سارے اعتراضات کا مبنیٰ یہ تھا کہ انڈین نیشنلزم چاہتی ہے کہ آپ کی کوششوں کا مرکز صرف ہندوستان ہو۔ پین اسلامزم دنیا کو حاوی ہے تو آپ خاص و عام کو کیوں کر یکجا کر سکتے ہیں۔ ہندوستان اور اسلام کے اغراض جب باہم متصادم ہوں گے تو آپ کیا کریں گے؟"

میری حالت ایسے موقع پر دیکھنے کے لائق ہوتی ہے۔ اگر انگریزی نہ سمجھتا تو کچھ الجھن نہ ہوتی۔ لیکن ماشاء اللہ انگریزی اب سمجھ لیتا ہوں، بول لیتا ہوں لیکن تقریر پر قدرت نہیں رکھتا۔ اس لئے طبیعت میں اس قدر الجھن ہوتی ہے کہ حدِّ بیان سے باہر، کبھی تقدیر کو کوستا ہوں، کبھی اپنی گذشتہ کوتاہیوں پر ماتم کرتا ہوں کہ کیوں طالب علمی میں انگریزی میں محنت نہ کی۔ بہرحال بمصالح مسز نائیڈو نے مجھ سے کہا کہ چائے کے بعد جو جلسہ ہو تو آپ تقریر اُردو میں کیجئے۔ (وہ ایک اور جلسہ میں میری تقریر کو سن کر بے حد داد دے چکی ہیں) اکثر لڑکے سمجھ جائیں گے لیکن احتیاطاً انگریزی میں ترجمہ بھی کر دیا جائے گا۔ چنانچہ میں نے تقریر کی۔ آپ خود بینی کا الزام نہ دیں تو میں کہوں کہ میں نے ایسی اچھی تقریر کی کہ ایک معترض بھی چوں نہ کر سکا۔ سب نے دلائل کی قوت کو تسلیم کر لیا اور مان لیا کہ انڈین نیشنلزم اور پین اسلامزم کیونکر متحد ہو سکتے ہیں۔ ایک رات کو تو موسیقی کا تماشہ رہا۔ "بندے ماترم" اور "ہندوستان ہمارا" اس کا آغاز و انجام تھا۔

دوسری رات کو مشاعرہ تھا، زمین پر نشست تھی، سب ہندوستانی لباس میں تھے۔ برقی لیمپوں کے باوجود موم کی شمع حسبِ آداب مشاعرہ سب کے سامنے باری باری سے رکھی جاتی تھی۔ مسز نائیڈو شمع انجمن یعنی میر مشاعرہ تھیں۔ اُردو، انگریزی، مرہٹی،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گجراتی، کچھی، ٹامل، تلنگو، بنگالی، پنجابی، غرض ہندوستان کی کوئی زبان نہ تھی جس میں نظمیں نہیں پڑھی گئیں۔ دل چسپ مجمع تھا اور ہندوستان کی بوقلمونی کا مرقع تھا۔ مسز نائیڈو نے بھی اپنی ایک انگریزی نظم پڑھی۔ سید سلیمان ندوی نامی ایک غیر فطری شاعر نے بھی اپنی اردو نظم پڑھی ۲۶ کو گئے ۲۸ کو واپس آئے ۲۹ کو ہوس آف کامنس میں لیبر پارٹی کے کچھ لیڈروں سے گفتگو ہوئی۔ مبادلۂ خیال ہوا۔ ان کو تمام پہلو سمجھائے گئے، کاغذات دیئے گئے۔ ٹرکی کی صوبہ وار مردم شماری بتائی گئی۔ انھوں نے تسلیم کیا کہ اب تک ہم نے اس مسئلہ کو اس طرح نہیں سمجھا تھا اور ہم اس میں کوشش کریں گے۔ ۳۰ کو رائل ایشیاٹک سوسائٹی کا جلسہ تھا، پروفیسر مار گولیتھ نے مجھے دعوت کا رقعہ بھیجا تھا لیکن مجھے دیر ہو گئی، جب پہنچا تو اندر کا کمرہ بھر چکا تھا، ناچار باہر کھڑا ہوا۔ وہاں اتفاق سے ایک شامی عیسائی اسکندر سیفی سے جو یہاں کے مدرسۂ مشرقیات میں پروفیسر ہے ملاقات ہو گئی اور ایک غضب آلود مناظرہ شروع ہو گیا، مسئلہ زیر بحث ٹرکی تھا، اس لئے کہا کہ ترک بہت برے حکمران ہیں۔ میں نے کہا دنیا میں اچھا حکمران کون ہے۔ سب کی خانہ تلاشی لے لو۔

۲۱؎ لندن ۷؍ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء

۱۱ظ

عزیزم سلمہ

معاف کرنا کہ میں نے تمام سفر میں تمہیں ایک خط بھی نہیں لکھا۔ سبب یہ تھا کہ مجھے تمہارا پتہ یاد نہ تھا، بھائی صاحب سے پوچھ بھیجا تھا، مگر کل اتفاق سے ایک جگہ کاغذات میں تمہارا پتہ ٹکا ہوا مل گیا، اسی پتہ پر یہ خط لکھ رہا ہوں، امید ہے کہ منزل مُراد تک پہنچ جائے گا۔

میرا یہاں آنا اس قدر جلدی میں ہوا کہ میں تمہیں اطلاع بھی نہ دے سکا اور عزیزوں کو بھی صرف اطلاعی خطوط ڈال کر بمبئی چل دیا۔ یکم فروری کو بمبئی سے جہاز پر بیٹھا ۲۲ کو وینس اترا اور اٹلی و سوئٹزرلینڈ و فرانس کی سرزمینوں کو طے کر کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۶ کو لندن میں داخلہ ہوا۔

جب سے ہمارا وفد یہاں آیا ہے اپنے کام میں شب و روز منہمک ہے۔ آخری فیصلہ جو کچھ ہو اور یقیناً وہ تمام تر ہماری خواہشوں کے مطابق نہ ہوگا، لیکن ہم فرض اپنا ادا کر چکے۔ بیمار اگر مر گیا تو تیماردار کے حقوق فراموش نہ ہوں گے لیکن مسلمان اس سے ناامیدی کا سبق نہ لیں بلکہ ہمیشہ کے لئے اب اپنے دشمن کو تاریخی دشمن سمجھنا چاہیئے۔ اور ہلاکو و چنگیز کے بعد ایک تیسرے نام کا اور اضافہ کرنا چاہیئے۔ ہم پھر نئے سرے سے اپنی عمارت کے لئے ایک نئی دیوار قائم کریں گے۔ اور ضرور قائم کریں گے۔

یورپ آکر ہم کو جو نئی بات ملی وہ یہ ہے کہ ہم اپنی عالمگیر تباہی سے مایوس نہ ہوں یہاں متعدد قومیں ہیں جو ہماری طرح خستہ حال ہیں مگر انھوں نے اب تک ہمت نہیں ہاری ہے اور جدوجہد میں مصروف ہیں۔ حالانکہ ان کی تعداد دشمنوں کے مقابلے میں نہایت قلیل ہے۔ اور مسلمان تو دنیا میں اپنی بے شمار تعداد رکھتے ہیں۔ وہ کیوں مایوس ہوں، ہزار سال کے بعد کون کہہ سکتا تھا کہ یہود رومیوں کی آخری ستمگری کے بعد دنیا میں اپنی ہستی قائم رکھ کر ۱۹۲۰ء میں تلوار پکڑ کر فلسطین میں اپنا حق قائم کریں گے۔

لیکن اگر سچ پوچھو تو ترقی کے لئے نہ تو تعداد کوئی چیز ہے اور نہ رقبہ کا کوئی سوال ہے صرف روحانی طاقت اور اخلاقی قوت اصل بنیاد ہے، روحانی طاقت اور اخلاقی قوت سے خدا جانے تم کیا مطلب سمجھو! رقبہ اور تعداد کے لحاظ سے روس اور جاپان میں کیا نسبت ہے؟ انگلینڈ اور ہندوستان میں کیا مناسبت ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ ہر مسلمان اب اس نئے عقیدے کو اچھی طرح سمجھ لے۔ الحمد للہ میں بخیریت ہوں۔

۲۷ پیرس، رجینا ہوٹل ۱۴ اپریل ۱۹۲۰ء

برادر مکرم، السلام علیکم

نامۂ مبارک ملا، سیرۃ جلد دوم میں کوئی نقشہ نہ ہوگا۔ میرا بھیجا ہوا رجسٹرڈ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ تو پہنچ گیا ہوگا۔ میں تصوّر کر رہا ہوں کہ اس کو دیکھنے کے ساتھ غیظ و غضب کے کچھ کلمات زبانِ اقدس سے نکلے ہوں گے مگر اس وقت جب میں آپ سے سات ہزار میل دور ہوں۔ آپ کے اس غیظ و غضب کا کیا ڈر ہے۔

کل ہمارا وفد لندن سے پیرس آیا۔ لندن میں اس ہفتہ چند واقعے قابل ذکر ہیں۔ حجاز و شام کے عربوں کا وفد لندن آیا ہے۔ نوری سعید پاشا اور حداد پاشا نائبین امیر فیصل اس کے سرگروہ ہیں۔ پہلے صاحب مسلمان اور دوسرے عیسائی ہیں۔ اور بھی چند ممبر مسلمان اور عیسائی ساتھ ہیں۔ ایک دن پہلے عربی میں ان سے خط لکھ کر دریافت کیا کہ اگر کوئی مانع سیاسی نہ ہو تو ہم لوگوں کو ملنے کی اجازت دیجئے۔ ٹیلیفون سے جواب دیا کہ ۱۲ اپریل کو ۱۰ بجے ملئے۔ میں اور محمد علی صاحب ان سے ملنے گئے (سید حسین صاحب پیرس بھیجے گئے تھے کہ وہاں کی خبریں لائیں) گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ ملاقات رہی۔ نوری سعید ایک نوجوان، تیز طبع اور ہوش مند شامی عرب[1] ہیں۔ پہلے ٹرکی کی فوج میں لفٹننٹ تھے اور اب جنرل ہیں۔ افسر فوج کی وردی میں تھے، بہت محبت اور تپاک سے ملے۔ میں نے عربی میں خلافت و جزیرۃ العرب کے مسائل اور ہندوستان کے مسلمانوں کی کیفیت اور ان کے مطالبات مذہبی بیان کئے اور ذرا موثر اور شاعرانہ عبارت میں مطلب ادا کیا۔ وفد عربی کے اکثر ممبر انگریزی سمجھتے تھے۔ محمد علی صاحب سے رہا نہ گیا، انھوں نے انگریزی خطبہ شروع کر دیا۔ ترک و عرب کے اختلافات کو جنگ نے اسلامی مصالح اور دینی مقاصد کو کہاں تک صدمہ پہنچایا اس کی تفصیل کی، آپ سمجھ سکتے ہیں کہ مذہب کا درد اور ملّت کا غم زیر خاکستر انگارہ ہے۔ جو عرب و عجم و ترک ہر دل میں، جو کلمۂ اسلام سے گرم ہے چھپا ہوا ہے، تقریروں کا سلسلہ ایسا موثر ہوا کہ دونوں طرف دل بھر آئے۔ اور آنکھوں سے اپنی اپنی بے کسی پر آنسو ٹپک پڑے۔

---

[1] یہ وہی ہیں جو اب عراق میں وزیر ہیں ۱۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد علی صاحب کے دیدۂ پُرنم نے اوروں کو بھی رُلایا۔ جنرل نوری سعید نے کہا "میں خدا و رسول اور اپنی عزت کا واسطہ دیتا ہوں کہ یہ یقین کرو کہ ہم نہ ترکوں کے مخالف تھے اور نہ ہیں اور نہ خلیفۃ المسلمین سلطان المعظم کی خلافت کے منکر ہیں اور نہ خاندانِ عثمانی سے کوئی بغض و عداوت رکھتے ہیں۔ ہم کو ان چند نوجوان ترکوں سے مخالفت ہے جو سالہا سال سے ترکی عنانِ حکومت پر قابض ہو گئے ہیں، اور جن کی پالیسی ہم سمجھتے ہیں کہ اسلام کے لئے مہلک ثابت ہو گی۔ یہ یقین کرو اور خدا اور رسول کا واسطہ دیتا ہوں یقین کرو کہ ہم عراق، شام و فلسطین و عرب کے استقلالِ تام اور آزادی کامل کے طالب ہیں، اگر ہماری زمین کا ایک چپہ بھی کسی نے دبانا چاہا تو ہم لڑیں گے اور لڑیں گے۔ اتحادی سلطنتوں کے تعلقات دوستانہ کے ہم دل سے خواستگار ہیں۔ لیکن رعایا و حاکم کے تعلقات ہم کبھی قبول نہیں کریں گے۔ مسلمانانِ عالم کو ہم پر اعتبار کرنا چاہیئے۔ عرب، ترکوں سے زیادہ خدمتِ اسلام کے مدعی ہیں۔ ہم نے کہا اگر ہم کو یہ یقین ہو جائے کہ عرب موجودہ مشکلات عالم کا بار اُٹھا سکیں گے۔ اور دشمنوں کے مقابلہ کی طاقت پیدا کر سکیں گے تو ان سے زیادہ اسلام کی عزت و آبرو کا حامی اور کون ہو سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ یقین پیدا کرنے کے وجوہ ہمارے پیشِ نظر نہیں ہیں، صرف پُرزور دشمنوں کا مقابلہ نہیں، بلکہ چالاک ترین حیلہ ساز دشمنوں کا مقابلہ ہے جن کے دعوؤں کے الفاظ مقابل کی قوت و ضعف کو دیکھ کر ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں جن کے فلسفۂ اخلاق میں عدل و انصاف اور صداقت و ایمانداری کے ابواب نہیں، جنرل نوری نے کہا "تاریخ میں نے بھی پڑھی ہے اور جانتا ہوں کہ کیونکر احوال بدلتے ہیں۔ ہم اپنے ملک کے لئے خاص آزادی کے طالب ہیں۔ کسی حکومت کی حکم برداری یا حمایت یا کسی اور قسم کی مداخلت ہرگز ہرگز گوارا نہیں"

اس معاملہ میں تمام عرب، عیسائی، یہودی، مسلمان سب یک دل و یک زبان ہیں عیسائی ممبروں نے کہا کہ "ہم سب اس معاملہ میں متفق ہیں۔ ہم کو ارمنوں پر قیاس نہ کرو،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی قومیت الگ ہے۔ ان کی زبان الگ ہے، ہماری زبان ایک ہے ہمارا ملک ایک ہے۔"

ارمنوں کا ذکر آیا تو انھوں نے کہا کہ ان کی مظلومی اور قتل عام کی داستان محض یاروں کی گپ اور وزارت خانوں کی من گھڑت ہے، ہم ترکوں سے تھریس، قسطنطنیہ اور سمرنا چھین لینے کے حامی نہیں۔ وینزیلاس سے ہم نے یہ صاف کہہ دیا ہے۔" محمد علی صاحب نے کہا کیا یہ ممکن نہیں کہ جس طرح حکومت برطانیہ، کینیڈا اور آسٹریلیا میں تعلقات شہنشاہی ہیں۔ اسی طرح ملک عرب پوری آزادی اور مستقل حقوق کے ساتھ خلیفۃ المسلمین کی شہنشاہی کے تحت میں قائم ہے۔ اس کا انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

میں نے کہا مسلمانانِ ہند یہ تصور کرکے کہ عرب کی مقدس سرزمین بھی ان کے لئے اب امن وامان کا گھر نہیں، غم زدہ ہیں۔ وہ حاجیوں کی زبانی یہ سن کر کہ وہاں انگریزی فوج برسر اقتدار ہے، خون کے آنسو روتے ہیں، ہندوستان کے مقدس ترین عالم، علمائے ہند کے مسلّم شیخ اور ہمارے ملک کے پیشوائے ملّت وامام شریعت مولانا محمود حسن صاحب نے ہندوستان سے ہجرت کرکے "بلد الامین" میں اقامت کی۔ وہ پالٹکس اور سیاست کے نام سے بھی آگاہ نہیں، وہ کفرستانِ ہند سے بھاگ کر نور وایمان کے مسکن میں گئے تھے لیکن وہاں بھی انھیں پناہ نہ ملی۔ کیا یہ اس بلدۃ الحرام کی تحقیر نہیں، جو عاصی وآثم کا بھی مامن ہے۔ لیکن مامن نہیں تو اس مسلمان کے لئے نہیں جو ملتِ بیضا کا ہادی اور شریعتِ غرّا کا شارح ہے، ہمارے صوبے کے کونسل میں جب ان کی قید کے متعلق سوال کیا گیا تو جواب ملا کہ ان کو برٹش گورنمنٹ نے نہیں بلکہ عرب گورنمنٹ نے قید کیا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو کیونکر کسی عرب حکومت کی خود مختاری کا مسلمانِ ہند کو یقین آئے، حداد پاشا نے کہا میں نے بھی اس کے متعلق کچھ سنا ہے نوری سعید نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں، میں اس کی تحقیق کروں گا۔ اور مولانا کا نام ایک کاغذ پر لکھ لیا۔ اس کے بعد شکریہ ادا کیا۔ اور رخصت ہوئے، دروازے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک نوری سعید نے مشالیعت کی۔

لیبر پارٹی جس سے لندن میں کچھ امید ہے اس کی ایڈوائزری کمیٹی سے ۱۰- اپریل کو ملاقات ہوئی، ایک گھنٹہ تک گفتگو رہی ۲۳ اپریل کو دوبارہ ملاقات کا وعدہ کیا ہے۔ ایا ۱۲- اپریل کو عثمانی برطانی مجلس (برٹش اد ٹومن سوسائٹی) کا جلسہ تھا۔ سر گرہیم صدر تھے۔ مقررین میں زیادہ تر انگریز تھے۔ صدر کی تقریر نہایت عمدہ اور ہمدردانہ تھی ۲۲ اپریل کو ہمارا ایک شاندار جلسہ ہونے والا ہے۔ لیبر پارٹی کے پیر مغاں جارج لینسبری اس کے صدر ہوں گے۔

لندن کی لیبر پارٹی کی ان ہمدردیوں سے یہ قیاس نہ کیجئے کہ وہ اپنے ملک میں جس اظہار فیاضی کے لئے تیار ہیں اس سے ایشیا کی بیمار و بے کس قومیں بھی فائدہ اٹھا سکتی ہیں، انگلستان کی آزاد سے آزاد پارٹی بھی بہر حال انگریز ہے اور کبھی اس کی قومی خصوصیات اس سے الگ نہیں ہوسکتیں۔ لندن میں ہم لوگ ڈیڑھ مہینے کے قریب رہے۔ اور ہر طبقہ و فرقہ کے آدمیوں سے ملتے پیرس آئے۔ ابھی صرف ایک دن گذرا ہے۔ لیکن قسم بخدا کہ یہ ایک دن اس ڈیڑھ مہینے سے بہتر تھا۔ اسلام اور مسلمانوں سے محبت رکھنے والوں کی کثیر تعداد یہاں نظر آتی ہے، انگلینڈ میں ہمدرد سے ہمدرد انگریز بھی صرف نفع زر کے لئے کام کرتا ہے۔ آپ یہ سن کر حیرت کریں گے کہ آج ۱۲ بجے دن سے لے کر ۲ بجے شب تک ایک فرنچ لیڈی جس کو مشرق خصوصاً بلقان کی سیاست سے ذوق ہے ہمارے ساتھ اپنے ہاتھ سے کام کرتی، اور ابھی ابھی وہ کام ختم کرکے گئی ہے میڈموزل پوردو اس کا نام ہے۔ "پاپولر" یہاں کے سوشلسٹوں کا اخبار ہے۔ اس کے ایڈیٹر موسیو لانگے مشہور لیبر لیڈر ایڈیٹر ہیں۔ آج شب کو ان سے ملنے گئے تھے جس محبت و اخلاق سے انھوں نے باتیں کیں اس کا مزہ ہمیشہ یاد رہے گا۔ پیرس میں ۲۰ کو جلسہ ہوگا، اس کے لئے سامان ہو رہا ہے، فرانس کی سرزمین ہماری امیدوں کا کشت زار ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں یاد آیا، مولوی عبدالسلام کی سیر الصحابہ کی کتابت شروع کرادیجئے۔ اور تو کوئی کتاب نہیں۔ سیرۃ النعمان کی تصحیح محنت سے ہونی چاہیئے۔ کیونکہ خود اصل بھی بہت غلط ہے۔

۲۳ پیرس، ۱۴۔اپریل سنہ ۱۹۲۰ء

عم محترم، دام فضلہ، ع م ح

السلام علیکم، ۱۲ اپریل کو لندن چھوڑ کر ہم پیرس پہنچے، آج دوسرا دن ہے ہمارے اغراض کے لئے یہاں کی فضا لندن سے زیادہ صاف اور یہاں کی آب وہوا انگلینڈ سے زیادہ موافق ہے۔ فرنچ اہل لرائے، انگریز اہل رائے سے زیادہ اسلام اور مسلمانوں سے آشنا ہیں۔ ہندوستانیوں نے اپنی انگریزی حکومت کی جس طرح مدد کی اسی طرح اہلِ ٹیونس والجیریا نے فرانس کی مدد کی۔ لیکن ہم نے دیکھا اور دیکھ رہے ہیں کہ محکوم قوموں سے نفرت اور اپنی بڑائی اور تعلی کے جذبات انگلش قوم میں علیٰ حالہ باقی ہیں لیکن فرنچ قوم مسلمانوں کی عنایت ومحبت کی سرتاپا مشکور وممنون ہے۔ کوئی فرانسیسی ایسا نہیں ملا، جس نے اسلام اور مسلمانوں کے نام سے ہماری اپیل کو رد کیا ہو۔

ایک فرنچ خاتون جو سیاسیات خارجیہ کی فاضلہ ہے اور مظلوم اقوام کی حمایت اس کی زندگی کا فرض ہے۔ آپ کو سن کر حیرت ہوگی کہ دن کے ۱۲ بجے سے لے کر رات کے ۲ بجے تک ہم لوگوں کے ساتھ پیرس میں ایک جلسۂ خلافت کے سامان میں لگی رہی۔ ایک اور فرنچ یَین صبح سے ۱۲ بجے تک ہمارے ساتھ کام میں رہا، موسیو لانگے جو نہ صرف فرنچ سوشلسٹ کے لیڈر اور اخبار پاپولر کے ایڈیٹر بلکہ یورپ کے مشہور اشخاص میں سے ہیں، مظلوموں کی اعانت، بے کس اقوام کی حمایت اور غربار کی امداد ان کا اصل کام ہے۔ ان سے مل کر معلوم ہوا کہ فرانسیسی قوم دنیا میں کیوں اس قدر محبوب وہر دلعزیز ہے۔ ٹیونس کے مسلمانوں نے بھی مسئلہ خلافت کے متعلق فرنچ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گورنمنٹ کو یادداشت بھیجی ہے۔

ابھی ایک فرنچ ڈیپوٹی (ممبر پارلیمنٹ) موسیو پاتنے سے مل کر ہم آ رہے ہیں۔ اس نے کہا "تمھاری ہر مذہبی خدمت کے لئے ہم تیار ہیں اور اس نقطۂ نظر سے فرانس مسئلہ خلافت میں تمہاری مدد کرے گا۔"

فرانس ری پبلک ہے یہ سب کو معلوم ہے۔ اور اب جمہوری خیالات تمام یورپ کے افق پر پھیل رہے ہیں اور کہنے کو اس وقت انگلینڈ بھی روس سے متاثر ہے لیکن ایک معمولی واقعہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں، جس سے انگلستان اور فرانس کا فرق محسوس ہوگا۔ ہر انگلش مین خواہ وہ لیبر پارٹی ہی کا ممبر کیوں نہ ہو۔ آزادی و جمہوریت کے دعوؤں کے باوجود ہمارا "امپائر" اور ہمارے "فیلو سبجیکٹس" کہنے سے نہیں شرماتا۔ کل ایک فرنچ جنٹل مین ہم لوگوں کی خاطر سے انگریزی بول رہا تھا، اس لئے انگریزی محاورے کے مطابق افریقہ کے فرنچ مقبوضات کی نسبت اس کی زبان سے "ہمارا امپائر" کا لفظ نکلا تو شرما گیا۔ اور فوراً اس نے اس لفظ کو چھوڑ کر "سیٹی اور سیٹزنس" سے اپنا مطلب ادا کیا۔ انگریزوں اور ہندوستانیوں میں دوستی اور محبت کے نہیں بلکہ صرف حاکمی و محکومی کے تعلقات ہیں لیکن فرانسیسیوں اور ان کی محکوم قوموں کے افراد میں حاکمی و محکومی کے ساتھ دوستی و محبت کے تعلقات بھی ہیں۔[1]

یہ فرنچ خاتون جس کا میں نے اوپر ذکر کیا، بالکل مسلمانوں کی طرح اسلام کی

---

[1] فرانس کے متعلق میرے یہ خیالات جو اس کو دیکھ کر پہلی دفعہ قائم کئے گئے تھے بعد کو زیادہ ملنے جلنے سے غلط ثابت ہوئے۔ بات یہ ہے کہ فرانسیسی ملنے جلنے میں بہت ہنس مکھ اور بے تکلف ہیں اور انگریز خشک مزاج اور دیر آشنا ہیں۔ اس لئے بے غرض ملاقات میں فرانسیسیوں کا اثر بہت اچھا پڑتا ہے۔ لیکن جب کبھی مطلب کی بات آتی فرانسیسی انگریزوں سے کم بے مروت اور سخت نہیں نکلتے ۱۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمایت کا ولولہ اپنے اندر رکھتی ہے۔اس نے کہا تم دنیا کے سارے مسلمان مل کر کیوں نہیں اپنے تحفظِ حقوق کے لئے کوئی مجلس قائم اور کوئی اخبار جاری کرتے ہو۔ میں نے کہا ہم سب اس کے لئے بسر و چشم تیار ہیں۔ لیکن اس کا کیا جواب ہے کہ یورپ کے امپیریلسٹ کہیں گے کہ یہ وہی پین اسلامزم کا بھوت ہے جو تمام یورپ کو نگل جائے گا، اس کو ہرگز ہرگز زندہ نہ رہنے دیا جائے۔

امیر فیصل کے نائبین جنرل نوری سعید حداد پاشا سے ملاقات کی۔ انھوں نے یقین دلایا کہ شام و عراق و عرب کی پوری آزادی کے بغیر ہم دم نہیں لیں گے۔ اور ہرگز کسی قسم کی اجنبی حمایت یا حکم برداری، یا حفاظت منظور نہیں کریں گے۔ البتہ اتحادیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھنا ہماری منتہائے آرزو ہے۔

۲۰۔ اپریل تک یہاں ہمارا قیام رہے گا۔ محمد علی صاحب آج روم (اٹلی) جا رہے ہیں کہ وہاں کے اربابِ اثر سے ملیں۔ وہاں کی آب و ہوا بھی ہمارے موافق ہے۔ تم تک وہ واپس آجائیں گے تو پھر سب مل کر لندن لوٹ جائیں گے۔ کیونکہ ۲۲ کو لندن میں ہمارا ایک شاندار جلسہ ہوگا جس کا پریسیڈنٹ انگلش لیبر پارٹی کا لیڈر ہوگا۔

پیرس آج کل تمام دنیا کے وفود کا مرکز ہے۔ چینی وفد، آذربائجانی وفد، مصری وفد اور خدا جانے کون کون وفد اطراف عالم سے حقوق طلبی کے لئے یہاں جمع ہیں۔ خدا حافظ۔

۲۴ البرٹ ہال منشن، لندن ۷۔ اپریل ۱۹۲۰ء

عم محترم، السلام علیکم

معلوم نہیں کہ سفر گیا کا ارادہ پورا ہوا یا ناتمام رہا۔ اگر گئے ہوں تو دیکھی اور نہ گئے ہوں تو سُنی کیفیت بیان کیجئے۔ ہمارے ہاں کوئی اردو اخبار نہیں آتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ میں انگریزی بولنے میں ترقی کر رہا ہوں اور کوشش کر رہا ہوں کہ جلسوں میں دس پانچ منٹ کی بھی تقریر کر سکوں ۱۲ کو برٹش عثمانی مجلس کی طرف سے یہاں جلسہ ہونے والا ہے، میں اس میں بولنے کی تیاری آج ہی سے کر رہا ہوں۔

معاملہ کی حالت یہ ہے کہ اتحادی یہ چاہتے ہیں اور کر رہے ہیں اور غالباً اس خط کے پہنچنے تک واقعہ ہندوستان کے اخباروں کے ذریعہ سے آپ کے سامنے بھی رُونما ہو جائے گا کہ حسب دستور قسطنطنیہ میں خائن وزراء کا ایک مجمع کر کے من مانی صلح کے کاغذ پر دستخط کرالیں، اسی کے لئے سب کچھ ہو رہا تھا۔ ترکی پارلیمنٹ کے ان تمام ممبروں کو جو صحیح قومیت خواہی و ملت پرستی کا جذبہ رکھتے تھے، ایک ایک کر کے پابہ زنجیر مالٹا بھیج دیے اور آج معلوم ہوا کہ خائنوں کی وزارت قائم ہو چکی۔ چند روز میں دستخط کی خبر بھی پڑھ لیجئے گا، یہ ہے وہ عدل و انصاف جس کا پُرغرور نشہ انگلینڈ کی باجبروت شہنشاہی کو ہے۔ انگریز اس وقت نہیں سمجھتے ہیں۔ اور ہر پُرقوت قوم اپنے عہد ترقی میں نہیں سمجھتی ہے، لیکن یہ یقین کرنا چاہیئے کہ انگریز قوم لائڈ جارج کے ہاتھوں اپنی شہنشاہی کا مقبرہ آپ تیار کر رہی ہے یہ سچ ہے کہ آج نہ صرف ٹرکی بلکہ تمام دنیا اس کے ترحم کی طرف نگراں ہے لیکن "کل" کا معاملہ اس کے ہاتھ میں نہیں، پہلے مجھے مسلمانوں کی عالمگیر تباہی کا افسوس تھا لیکن اب میں مایوس و نا امید نہیں اور کہتا ہوں کہ جو دیوار بنو امیہ اور ان کے جانشینوں کے ہاتھوں سے کج ہو گئی تھی اور برابر کج ہوتی چلی گئی۔ اگر وہ گر جائے تو کچھ پرواہ نہیں۔ اب ہم نئے سرے سے نئی دیوار خلافتِ راشدہ کی بنیاد پر قائم کریں گے یہ ہو گا اور ہو کر رہے گا۔ لیکن اس کا یقین کیجئے کہ مسلمانانِ عالم کی تاریخ میں انگریز دل کا نام چنگیز و ہلاکو کی طرح ہمیشہ کے لئے بدنام ہو گیا اور جب تک دنیا قائم ہے اس بدنامی کا داغ کوئی مٹا نہیں سکتا، آرمینیا کے قتلِ عام کی داستان محض اس لئے گھڑی گئی ہے کہ ان کی بدنامی کا دھبہ کسی قدر پھیکا پڑ جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم سمجھتے تھے کہ انگریزوں کو اپنی شہنشاہی کا بڑا پاس و لحاظ ہوگا، مگر یہاں کی عمومی اور پبلک حالت یہ ہے کہ وہ عظیم الشان حکومت جس کے احاطہ میں کبھی آفتاب نہیں ڈوبتا، اس کی عظمت اس کی نگاہ میں ایک پرِ کاہ کی برابر بھی نہیں، ہندوستان رہے یا جائے ان کے پاپوش کو بھی اس کی غرض نہیں۔ صرف چند اربابِ سیاست اور علم برداران حکومت ہیں جو تمام کرۂ ارض کو اپنی انگلیوں پر نچا رہے ہیں، وہ غضب ناک ریزولیوشن اور تار جو ہندوستان سے آتے رہتے ہیں۔ ان کی انہیں خبر بھی نہیں، ایسی قوم اپنے اقتدار کو زیادہ دن تک قائم نہیں رکھ سکتی، تاریخ کی شہادت یہی ہے اور یہی شہادت اب بھی سچی ہوگی۔

الحمد للہ میں بخیریت ہوں، وفد اپنے کاروبار میں مشغول ہے۔ سید حسین صاحب میری تجویز سے کل پیرس گئے ہیں کہ وہاں کے ایڈیٹروں سے مل کر کوئی کامیابی کی راہ دریافت کریں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں کسی خانگی معاملہ کی فکر نہ کروں، بزرگ من! اگر اس کی فکر ہوتی تو سفر کی یہ زحمت کیوں گوارا کرتا؟

والسلام

۲۵ لندن، البرٹ ہال مینشن، ۷ اپریل ۱۹۲۰ء

برادر مکرم، السلام علیکم ۱۳۵

مجھے اپنی سستی بلکہ غلطی کا اقرار ہے کہ میں نے سیرۃ جلد دوم کا دیباچہ لکھ کر اب تک نہیں بھیجا، اور اب اس کو بھیج رہا ہوں۔ غالباً یہ دو صفحے میں آجائے گا مولوی عبد السلام صاحب اس پر ایک نظر ڈال لیں۔ فرمایئے، ندوہ میں کیا گذری، طلبائے قدیم کا مجمع کیسا تھا۔ اہلِ بہار نے دادِ سخاوت دی یا نہیں، آپ کی سیر و سیاحت کے حدود کہاں سے کہاں تک رہے۔ نواب عماد الملک کو یاد دہانی کا خط لکھیے۔ بجٹ ضرور بنوا کر بھیجیے، افسوس ہے کہ اردو اخبارات یہاں کوئی نہیں بھیجتا۔ بھائی شوکت اور ان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکرٹری نے وعدہ کیا تھا مگر آج تک ایفا نہ ہوا۔ اگر آپ سے یہ ثواب کا کام انجام پا سکے تو عنایت بے غایت۔

آج کل لندن تمام حق طلب قوموں کا آماجگاہ ہو رہا ہے۔ راہ میں پھتے کہ استھونیا اور جارجیا کے ممبروں سے ملاقات ہوئی تھی، آذربائیجان کی اسلامی ری پبلک بھی ان ہی حق طلب وفود میں شامل ہے۔

مصر کے وطن پرست ارکان بھی یورپ اور امریکہ کے درمیان دوڑ رہے ہیں یہاں آکر ایک چیز میں نے بالکل نئی سُنی، اور معلوم ہوا کہ پالٹیکس کی دنیا میں اس کا بڑا نظام ہے۔ اور وہ لفظ "پروپگنڈہ" ہے۔ یعنی تم اپنے مقصد کے لحاظ سے سچ یا جھوٹ جو بات تمام دنیا کو منوانا چاہتے ہو، اس کو اخبارات، اشتہارات، جلسوں اور ایجنٹوں کے ذریعہ سے اس قدر ہر جگہ پھیلادو کہ اس گنبد مینا کے نیچے ہر گوشہ اور ہر کونہ سے وہی ایک صدا سنائی دے اور چند روز بعد وہ تاریخی واقعہ بن جائے اور تمام مہذب قوموں کو اس کا یقین ہو جائے۔ خواص کو کتابوں میں اور عوام کو ناٹکوں اور تھیٹروں میں وہی تماشے دکھائے جائیں۔ معلوم ہوا کہ یورپ میں طلب حقوق کا یہی ذریعہ ہے، اور تمام قوموں نے باری باری اس کو آزمایا ہے، لیکن کس پر؟ غریب ترکوں پر، یونان نے یہی کیا، سرویا اور بلگیریا نے بھی یہی کیا۔ اب یہی نسخہ ارمنی آزما رہا ہے۔ جہاز پر قدم رکھنے کے ساتھ جس سے گفتگو پیش آئی ہے وہ ارمنی پروپگنڈے کا مسحور نظر آیا، کوئی امریکہ کا رسالہ پیش کرتا ہے، کوئی امریکہ کے مشن کی رپورٹ کا حوالہ دیتا ہے، اوکشن آف سول یعنی رُوح کا نیلام ایک ناٹک لکھا گیا ہے جو یہاں تمام تھیٹروں میں کھیلا جاتا ہے، اور جس میں ترکوں کے مظالم اور ارمنوں کی بےکسی کی خون آلود داستان ہے میں چند صفحوں سے زیادہ اس کتاب کو نہ پڑھ سکا۔ یہاں کے اخبارات میں ان کے اُجرتی مضامین اور اعلانات اس طرح شائع ہوتے ہیں کہ اب بہت کم اخبارات گذشتہ بیانات کی تردید

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے جگہ نکال سکتے ہیں، اخبارات میں مظلومی و داد خواہی کی ایک درخواست ارمنوں کی طرف سے شائع کی گئی، کہ اس کی خانہ پُری کر کے لوگ اپنے اپنے حلقہ کے ممبرانِ پارلیمنٹ کے پاس بھیجیں۔

ترکوں کے شدید دشمنوں میں ایک بزرگ لارڈ برالٹس، ہاؤس آف لارڈز کے ممبر ہیں میں ان کے دیدار سے مشرف ہوا، انھوں نے تقریباً تین چار سو صفحوں کی ایک کتاب مرتب کی ہے، اور جو گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔ اس میں مشنریوں کی اور بعض اخبارات اور بعض دیگر ذرائع کی ان شہادتوں کو جمع کیا ہے، جس کی بنا پر ترکوں کو ستم گری کا مورد بنایا گیا ہے۔ اور ارمنوں کی معصومی و بے چارگی و بے گناہی پایۂ ثبوت کو پہنچائی گئی ہے۔

یونانی انگلش انجمن قائم ہے، جس کی طرف سے رسائل اور مضامین کا انبار لگ رہا ہے۔ جس میں یہ نظام تیار کیا جا رہا ہے کہ یونان ڈیڑھ ہزار برس پہلے ایشائے کوچک اور دیگر مشرقی ممالک میں جس طرح حکمران تھا، اس کو پھر اسی طرح حکمران کر دیا جائے۔ سمرنا کا قبضہ اس سفر کی پہلی منزل ہے۔ خدا جانے ہندوستان کا کیا حال ہو، یہاں تو ایک مستقل نظامِ کار درپیش ہے۔

۲۶ ، لندن، ۲۳ اپریل ۱۹۲۰ء

برادرِ عزیز، سلامِ شوق!

عفو طلب ہوں کہ پچھلے ہفتہ میں کوئی خط نہیں لکھ سکا۔ سبب یہ کہ جس دن ڈاک جاتی ہے اسی کی شب کو پیرس سے واپس آنا ہوا۔ دوسرے دن راہ کی خستگی کام کی فرصت نہ دے سکی۔ اور دل کے ایک گوشہ میں چپکے سے یہ بھی ایک خیال تھا کہ دو ہفتے آپ ناغہ دے گئے، میرٹھ اور لکھنؤ[1] کے لطفِ سفر میں مصروف رہے اور واپسی

---

[1] خلافت کے جلسوں میں ۱۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دارالسلطنت ضرور نزولِ اجلال ہوا ہوگا۔ اس لئے میں ضعیف الطبع آدمی دو ہفتوں کا انتقام ایک ہفتہ سے لے سکا۔ بہرحال اب کچھ آپ بھی احوالِ وطن سنائیے کہ ہم غریب البلد تو آپ ہی جیسے اربابِ کرم کے کاغذ کے ٹکڑوں پر جیتے ہیں۔ اس ہفتہ میں نے متعدد اشخاص کو صرف ان کی دل چسپی کی باتیں لکھیں۔ آپ کو میں لطیفہ تحفہ نذر کرنا چاہتا ہوں، ایک لطیفہ سنئے یا نامۂ عبرت پڑھیئے کہ ہم مسلمان گو تمام دنیا میں پھیلے ہیں جب تک کھانے پینے کو تھا اور عیش و راحت کی زندگی تھی، مزہ سے خوابِ غفلت میں استراحت فرماتے رہے، لیکن جب اِدھر اُدھر سے طمانچے لگنے شروع ہوئے، مصائب و آلام کا ہجوم ہوا، تو چونکے، بیدار ہوئے، اِدھر اُدھر تاکا، اب ہر جماعت اپنی جگہ پر یہی سمجھی کہ خوب ہوا اور خدا کا شکر ہے کہ ہم اُٹھ بیٹھے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے دوسرے مسلمان جو دُور دُور ملکوں میں ہیں، اب تک محوِ خواب، ناآشنائے احساس، مبتلائے جہالت ہیں۔ دردِ دینی اور حوادثِ حاضرہ کے فہم و تدبّر سے عاری ہیں، اس لئے ہر سرزمین کے اسلامی ملک میں شادی و غم کی ایک عجیب متضاد کیفیت ہے۔ لیکن اب جیسے جیسے ایک دوسرے سے ملنے کا موقع ملتا جاتا ہے انھیں تعجب ہوتا ہے کہ ارے یہ تو ہماری ہی طرح بیدار ہیں، اُن کے دلوں میں تو وہی احساسات پیدا ہیں جن کو ہم محسوس کر رہے ہیں، حوادثِ زمانہ کے لطمے ان کو بھی مصائبِ حاضرہ سے آگاہ کر چکے ہیں، مراکش والوں کو برے سے یہی خبر نہ تھی کہ ہندوستان کی سرزمین میں بھی نورِ اسلام شعاع افگن ہے۔ وہاں بھی کچھ مسلمانوں کا وجود ہے۔ خود ہم کو چین کی اسلامی آبادی کا علم کب ہوا۔ اور اب بھی صحیح تعداد اور دیگر حالات معلوم نہیں، ملایا کے تین کروڑ اور نائیجریا کے ڈیڑھ کروڑ مسلمانوں سے اب بھی عام مسلمان آگاہ نہیں، فلپائن اور مدغاسکر میں اسلام کا نشان ہم نے نہیں ہمارے دشمنوں نے پایا۔

بہرحال لندن میں نہیں مگر فرانس جا کر آنکھیں کھل گئیں۔ حقیقت میں وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت اُمّ البلاد ہے، بھانت بھانت کے آدمی وہاں موجود ہیں اور آج کل کی سیاسی دُنیا نے پیرس میں ڈیلی گیٹوں اور وفدوں کا ہجوم لگا دیا ہے، پیرس کی لطف آمیز پالیسی ہر وفد اور ہر ڈیلی گیشن کو اپنی طرف مائل کر رہی ہے۔ انگلینڈ کی خشونت بہت کم لوگوں کو انگلش چینل کے عبور کرنے کی ہمت دلاتی ہے۔

مختلف ملکوں اور مختلف سلطنتوں کے مسلمانوں سے مل کر یہ بات اچھی طرح پورے یقین کے ساتھ ذہن نشین ہو گئی کہ مسلمانوں کو قعرِ ذلت سے نکلنے کے لیے ان حوادث اور مصائب کے پُرتنبیہہ وجود کی ضرورت تھی، اس لیے ان مسلمانوں کا احساس جو غیر حکومت میں رہتے ہیں بہت تیز ہے، کیونکہ ان کے مصائب شدید ہیں لیکن مسرت کی بات یہ ہے کہ اب ہر جگہ امید اور توقع کی روشنی نظر آتی ہے۔ مجھے اتنے ملکوں کے مسلمانوں سے ملنے کا موقع ملا۔ ٹرکی، شام، مصر، ٹیونس، روس، چین، ملایا ہر جگہ ترقی کے آثار، خیالات کی بلندی، احساسات کی بیداری، دست بُردِ زمانہ کا علم، جدید آلاتِ عمل، جدید علم و فن، جدید تدبیر و سیاست سے آگاہی، اسلامیت کا ورد، قومیت کا وجدان، اتحاد عام کی پُرزور خواہش، دوست و دشمن کی تمیز، دشمنوں سے کامل عداوت اور دوسرے ملکوں کے اسلامی بھائیوں کی تلاش و جستجو پیدا ہے

ایں بہ بیداری ست یا رب یا بہ خواب

مجھے یقین کامل ہو گیا کہ دنیا ابھی ایک بار اور پلٹا لے گی۔ آپ خوش ہوں، توقعات اور زیادہ پیدا کریں۔ موجودہ حوادث ایک بادل ہے، جس کے پیچھے خوشی و مسرت کی بجلیاں چمک رہی ہیں۔ نوجوان مسلمان ایک نوجوان اسلام پیدا کریں گے، پرانی دیواریں گر گئیں، گر جانے دیجئے۔ تیرہ برس کی پہلی مضبوط بنیادوں پر نئی دیواریں قائم ہو رہی ہیں۔ والسلام۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکتوب ۲۶ لندن، ۸ البرٹ ہال مینشن، ۲۸ اپریل ۱۹۲۰ء

عم م سلام نیاز و محبّت

عنایت نامہ مورخہ ۲۷ مارچ یہاں ۲۲ - اپریل کو پہنچا۔ یاد آوری کا شکریہ، آپ محمد علی صاحب کی تمام لندنی تقریروں کو پسند کرتے ہیں، یہ کیا بو العجبی ہے؟ اختلافِ مقاصد کے ساتھ یہ اتحادِ مذاق! مگر واقعہ یہ ہے کہ نہ صرف آپ بلکہ یہاں کے معتبر انگریز تک ان کا لوہا مانتے ہیں لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ خاکسار بھی اپنے درجہ میں پیچھا نہیں، سعید پاشا زاغلول مع وفد مصری، نوری سعید پاشا مع وفد شامی و حجازی اور دیگر اہلِ تونس میری عربی دانی کا بھی لوہا مان گئے (اما بنعمۃ ربک فحدث) میری عربی گفتگو پر ان کو تعجب ہوا اور فرمایا کہ تم ہم سے بھی اچھی عربی بولتے ہو۔ ولا فخر، لوگ کہتے تھے کہ عربی تقریر و تحریر پر تمہاری محنت ضائع ہوئی۔ لیکن بمبئی چھوڑنے کے بعد میں دیکھتا ہوں کہ انگریزی کے بعد اس نے بڑے وقتوں میں کام دیا۔ فرانس میں تین تاتاری قازانی مسلمانوں سے ملاقات ہوئی جو قازان کی اسلامی ری پبلک کے سفراء تھے، تینوں خاصی عربی بولتے تھے۔

۱۳ سے ۲۰ تک ہمارا وفد پیرس میں مصروف کار رہا۔ وہاں جو کچھ گذری اُس کے حوالۂ قلم کرنے کی اجازت نہیں تاہم اتنا سمجھ لیجئے کہ موجودہ حالت سے وہ مطمئن نہیں، اور وہ بھی اپنے کو اسی ستمگر کا مظلوم سمجھتے ہیں جس کے ہم گلہ مند ہیں۔

وہ "فلسفۂ امن" جس کی تبلیغ آپ ہندوستان میں کرنا چاہتے ہیں غریب ہندوستان کو چھوڑیئے انگلینڈ میں آکر اس کی تبلیغ کیجئے۔ اب تک میں نے انگلینڈ میں کسی شخص کی زبان سے "امن" کا نام نہیں سُنا۔ لیبر پارٹی ہے جس کی نسبت حسنِ ظن ہے کہ وہ آپ کی ہم خیال ہے۔ مسٹر لینسبری جو یہاں کی لیبر پارٹی کے ممبر اور ڈیلی ہیرلڈ کے ایڈیٹر ہیں وہ ۲۲ اپریل کے جلسۂ خلافت کے پریسیڈنٹ تھے۔ اپنی افتتاحی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریر میں بیشک انھوں نے بھی ظاہر کیا کہ وہ امن وسلامتی کے طالب ہیں، لیکن جیسا کہ ایک فرنچ مین موسیو کو کو نیو نے مجھ سے کہا کہ انگلینڈ کی لیبر پارٹی باوجود سوشلسٹ ہونے کے نیشنلزم کی اسپرٹ سے خالی نہیں اور اس کا تجربہ وفد خلافت اور لیبر پارٹی کے متعدد مکالموں میں نمایاں نظر آیا۔ ہندوستان اور مصر کا سوال ان کے لئے بھی اسی قدر تلخ ہے جس قدر انگریز ٹوریوں کے لئے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ "مستبد" (کنسرویٹو اور لبرل) ان کو غلامی "کا درجہ دیتے ہیں، اور یہ احرار (لیبر) "دوست" سمجھنا چاہتے ہیں مگر ان کو اپنے سے علیحدہ کرنے پر کوئی راضی نہیں۔ خلافت کے مذکورہ بالا جلسہ میں محمد علی صاحب نے ایک موقع پر اپنے لئے "فیلو سبجکٹ" (ہم رعایا) استعمال کیا۔ لینسبری نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ یہ کیا کہتے ہو "فیلو سیٹیزن" (ہم شہری کہو، کیونکہ سوشیالسٹ کسی قوم کو رعایا نہیں سمجھتے") محمد علی صاحب نے ہنس کر کہا اگر مسٹر لینسبری بھی پانچ برس قید ہو سکتے تو ایسی تعلیم نہ دیتے۔

بہرحال پیرس جاکر بے شک میں نے دیکھا کہ "امن طلب وامن خواہ" افراد کی ایک خاصی تعداد وہاں ہے۔ موسیو لانگے جو وہاں کی سوشیالسٹ پارٹی کے لیڈر اور سوشیالسٹ اخبار پاپولر کے ایڈیٹر ہیں۔ ایک محبت مجسم انسان ہیں، فرانس کے سوشیالسٹ انگلینڈ کے لیبرس کی طرح "تنگ خیال" نہیں، وہ نیشنل کے بجائے انٹرنیشنل ہیں میں فرانس میں ایک خاتون میڈموزل پوردو سے باتیں کر رہا تھا کہ میری زبان سے "لڑائی" کا لفظ نکلا، اس نے کہا لڑائی کا لفظ کیوں بولتے ہو۔ میں تو امن کی متلاشی ہوں۔ یورپ کے متعدد ملکوں میں سے انگلینڈ میں نہیں بلکہ فرانس میں میں نے ٹیگور اور اس کے فلسفۂ امن کی تھوڑی کی مدح سُنی۔ فرانس کے متعدد ڈیپوٹیوں سے ملاقات ہوئی۔ جن میں ایک ہندوستان کے ڈیپوٹی بھی تھے، سب کو امن کا طالب پایا۔ موسیو کیلارفیر سے ایک مشہور فرنچ اہل قلم سے ملاقات ہوئی۔ اس نے جس لطف ومحبت، تواضع اور انسانی ہمدردی سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتیں کیں اور اس کے لفظ لفظ اور ایک ایک ادا سے جس انسانیت اور عالمگیر اخوّت کا اظہار ہو رہا تھا قلم عاجز ہے کہ اس کی تصویر کشی کر سکے۔ اس نے کہا میں کیتھولک ہوں، میں سمجھ سکتا ہوں کہ مسئلہ خلافت تمہارے دل سے کس طرح لگا ہوگا۔ اس نے کہا اگر فرانس تمہارے خلاف انگلینڈ سے متحد ہے تو میں اکیلا فرانس سے لڑوں گا وہ گو فرنچ میں باتیں کر رہا تھا ڈاکٹر بہادر شاد ایک ترک انگریزی میں ان کی ترجمانی کر رہے تھے تاہم مرحوم غالبؔ کی طرح سے

واہ ری تقدیر کی لذت کہ جو اس نے کہا

میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

ترجمہ سے پہلے مطلب مفہوم ہو جاتا تھا، محمد علی صاحب جو باوجود ظاہری ڈیل ڈول کے ذرا موقع پا کے فوراً آنسو ٹپکا دیتے ہیں اس وقت بھی آمادہ بکا تھے۔ مگر خیریت گذری۔ ہم لوگ جب اس کے گھر سے نکلے تو گو حضرت آٹھویں منزل پر تھے، لیکن کھڑکی سے جھانک کر سڑک پر چلنے والے غریب الدیار ہندوستانیوں کو سلام کر رہے تھے۔

اور تو اور ترک جو ہمیشہ جفا گر اور ستم پیشہ سمجھے گئے، عجائبات فرانس میں سے یہ ہے کہ یہاں ایک ترک سوشیالسٹ سے بھی ملاقات ہوئی۔ بیچارے نہایت نیک اور غریب مزاج ہیں۔ ڈاکٹر توفیق بہزاد" نام ہے۔ ایک فرنچ اخبار میں اپنا ایک مضمون "اسلام اور سوشلزم" دکھایا۔

www.KitaboSunnat.com

موسیو لانگے سے میں نے کہا، آج نہیں بلکہ آج سے دس سال پہلے میں نے "اسلام اور سوشلزم" پر ایک مضمون لکھا ہے۔

۳ مئی کو کیمبرج کے مسلمان طلبہ نے دعوت دی ہے، اور اکثر مختلف البلاد مسلمانوں کو بلایا ہے، آج شب کو اڈنبرا جانا ہے۔ وہاں سے مانچسٹر۔ دونوں جگہ ہماری طرف سے جلسے۔ اس کے لئے جو اشتہار دیا ہے اس پر جامع دہلی کا نقشہ بنا ہے۔

۵ مئی کو پھر پیرس، ترکی ڈیلیگیٹوں سے پہلے پہنچنا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرسوں مسٹر مانٹیگو سے ۴ بجے شام کو انڈیا آفس میں ملاقات ہوئی۔ نہایت ہمدردی سے گفتگو کی۔ اور اپنی نسبت کہا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور رہوں گا۔ اور فرمایا وہ دن دور نہیں جب میری جگہ کوئی مسلمان سکریٹری آف اسٹیٹ ہو۔ زیادہ سے زیادہ ۶ برس کی دیر ہے۔ فرمایا کہ اگر ایرانی انگلش معاہدہ کے طریقہ پر عراق میں کارروائی ہو۔ تو پسند کرو گے؟ سید حسن صاحب نے کہا کہ ہم ہندوستانی تو سمجھتے ہیں کہ ایران ختم ہو چکا۔ وزیر ہند نے کہا کہ نہیں نہیں، یہ غلطی ہے۔ تم چند سال میں دیکھو گے کہ ایران اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گا۔ محمد علی صاحب نے برمحل کہا کہ کھڑا ہو گا مگر دوسروں کو ڈھکیل نہیں سکے گا۔ مجھے ایک مثال بھی دیجئے جہاں کوئی یورپین طاقت جا کر واپس آئی ہو، فرمایا مگر ہنس کر "پلسور، ہیلو گولینڈ" یعنے گویا یہ ظرافت تھی، ایک بات انھوں نے تسلیم کی کہ آج کل کسی ایسے مسلمان یا ہندو سے ملاقات نہیں ہوئی جو ہندوستان سے آیا ہو اور اس نے یہ نہیں بیان کیا ہو کہ مسئلہ خلافت پر تمام ہندو مسلمان متفق ہیں اور شدید جوش و خروش پیدا ہے۔

آخر میں میں نے عرض کیا کہ مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی کی نسبت کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، جو مالٹا میں بے قصور نظر بند ہیں۔ حالانکہ لفظ پالٹیکس کا ان کی ذات کی نسبت اطلاق ان کی تحقیر ہے۔" وہی جواب دیا جو صوبہ متحدہ کی کونسل میں مل چکا ہے کہ برٹش گورنمنٹ نے نہیں بلکہ عرب گورنمنٹ نے ان کو قید کیا ہے، میں نے عرض کیا کہ یہ عجب تماشا ہے، مستند عرب ارکانِ حکومت سے جب ہم لوگوں نے پوچھا تو انھوں نے اس سے انکار کیا۔ محمد علی صاحب نے خوب کہا کہ "اگر عرب گورنمنٹ ان کو پسند نہیں کرتی تھی تو ہندوستان کے سپرد کر دیتی، مالٹا تو اس کے حدود مقبوضات میں نہیں ہے" مسٹر مانٹیگو نے اپنی سکریٹری کی طرف اشارہ کیا کہ اس کی یادداشت لکھ لو، سوا گھنٹہ تک گفتگو رہی۔ محمد علی و سید حسین صاحب صفائی اور دلیری سے باتیں کرتے رہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.. یہاں لندن میں ایک بزرگ پروفیسر لیون ایم، اے ہیں۔ جن کی ایک علمی انجمن ہے۔ وہ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں مصطفےٰ اسلامی نام ہے۔ سلطان عبدالحمید کے مصاحبوں میں تھے۔ اُن کو اپنا دوست کہتے ہیں۔ آدمی صاحبِ لیاقت ہیں۔ اس انجمن کا نام اور اس کے مقاصد ان دو دعوتی رقعوں سے معلوم ہوں گے جو میرے نام آئے ہیں۔ مجھے بھی داخلہ کی دعوت دی، لیکن میں نے پسند نہ کیا۔

مَیں نے آپ کا خاصہ وقت لیا۔ رخصت ہوتا ہوں۔ ایک مختصر مضمون آپ کے معارف کے لئے پیش کش ہے۔ والسلام

۲۸ لندن، البرٹ ہال مینشن، ۲۸ اپریل ۱۹۲۰ء

ع،ح عم محترم، السلام علیکم،

اس ہفتے میں لکھنے کو تو بہت سی باتیں ہیں، یہاں کے دو جلسے، اخبارات کی چہ میگوئیاں، پیرس کی اُونچی اُونچی ملاقاتیں، ان کی ہمدردیاں، وہاں کامیاب جلسہ، مگر لبا افسانہا کہ در سخن نمی گنجد، سب سے آخری واقعہ پرسوں ۲۶ کی شام کو مسٹر مانٹیگو سے سوا گھنٹہ کی ملاقات ہے، جس کی تفصیل کو بھی سوا گھنٹہ ہی چاہیئے۔

شاید کسی پچھلے خط میں جنرل نوری سعید پاشا اور جنرل حداد پاشا اور حیدر رستم بے نائبین امیر فیصل کی ملاقات کا حال لکھ چکا ہوں۔ پیرس میں خدیو عباس حلمی پاشا کے بھائی پرنس محمد علی کی ملاقات نہایت دلچسپ رہی۔ خود انھوں نے بُلوایا، تیسرے دن ہمارے وفد نے بھی ان کو دن کے کھانے کی دعوت دی۔ مصری وفد نے ۱۶- اپریل کو پیرس میں ہمارے وفد کو ڈنر دیا۔ سعد پاشا زاغلول سے مل کر طبیعت بہت خوش ہوئی۔ زیادہ تر وہ مجھ ہی سے عربی میں باتیں کرتے رہے۔ خلافت اور جزیرۃ العرب کے مسئلہ میں وہ دل و جان سے شریک لیکن انھوں نے کھلے دل سے بار بار مصریوں کی طرف سے معذرت مانگی اور ایسے اسباب بتائے جن کی بنا پر مصالح اسلام اسی کے مستحق ہیں کہ وہ زبان سے خاموش رہیں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تونسی مسلمانوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ عبدالعزیز ثعالبی ان کے لیڈر ہیں۔ اور پاس شدہ لیڈر یعنی جلاوطنی اٹھا چکے ہیں، ملنے کے بعد میں نے پہچانا اور انھوں نے بھی پہچانا کہ ۱۹۱۲ء میں بلقان کے زمانہ میں ان سے کلکتہ میں ملاقات ہوئی تھی۔ تونس الحمدللہ کہ مصر کے قدم بقدم چل رہا ہے۔ وہاں کی عربی زبان اچھی ہے۔ جدید ترقی کے آثار نمایاں ہیں، وہاں کا جامع زیتون عربی کا سب سے بڑا مدرسہ ہے۔ ایک ہزار طالب علم اور ہم کے قریب مدرس ہیں، پیرس میں فرنچ تعلیم کے تونسی طالب العلم ملے۔ بعض قانون، بعض ڈاکٹری پڑھتے تھے۔ پیرس میں میں نے عربی میں تقریر کی، اس کا فرنچ ترجمہ ایک تونسی مسلمان ڈاکٹر قرطبی نے سنایا۔ ان کے اجداد قرطبہ کے رہنے والے تھے۔

وہاں تاتاری مسلمانوں سے مل کر ان کی جدید ترقی کے حالات معلوم ہوئے۔ دو چینی مسلمان طالب علموں سے ملاقات ہوئی۔ ایک ملائی طالب علم سے لندن میں ملا۔ پیرس کے قیام کا ایک مختصر روزنامچہ ذیل میں آپ کے لئے لکھتا ہوں:۔

۱۳ اپریل ۸ بجے صبح کو لندن سے روانہ ہوکر ۲ بجے شام کو پیرس آئے اسٹیشن پر ڈاکٹر نہاد رشاد سے ملاقات اور ہوٹل رجینیا میں قیام۔

۱۴ اپریل: میڈموزل پوردد (کارکن اسلامک بیورو پیرس) اور موسیو کوکونیر (زبردست محب ترک) اور موسیو لانگے (ایڈیٹر پاپولر ولیٹر فرنچ سوشیلسٹ پارٹی) کی ملاقات،

۱۵ اپریل: موسیو پانتے، ڈپوٹی پیرس، احمد رضا بے سابق پریسیڈنٹ ٹرکش پارلیمنٹ کی ملاقات، رات کو ہوٹل میں فرانسیسی ہمدردوں کا جلسہ مشاورت، ایک کیتھولک عیسائی کی ہمدردی، ایک چینی کی ہمدردی۔

۱۶ اپریل: موسیو میلے ایڈیٹر طان (مشہور روزانہ فرنچ اخبار) اور چیف آف دی کیبنٹ آف منسٹری کے نائب سے ملاقات، مصری وفد یعنی سعد پاشا زاغلول، محمد پاشا محمود

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور احمد باسل پاشا کے ساتھ ڈنر اور متعلقہ مسائل پر گفتگو۔

١٧۔اپریل: موسیو پیرتی دیارژتان ارکان وزارت خارجہ ایشیا، فرانس سے ملاقات و گفتگو، موسیو لانگے سے دوبارہ ملاقات۔

١٨۔اپریل:۔خدیو عباس حلمی پاشا سابق خدیو مصر کے بھائی پرنس محمد علی سے ملاقات، اور لنچ اور ہندوستان و مصر و خلافت کے مسائل پر گفتگو، روسی قازانی، اسلامی وفد سے ملاقات، جن کے ارکان کے نام صدری مقصوداف، محمود فواد توقعاروف، غیاص اسحاقوف ہیں۔ یہ روسیہ مسلمانی ادارۂ ملیہ کے ممبر ہیں۔ میرا تونسی مسلمانوں کے یہاں جانا۔

١٩۔اپریل:۔ موسیو بلیوژان ڈیپوٹی (ممبر) فرنچ انڈیا سے ملاقات، ان کے پاس سلطان مراکش کا عطیہ تمغہ دیکھا۔ اُن کی ماں ہندوستان ہی میں پیدا ہوئی تھیں، ان کا وعدۂ اعانت، نیز موسیو کیلار فیرے فرنچ اہلِ قلم سے ملاقات، ان کی ہمدردی کا لطف کبھی نہ بھولے گا، نیز ملاقات ڈاکٹر توفیق نوزاد ترک سوشیالسٹ

٢٠۔اپریل:۔ مجلس مدافعت مصالح فرانس وڑ کی طرف سے جلسۂ خلافت۔

٢١۔اپریل:۔ لندن کو واپسی۔

آج شب کو اڈنبرا، وہاں سے ٢١ کو منچسٹر، ٢ مئی کو کیمبرج، ۵ مئی کو پھر پیرس جانا ہے۔ ان تمام ملاقات میں ہمارے جلسے ہیں۔

اس بھاگ دوڑ میں ایک چھوٹا سا مضمون معارف کے لئے لکھ کر بھیج دیا ہے۔

اس وقت محمد علی صاحب ہمارے سامنے کرسی پر بیٹھے وفد اور مانٹیگو کے مکالمہ کی کاپی کی تصحیح کر رہے ہیں۔ آگے آتشدان روشن ہے۔

٢٩ لندن، ٦ مئی ١٩٢٠ء

مکتوب مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے نام

مخدوم معظم، ادام اللہ بقاءہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ، والا نامہ نے شرف صدور بخشا، گذشتہ ہفتہ کی ڈاک سے مولوی یونس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعہ سے کچھ پیام بھیجا تھا، امید ہے کہ پہنچا ہوگا۔

الحمد للہ کہ وفد شب و روز کام میں مشغول ہے۔ جس طریقہ سے اور جس تدبیر سے کامیابی کی راہ نظر آتی ہے اُدھر متوجہ ہو جاتا ہے۔ جب سے یہاں آنا ہوا، ایک دو بجے شب سے پہلے کبھی کوئی بستر پر نہیں گیا، اخبارات میں مضامین لکھنا، معترضین کے جوابات تحریر کرنا، لوگوں سے ملنا، شہروں کا دورہ کرنا، وزراء پر اثر ڈالنے کی تدبیریں اختیار کرنا، ترکوں کی نسبت بدگمانیاں دُور کرنا، ترک و عرب کو باہم ملانا، دوسرے اسلامی ملکوں کے مسلمانوں کے خیالات دریافت کرنا، یہی سب صورتیں وفد کے سامنے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کام انجام پایا اور پا رہا ہے۔

مسٹر مانٹیگو صحت پاکر جب سے آئے ہیں، دو دفعہ وہ مل چکے ہیں، ایک دفعہ ۲۶ اپریل کو پورے وفد سے انھوں نے ملاقات کی۔ اور دیر تک طرفین میں گفتگو کا سلسلہ جاری رہا، میں نے صرف مولانا محمود حسن کے معاملے کو پیش کیا۔ پوری گفتگو لکھ لی گئی ہے۔ مگر اشاعت کی اجازت انھوں نے نہیں دی۔ پھر چند روز بعد غالباً ۸ رمئی کو انھوں نے محمد علی صاحب کو تنہا بلایا اور بہت کچھ شیریں کلامی سے کام لیا، لیکن ہمارا شیرا پنی جگہ سے نہ ہٹا۔

انھوں نے پہلی ملاقات میں فرمایا کہ اگر عراق کا معاملہ ایران و انگلستان کے معاہدہ کی طرح طے ہو تو منظور ہے۔ سید حسین و محمد علی صاحب نے کہا کہ ایران کے معاہدے کے معنی ہم ایران کے خاتمے کے سمجھتے ہیں۔ ہم مسلمان مقامات مقدسہ میں کسی نوع اور کسی حیثیت کی حکم برداری یا حمایت یا حفاظت کسی صورت کو تسلیم نہیں کر سکتے ہیں۔

مظالم ارمینیا کی نسبت وفد نے جو طریقہ اختیار کیا ہے بعض اخبارات سے اور آپ نے مولوی ابوالکلام صاحب کے جس تار کی نقل بھیجی ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعض صاحبوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ سب سے پہلے ایک ضروری تمہید عرض کر لوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس طرح آج تمام عالم تیغ برطانیہ کے سایہ میں جی رہا ہے، اسی طرح تمام دنیا کے حواسِ خمسہ ان برقی عصبات اور رگوں سے اپنا علم و وجدان حاصل کرتے ہیں، جو ریوٹر کی تاروں کی صورت میں جسم زمین کی سطح پر پھیلے ہوئے ہیں۔ یہاں آکر تو سب سے پہلی بات مجھے یہ تسلیم کرنی پڑی کہ تقریباً سو برس سے دنیا کی تاریخ کا کوئی اعتبار نہیں، بڑے سے بڑے مضمون یا تقریر میں سے اس طرح چند باتیں اِدھر اُدھر کی حسب مدعا چھانٹ لی جاتی ہیں کہ قائل و متکلم کو اس سے ایک ذرّہ تعلق نہیں ہوتا۔

دوسرے دن وہی بات ریوٹر کے الہامی ذرائع سے تمام دنیا میں اس طرح پھیل جاتی ہے کہ آپ اس کی تردید سے قطعاً عاجز ہیں۔ کوئی کیا کر سکتا ہے اور کس طرح اپنا جواب تمام دُنیا کو سُنا سکتا ہے، محمد علی صاحب نے ووکنگ میں تقریر کی، تقریر یقیناً پُر جوش تھی۔ اس کا خلاصہ لندن کے اخبارات میں یہ چھپا۔

"محمد علی کی دھمکی انگلینڈ کو" محمد علی نے کہا ہے کہ اگر انگلینڈ اسلام کو کچلنا چاہتا ہے تو اسلام انگلینڈ کو کچل ڈالے گا۔ اگر انگلینڈ اب خلیفہ سے لڑا تو مسلمانانِ ہند خلیفہ کی فوج میں داخل ہوں گے۔" وغیر ذلک۔ انگلستان میں رہ کر انگلستان سے کام محض غیظ و غضب سے نہیں لیا جا سکتا۔ بلکہ دانشمندانہ طریق عمل سے لیا جا سکتا ہے۔ بغیر اس کے اپنے ضعف و کمزوری کا کوئی پہلو بھی دکھایا جائے۔ ہم نے اب تک پوری قوت اور ساتھ ہی پورے حزم و احتیاط کے ساتھ اپنے تمام مذہبی احکام یہاں کی حکومت اور جمہور کے سامنے پیش کر دیئے اور کر رہے ہیں۔ اور کسی حکم کے ظاہر کرنے میں کسی قسم کا خوف و پس و پیش نہیں کیا۔ جس احسن اسلوب سے جو بات یہاں کے حالات کے مناسب معلوم ہوئی کی گئی۔ ہمارے نمایندوں نے تحریر و تقریر کے ذریعہ سے اپنے مدعا کو جس زور و قوت سے بیان کیا، شاید اب تک کوئی مسئلہ ان کے سامنے ہندوستان کے تعلق سے بیان نہ کیا گیا ہو گا، وزراء، وفد کے اعتدال و میانہ روی کی اوپری زبان سے مدح کر کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہندوستان تک اس تعریف کو پہنچا کر ایک کھیل کھیلنا چاہتے ہیں کہ ہمارے پُر جوش مسلمان بدگمان ہوں۔ اس صحرا میں ایک ایک قدم پھونک کر رکھنا اور ایک ایک کانٹے کو دیکھ کر چلنا چاہیئے۔ غالباً آپ میرا مطلب سمجھے ہوں۔ خدا ان کی پالیسی سے دنیا کو محفوظ رکھے۔

وفد نے خلافت اور جزیرۃ العرب کے متعلق اسلام کے جو احکام تھے ان میں سے ہر ایک کو کہا اور بتایا، علمائے ہندوستان کے جو فتاویٰ اور دستخط آپ نے جمع کئے تھے اور ہیں نے اپنے ساتھ لے لئے تھے وہ بھی سامنے رکھ دیئے لیکن وزیر اعظم صاحب نے بجز کھڑے کھڑے شکریہ کے ان کی طرف توجہ بھی نہیں کی۔ ہاتھ بھی ان کے لینے کو نہیں بڑھایا۔

آرمینیا کی کیفیت یہ ہے کہ امریکہ اور انگلستان کے جو مشنری ایشیائے کوچک میں مقیم تھے ان کا ہاتھ اس کے اندر کام کر رہا ہے، انگلستان کے اربابِ سیاست نے ان مفروضہ مظالم کو اپنی سیاسی اغراض کے لئے مناسب سمجھا۔ اس لئے اخبارات رسائل، تصنیفات، مضامین اور تقریروں کے ذریعہ سے اس طرح ان مظالم کا شہرہ تمام کرۂ ہوا میں پھیلا دیا ہے کہ آپ نے ترکوں کے متعلق ایک حرف بھی زبان سے نکالا کہ جواب میں "آرمینیا" کا لفظ مخاطب کی زبان سے نکلا۔ ہماری طویل سے طویل بہتر سے بہتر اور مدلل سے مدلل تقریر و مضمون کا جواب "آرمینیا" کا مختصر لفظ سمجھا جاتا ہے۔ ہم نے بمبئی میں جوں ہی جہاز پر قدم رکھا اور انگریزوں اور امریکنوں سے گفتگو پیش آئی، آرمینیا کے مظالم کی داستان انہوں نے شروع کر دی، ہم ایسے ملک میں ہیں جہاں اخبارات وحیِ متلو کا درجہ رکھتے ہیں جس زمانے میں یہاں قسطنطنیہ کا مسئلہ پیش تھا روزانہ قتل عام کی خبریں کوچہ و بازار میں شائع ہوا کرتی تھیں۔ عین اس شب کو جب پارلیمنٹ میں قسطنطنیہ کی بحث جاری تھی اور ہم لوگ بھی اسی وقت وہاں پہنچے تھے، ایک ممبر صاحب نے دورانِ مباحثہ ہی میں جیب سے ایک تار نکال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر پڑھا کہ ترکوں نے کئی ہزار آرمینیوں کا قتل عام مرعش میں کیا۔ ارمنی جو یہاں مقیم ہیں ان میں ایک سے ایک مفتری ہے، مدت سے وہ انگلینڈ میں مقیم ہیں، آرمینیا کی صورت بھی نہیں دیکھی ہے مگر قتل عام کی چشم دید شہادت وہ اخبارات میں چھپواتے ہیں، جلسوں میں بیان کرتے ہیں۔ "آکشن آف سولس" (روحوں کا نیلام) ایک افسانہ امریکہ میں ارمنیوں نے لکھوا کر چھپوایا ہے، جس کے تمام مرقع (فلم مصنوعی طور سے کلو فورنیا میں لے لئے گئے ہیں۔ وہ آج کل امریکہ اور انگلستان کے تھیٹروں اور ناٹکوں میں کھیلا اور دکھایا جاتا ہے۔ جس میں ظالم ترک، خون خوار تلواروں سے بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو قتل کرتے نظر آتے ہیں۔ چند مہینوں میں اس کتاب کی ہزارہا کاپیاں فروخت ہوئی ہیں۔ جو نسخہ میرے پاس ہے وہ شاید چند مہینوں کے اندر چوتھا ایڈیشن ہے۔

ایک اور کتاب "سرگذشت نعیم بے" لکھی گئی ہے، جس میں ایک ترک عہدہ دار اپنی نیک نیتی سے ارمینیوں کی تائید کرتا ہے اور اصل فرامین کے نام سے ان کے فوٹو ترکی خط میں دیتا ہے۔ آرمینیا کے قتل عام کے بارے طلعت اور انور بے کے احکام شائع کرتا ہے، تصویریں دیتا ہے کہ کس طرح ترک آرمینیوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ واقعات گھڑتا ہے اور یہ کتاب بطور ایک سند کے پیش کی جاتی ہے کہ دیکھو اس میں طلعت اور انور بے کے اصلی فرمان موجود ہیں۔

ہمارے جلسوں میں آرمینی شریک ہوتے ہیں اور اپنے مفروضہ واقعات سُنا کر حاضرین کو برافروختہ کرتے ہیں۔ یہاں کے اخبارات ان کے ایک ایک حرف کو شائع کرتے ہیں۔ اور ہمارے جوابات پر ایک نظر بھی ڈالنا گناہ سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ اُجرت لے کر بھی ان کو ہمارا کوئی مضمون چھاپنا گوارا نہیں۔ یہ حالت ہے جس میں ہم لوگ مبتلا ہیں۔ خود گورنمنٹ نے ۵۰۰ صفحے کی ایک "کتابِ سیاہ" (بلیک بک)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرمینیوں کے قتل عام کی شہادتوں پر مشتمل اپنی طرف سے شائع کی ہے۔ وزیر اعظم سے جب ملاقات ہوئی تو انھوں نے بھی اسی قتل عام کے قصے کو شروع کیا۔ حالانکہ ان تمام ارباب سیاست کو اندرونی واقعات اچھی طرح معلوم ہیں کہ آرمینیوں نے دوران جنگ میں کیا کیا شرارتیں کی ہیں اور بغاوتوں اور لڑائیوں کے قتل کا نام، قتل عام کس طرح رکھا جاتا ہے۔ اس بنا پر بہترین طریقہ یہی سمجھا گیا کہ قتل عام کے پورے واقعات کی از آغاز تا انجام تحقیقات کی جائے۔ اتفاق سے خود ٹرکی نے عین اسی زمانے میں امریکہ سے خواہش ظاہر کی کہ وہ بے غرضانہ ان واقعات کی تحقیقات کرے اس سے ہم کو اور ہمت ہوئی ہم نے کہا کہ ایک بین الاقوامی کمیشن جس میں ہماری خلافت کانفرنس کے ممبر بھی شریک ہوں، مقرر کیا جائے جو نا طرفدارانہ ان کی تحقیقات کرے۔ وفد نے اس چیلنج کا اعلان کیا۔ اخبارات میں تار چھپوائے، وزیر اعظم کے پاس تار بھیجے، تقریروں میں مطالبہ کیا، جلسوں میں اس کو پیش کیا۔ ارمینیوں کے سامنے بھرے مجمعوں چیلنج دیا، لیکن ایک نے بھی قبول نہیں کیا۔ اس سے ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ یہ تمام داستان محض ساختہ و پرداختہ اور بے اصل ہے۔ اور یہاں کے بعض اخبارات پر اس لاجوابی سے اچھا اثر پڑا ہے اور انھوں نے اس منصفانہ مطالبہ کی تائید کی ہے۔

محمد علی صاحب کا بیان ہے ہندوستان میں وزیر اعظم کی ملاقات کی نسبت چھپا ہے۔ وہ سرتا پا محرّف ہے اور سن کر آپ حیرت کریں گے کہ کس طرح یہ بیان تیار کیا گیا۔ ہماری پوری تقریر میں سے جو کئی صفحات میں ہے، ایک فقرہ کہیں کا ایک فقرہ کہیں کا اپنے مطلب کا لے لیا ہے۔ اور خود اپنا جواب من وعن شائع کر دیا ہے۔ اس طرح تو کوئی قرآن کو بھی نعوذ باللہ طلسم ہوشربا بنانا چاہے تو بنا سکتا ہے۔ وزیر اعظم سے ہماری ملاقات ۱۹ مارچ کو ہوئی۔ طرفین کا حرف حرف مختصر نویسوں نے قلمبند کیا۔ ملاقات کے بعد سکریٹری سے اس بیان کے نقل کی درخواست کی گئی۔ فرمایا کل بھیجوں گا، کل بھی گذرا، پرسوں بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گذرا، جب زیادہ تقاضا کیا گیا تو فرمایا کہ ہم کو نقل ملے گی، جب ہندوستان میں بیان شائع ہو چکے گا۔ چنانچہ جب وہ اپنے مطلب کے مطابق ہندوستان بیان بھیج چکے تو اس کی کاپی عنایت کی، دوسرے دن ڈاک کے ذریعہ سے ہم نے پورا مفصل بیان شوکت علی صاحب کے نام بھیج دیا جو غالباً ہندوستان ۱۵ اپریل تک پہنچا ہوگا۔ پورے بیان کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ وفد کا کیا بیان تھا۔ اور کس طرح اس کو بگاڑا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہر ہفتے ہمارے یہاں سے جو کاغذات، واقعات کی روداد اور خط وکتابت کی نقل ہندوستان مولوی شوکت علی صاحب کے نام دفتر خلافت میں بھیجی جاتی ہے۔ وہ ترجمہ ہو کر اردو میں شائع نہیں ہوتی "مسلم آوٹ لک" میں ہر ہفتہ وفد کے تمام حالات، کاروائیاں، بیانات اور تقریریں شائع ہوتی ہیں، اگر اردو میں ان کے تراجم خاص طور سے شائع ہوں تو بہت مفید ہوگا۔

مولانا ابوالکلام صاحب کی اطلاع کے لئے اگر اس خط کی نقل ان کے پاس بھیج دی جائے تو عنایت ہوگی، یا مناسب سمجھئے تو اس کو اخبارات میں دے دیجئے۔

ہاں مسٹر مانٹیگو نے ۲۶ اپریل کی ملاقات میں تسلیم کیا کہ آج کل ہندوستان سے مسلمان یا ہندو جو ہندوستانی بھی آیا اور مجھ سے ملا اس نے متفقاً یہ بیان کیا کہ تحریک خلافت ہندوستان میں بہت پُر زور طریقے سے جاری ہے اور ہندو مسلمان متحد ہیں۔

ایک خاص بات خط میں لکھنا بھول گیا۔ اس لئے فوراً اس کا ضمیمہ لکھتا ہوں۔ اس کو بھی پہلے خط میں ملا لیجئے۔

وزیراعظم کی تقریر کے اختتام کے بعد محمد علی صاحب نے ان کا جواب دینا چاہا۔ لیکن انھوں نے جواب سننا نہ چاہا۔ اور فرمایا میں رات بھر نہیں بیٹھا رہ سکتا، محمد علی صاحب نے کہا کہ "افسوس ہے"، مگر انھوں نے پرواہ نہ کی۔ اور چل کھڑے ہوئے ناچار خاموش رہنا پڑا۔ آہ ری غلامی اور محکومی کی ذلت! لیکن اس کے بعد ہی مختلف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلسوں میں اور مضامین میں ان کی ایک ایک بات کا معقول جواب دیا گیا۔

آپ وفد کے سوال اور ان کے جواب کو پیش نظر رکھیے تو معلوم ہو گا کہ سوال از آسماں وجواب از ریسماں کی مثل ہے۔ ہمارے مطالبات و دلائل سُننے سے پہلے ان کا جواب پہلے سے تیار تھا وہ انھوں نے سُنا دیا۔ ہمارے مطالبات و دلائل میں سے ایک کو بھی تو انھوں نے نہیں چھوا۔ ریوٹر کے ذریعہ سے دُنیا کے گوشے گوشے میں وزیر اعظم کا جواب بتفصیل شائع کیا گیا۔ لیکن ہمارے مطالبات زبردستی اسی ناقص صورت میں یہاں بھی اور ہندوستان میں بھی چھاپے گئے ․․․․ اور جب تمام دُنیا میں اس کی تشہیر ہو چکی تو اس کی کاپی ہمارے ہاتھ میں دی گئی۔

اعوذ باللہ من القوی الجائرۃ۔

۳۳؎ لندن البرٹ ہال مینشن، ۶ رمئی سنہ ۱۹۲۰ء

برادر والا قدر! سلام محبت،

آپ کا خط مورخہ ۱۵ اپریل، ۲۹ اپریل کو ملا۔ دلچسپ حالات سے لبریز تھا۔ دارالمصنفین کی خصوصاً اور ہندوستان کی عموماً کیفیت معلوم ہوئی۔ آپ کی اس قلمی زحمت کشی کا شکریہ! اُردو اخبارات سے یہ تو معلوم ہوا کہ لکھنؤ کے کاتبوں نے ہڑتال کر دی ہے۔ اس کا اثر آپ کے پریس تک تو کہیں متعدی نہ ہو گا، نہیں معلوم منشی سید احمد صاحب نے سیرۃ عائشہ کی بقیہ کاپیاں بھی بھیجیں یا نہیں؟

ڈاکخانہ کا چک اور سیرۃ دوم کا دیباچہ بذریعہ رجسٹری بھیج چکا ہوں مولانا ابوالکلام سیرۃ کی جلد بندی کا وعدہ کرتے ہیں تو سبحان اللہ، لیکن پہلے ان سے تفسیر ابو مسلم کا تو تقاضا کیجیے، اس کی تاخیر تو اب حد انتظار سے باہر ہے۔

میرٹھ کانفرنس میں آپ کے احساسات نے حیات تازہ پائی۔ الحمد للہ آپ نے مولانا ابوالکلام کے ان مساعی جمیلہ کی تشریح کی ہے جو وہ ہندوستان میں کر رہے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اس کے جوڑ پر مجھے حق تھا کہ میں محمد علی صاحب کی اس سعیٔ مشکور کی تفصیل کرتا جو وہ اس ملک کر رہے ہیں لیکن اس لئے نہیں کرتا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ کو تو اِس پر ایمان بالغیب ہو گا ہی۔

وزیر اعظم کے مکالمے میں مفروضہ مظالم آرمینیا کے متعلق وفد نے جو کچھ کہا اول تو نہایت بے ربط، بے ترتیب اور مخصوص غلط اندازِ طریق سے اس کا خلاصہ ہندوستان بھیجا گیا، ثانیاً جو کچھ بر بنائے مصالح کہا گیا وہ الیا تیر تھا جو پورا نشانہ پر بیٹھا، چونکہ یہ واقعات محض مفروضہ اور بے لوث ہیں اس لئے بین الاقوامی تحقیقات کے نام سے وہ لرز گئے، اب وفد کی ملاقات و مکالمہ کی پوری کیفیت وہاں اخبارات میں چھپ گئی ہو گی۔ اس لئے اس کی تفصیل نہیں کرتا، تمام ملک انگلستان میں جس کے پاس جایئے جس سے ملئے، جس سے تذکرہ کیجئے، سب سے پہلے وہ آرمینیا کے قتلِ عام کھول کر بیٹھتا ہے۔ اور تمام مطالبات کو اس لئے نامنظور کرتا ہے کہ ترک ایسے ستمگر ہیں، اس کا جواب آپ بجز اس کے اور کیا دیں گے کہ یہ غلط ہے چل کر اس کی تحقیقات کر لو، اس پر کوئی راضی نہیں۔

اس ہفتہ وفد نے اڈنبرا، منچسٹر اور کیمرج میں دورہ کیا، ہر جگہ جلسہ کیا، لوگوں سے ملاقاتیں کیں، بجز لیبر پارٹی کے ممبروں کے نہ تو کوئی جلسہ میں آتا ہے نہ ہمدردی کرتا ہے۔ اخبارات کا یہ حال ہے کہ وہ ایک سال سے مظالم آرمینیا اور مطالبات یونان کے ترانے بلند کیا کرتے تھے۔ وہ اب اپنے گذشتہ اعلانات سے بغیر کسی بڑی طمع کے ہٹ نہیں سکتے۔ منچسٹر میں منچسٹر گارجین بڑا مشہور اخبار ہے وہ اس سے پہلے زہر اُگل چکا ہے۔ اب محمد علی صاحب اور میں اس کے دفتر میں پہنچے، گفتگو کی تو حضرت کو اس کی بھی فرصت نہیں کہ جلسہ میں شرکت کریں، لے دے کے بیچارہ مزدوری پیشہ غریب لوگ ہیں، وہ ساتھ دیتے ہیں، لیکن ان کا ساتھ دینا عملاً کچھ زیادہ فائدہ مند نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں بیٹھ کر یورپ کی جمہوریت اور آزادی و حرّیت کے بڑے قصے سنے جاتے ہیں، لیکن واقعہ یہ ہے کہ عملاً یہاں بھی اربابِ حکومت اسی درجہ مستبد ہیں جس درجہ مشرق میں۔ عوام کو صرف یہ اختیار ہے کہ ممبر منتخب کریں۔ ممبروں کو اختیار ہے کہ وزراء کو منتخب کریں۔ اس کے بعد نہ تو عملاً عوام کو ممبروں پر اور نہ ممبروں کو وزراء پر کوئی اختیار ہے۔ فرانس جو ری پبلک کہلاتا ہے وہاں کی حالت انگلینڈ سے بھی بدتر ہے۔ عوام کو حکومت کی پالیسی میں ایک ذرہ دخل نہیں، اب سمجھ میں آیا کہ یہاں سوشلزم کے برگ و بار پیدا کرنے کے کیا اسباب ہیں۔ یہاں کے امیر و غریب طبقہ میں معاشرۃً اس درجہ بُعد ہے، جس قدر خدا اور بندہ میں، ۲۲ ؍ اپریل کو لندن میں لیبر پارٹی کی طرف سے ہمارا جلسہ تھا۔ اس میں اتفاقاً لفظ "رعایا" اور "بادشاہ" پر ایک دلچسپ لطیفہ کسی مقرر نے کہا۔ ایک مزدور پیشہ نے کہا ہمارا بادشاہ کوئی نہیں، اگر ہے تو لینن (بولشزم کا لیڈر) ہے"۔ اڈنبرا میں ۲۹ ؍ اپریل کو ہمارا جلسہ تھا، تقریروں کے آخر میں یہاں دستور ہے کہ حاضرین رفع شکوک کے سوالات کرتے ہیں۔ ان سوالات میں سے بعض ہندوستان کے تعلق سے ہندوستان کے متعلق کئے گئے۔ ایک مزدور نے اٹھ کر کہا کہ "موجودہ برٹش گورنمنٹ ہندوستان کے ساتھ کیا بھلائی کر سکتی ہے جب کہ خود انگلینڈ میں مزدور طبقہ کے ساتھ وہ کچھ نہیں کرتی"۔

یکم مئی کو لندن میں مزدور پیشہ لوگوں کا ایک بہت بڑا جلوس نکلا۔ سب کے ہاتھوں میں سرخ پھول، گلے میں سرخ ٹائی، جیب میں سرخ رومال اور کئی سو جھنڈے تھے۔ ہائیڈ پارک جاکر جو یہاں کا سب سے بڑا باغ ہے جلوس ختم ہوا۔ بارہ پلیٹ فارم مقرروں کے لئے بنائے گئے تھے، میں خود تو شریک نہ تھا لیکن میرے ایک دوست کہتے تھے کہ ان میں کوئی حقیقی جوش نہ تھا اور بربنائے معلومات میری ذاتی رائے یہ ہے کہ انگریزوں میں نیشنل اسپرٹ اس قدر ہے کہ انٹرنیشنل احساس ان میں بہت مشکل سے پیدا ہو سکتا ہے۔ البتہ فرانس کی آب و ہوا میں اس کے قبول کی پوری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلاحیت موجود ہے۔

کل ۷ مئی کو پیرس کی طرف روانگی ہے۔

۲۱ لندن، البرٹ ہال مینشن، ۵ مئی ۱۹۲۰ء

ع، ت

مکرم تسلیم نیاز!

میں نے پچھلی ڈاک میں آپ کے نام انڈیا آفس لائبریری کی اردو کتابوں پر ایک مضمون لکھ کر بھیجا ہے۔ پہنچا ہوگا۔ اس میں قلمی کتابوں کا تذکرہ نہیں ہے کیونکہ اس کی کوئی فہرست مرتب نہیں تاہم میں نے پروفیسر اسٹوری (جو پہلے علیگڑھ میں تھے اب وہ یہاں اسسٹنٹ لائبریرین ہیں) سے کہہ دیا تھا کہ پروفیسر بلوم ہارٹ سے جو ان قلمی اردو کتابوں کے انچارج ہیں ملنا چاہتا ہوں۔ پروفیسر اسٹوری کا خط مانچسٹر میں ملا کہ وہ ۳ مئی کو ملیں گے۔ اتفاق سے واپسی جلدی ہوئی اور ۳ کو حسب وعدہ انڈیا آفس جاکر بلوم ہارٹ صاحب سے ملاقات ہوئی، دیکھ کر سخت تعجب ہوا، بہت بوڑھے آدمی، ۸۰ سے کم عمر نہ ہوگی۔ بالکل سن سفید اور پیری سے خمیدہ پشت ہیں، ۱۸۶۷ء میں ہندوستان گئے تھے۔ اردو عمدہ، فصیح اور مخارج کے ساتھ بولتے ہیں، برٹش میوزیم میں بھی اردو کا صیغہ ان ہی کے متعلق ہے، بہرحال انھوں نے انڈیا آفس کی اردو قلمی کتابوں کی فہرست کا مسودہ اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا مجھے دیا، یہ فہرست بھی بے ترتیب ہے۔ کوئی خاص ترتیب پیش نظر رکھ کر نہیں لکھی گئی تھی، اس سے کسی چیز کا نکالنا مشکل نظر آیا، بہرحال اتنا معلوم ہوا کہ اردو کی کل ۳۰۰ قلمی کتابیں یہاں ہیں، یہ زیادہ تر دلّی سے ہاتھ آئی ہیں، سعادت علی خاں رنگین کی دس بارہ تصنیفات ہیں۔ ہندی کی قلمی کتابیں ۱۰۰ ہیں، ہندی بھی پروفیسر بلوم ہارٹ ہی سے متعلق ہے۔ پروفیسر موصوف اردو کے بہت مداح ہیں، اردو کو ہندوستان میں ذریعۂ تعلیم بنانے کے مؤید ہیں۔ ہندی کے مقابلے میں اردو کو ہندوستان میں زیادہ پھیلنے والی قوت تسلیم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں، ملکی حقوق کے بھی حامی ہیں۔ ان کے مقابلے میں نوجوان اسٹوری بچے اینگلو انڈین ہیں۔

لیجئے ایک ہفتہ کے بعد مجھے اپنے گذشتہ خط کے ایک نظریہ میں تھوڑی ترمیم کرنی پڑی، اڈنبرا میں ہماری طرف سے ۲۹ اپریل کو جلسہ تھا، اس کا صدر وہیں کا ایک شخص تھا جو لیبر پارٹی کا وہاں ممبر ہے میکسٹن نام ہے۔ جلسہ میں ابھی لوگ نہیں آئے تھے۔ میں نے اس سے باتیں شروع کیں کہ آپ اسکاٹ لینڈ کے لئے ہوم رول کی تحریک کو کیسا سمجھتے ہیں۔ اس نے کہا میں تو انٹرنیشنلسٹ ہوں۔ میں اپنے نقطۂ نظر سے اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میں ہر اس واقعہ کا مخالف ہوں۔ جو قوموں کے درمیان اختلاف و ناگواری پیدا کرے۔" تقریر صدارت میں اس نے کہا کہ "میں نہ مسلمان ہوں نہ عیسائی، نہ میں میٹربلسٹ ہوں، میں اس دَورِ امن کا متمنی ہوں جس کا خواب ٹیگور ہم کو دکھاتا ہے۔"

محمد علی و سید حسین کی تقریروں کے بعد حاضرین نے مختلف سوالات شروع کئے۔ ایک آرمینی بھی تھا۔ اس نے علی الاعلان اٹھ کر کہا کہ مجھ سے آرمینیوں کے قتل عام کا واقعہ پوچھو، میں خود وہاں موجود تھا، حالانکہ وہ پانچ برس سے اڈنبرا سے باہر بھی نہیں نکلا ہے۔ یہیں کہیں پڑھتا ہے۔ اس سے آپ آرمینیوں کی دروغ بافی کا اندازہ کر سکتے ہیں، بہر حال چونکہ ہمارا تعلق ہندوستان سے ہے، اس مناسبت سے ہندوستان کے متعلق سوالات شروع ہو گئے۔ ایک صاحب نے پوچھا ہندوستان میں فی صدی کتنی تعلیم ہے؟ محمد علی نے جواب دیا شاید نو فی صدی۔ سائل نے کہا جس ملک میں ۹ فیصدی تعلیم ہو وہ ہوم رُول کا مستحق کب ہے؟ محمد علی صاحب نے نہایت ظریفانہ جواب دیا کہ "یہ عجیب منطق ہے۔ جب ہم ہندوستانی تعلیم مانگتے ہیں (گوکھلے کے جبری تعلیمی بل کی طرف اشارہ کیا) تو کہا جاتا ہے یہ منظور نہیں۔ جب ہوم رول مانگتے ہیں تو کہا جاتا ہے تم میں تعلیم نہیں۔" اس پر بے ساختہ مجلس میں قہقہہ ہوا۔ ایک ورکر (مزدور پیشہ) نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُٹھ کر کہا "برٹش حکام ہندوستان کے ساتھ کیا بھلائی کر سکتے ہیں جب کہ خود انگلینڈ کے مزدور پیشہ جماعت کے ساتھ وہ نہیں کر سکتے "۔

اڈنبرا یونیورسٹی دیکھی، شہر اڈنبرا نہایت خوبصورت ہے۔ مجھے پسند آیا، یہاں کے مسلمان طلبہ نے جس میں ہندوستان اور مصر کے مسلمان طلبہ شریک تھے اپنی اسلامک سوسائٹی کی طرف سے ایک ہوٹل میں جلسہ دعوت دیا، اس میں ۲۰، ۲۵ مصری تھے۔ محمد علی و سید حسین نے انگریزی میں اور میں نے مصریوں کے اصرار سے عربی میں تقریر کی۔ انھوں نے بھی عربی ہی میں جواب دیا۔ اور مسئلہ خلافت و جزیرۃ العرب کی بالکلیہ تائید کی، شام کو انڈین سوسائٹی کی طرف سے جلسہ ہوا اس میں محمد علی و سید حسین صاحب نے تقریریں کیں؛

اڈنبرا سے ۲۰ کو مانچسٹر گئے، وہاں بھی شام کو جلسہ تھا، یہ مقام تجارتی منڈی ہے۔ اور اس لئے یہاں یونانی و ارمنی لوگوں کی خاصی تعداد ہے۔ مارنیمن صاحب صدر تھے۔ مسز نائیڈو بھی آگئی تھیں۔ سب نے تقریریں کیں۔ مجھے بھی حاضرین کے اصرار سے زبردستی بولنا پڑا۔ تقریروں ہی کے اندر آرمینیوں نے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اور اس کے بعد آخر جلسہ میں جب سوالات پوچھنے کی نوبت آئی تو اس بدتمیزی اور جہالت اور اظہارِ غیظ و غضب سے کام لیا کہ حاضرین پر ان کا بہت بُرا اثر پڑا۔ لوگ ان کے نکالنے کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ بمشکل روکا گیا۔ ہم لوگوں نے یہاں ایک عجیب ہتھیار ان کے لئے ایجاد کیا ہے۔ یعنی قتل عام کی ان ساری داستانوں کی جو ترکوں کی طرف منسوب کی جاتی ہیں تحقیقات کے لئے ایک بین الاقوامی کمیشن کا تقرر جس میں خلافت کانفرنس کے نمائندے شریک ہوں ۔ چونکہ ان داستانوں کے اکثر ابواب ساختہ و پرداختہ ہیں۔ اس لئے اس اعلان کو قبول کرنے کے لئے ان میں سے کوئی آمادہ نہیں یہاں کے تمام اخبارات بلکہ خود لائڈ جارج اور اڈنبرا اور مانچسٹر میں دیکھا کہ خود ارمنی بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ہتھیار کے سامنے سپر ڈال دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کہاں تک ان واقعات کی اصلیت ہے؟

کیمبرج دیکھا، آپ کے معارف کے صفحات میں بھی اور انگلینڈ کی سرزمین پر بھی، پروفیسر براؤن سے ملاقات ہوئی۔ بڑی مہربانی سے ملے، برابر مجھ سے از راہِ تلطف باتیں کرتے رہے۔ فارسی زبان میں گفتگو رہی۔ ان کو ایران سے بے حد محبت ہے۔ تاریخ جہاں کشا کی دو جلدیں مجھے ہدیہ دیں اور یادگاری دستخط بھی اس پر ثبت کئے۔ ترکوں کی نسبت ان کا خیال تھا کہ یورپ کے اہلِ سیاست نے نوجوان ترکوں کو کام کرنے کا موقع نہیں دیا۔ تونس اور الجیریا کے مسلمانوں کی نسبت کہتے تھے کہ فرانس ان کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتا۔ ایک فارسی کا اخبار ہدیتہً دیا۔ اس کا نام "کاوہ" ہے۔ درفشِ کاویانی تو آپ کو یاد ہی ہوگا، اس سے وہ لیا گیا ہے۔ یہ اس شخص کا نام تھا جس نے ضحاک کی ظالمانہ سلطنت کا ایران میں خاتمہ کر دیا تھا۔ یہ اخبار برلن سے نکلتا ہے۔ سید حسن تقی زادہ ایک ایرانی اس کا ایڈیٹر ہے۔ زمانۂ جنگ میں یہ سیاسی تھا، اب علمی و ادبی و اجتماعی ہو گیا ہے، تاہم سیاست کی چاشنی رکھتا ہے، اس کی سیاسی رائیں مجھے پسند نہ آئیں۔ تمدن یورپ کی نسبت اس کی رائے بالکل وہی ہے جو آج سے ۵ برس پہلے ہندوستان کی تھی کہ صرف اس تمدن کو اختیار کر لینا ہی ہماری تمام بیماریوں کا علاج ہے۔ چنانچہ ایک مضمون میں ارشاد ہے۔ "فرنگی مآب شوید و بس"

پرسوں ہمارا قافلہ پھر رود بارِ انگلستان کو عبور کر کے پیرس جائے گا، ترکی ڈیلی گیٹ آج کل میں پہنچنے والے ہیں۔ مسٹر مانٹیگو نے ۲۶ اپریل کو وفد سے ملاقات کی تھی، کل پھر خاص محمد علی صاحب کو بلا کر دیر تک باتیں کیں، جن کی تفصیل کی اجازت نہیں، میری ذاتی رائے تو مانٹیگو صاحب کی نسبت یہ ہوتی ہے کہ "وہ باتیں میٹھی کرتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور بس"

اگلے ہفتے میں معارف کے لئے ایک اور چھوٹا سا مضمون بھیجوں گا۔

۳۲ لندن ۶ مئی سنہ ۱۹۲۰ء

ع ح عم محترم، السلام علیکم،

پلاؤ مبارک! یہاں تو اُبلا کچّا آلو اور مچھلی بس یہی دو چیزیں مدار زندگی ہیں، آپ کا سفر صرف بانکی پور تک محدود رہا۔ بکسر اور اعظم گڈھ آخر محروم ہی رہا۔ بھائی داؤد صاحب کا "مرض مبارک"[1] تو اب سالانہ عرس ہو گیا۔

میری زاہدانہ اور نیک سرشت زندگی کی سند آپ کو ہمدم میں ملی ہو گی، خدا ہمارے دوست احسان قدوائی[2] کا بھلا کرے کہ انھوں نے میری نسبت چند فقرے لکھ کر کم از کم آپ کو تو مطمئن کر دیا ہو گا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں کی بداخلاقی سے متاثر نہ ہونا اولیائے کرام کا کام ہے۔ اور مجھے فخر ہے کہ میں اس حیثیت سے اس طائفۂ عالیہ میں داخل ہوں۔

لائڈ جارج کا جواب اور قسطنطنیہ کی حکومت کا طرزِ عمل دیکھ کر مایوسی کیوں ہوئی؟ اس سے تو اور زیادہ جوش پیدا ہونا چاہیئے تھا۔ قسطنطنیہ کی حکومت ٹرکی نہیں ہے۔ ٹرکی آج کل اناطولیا میں ہے۔ سلطان کی حیثیت اسیر باسفورس سے زیادہ نہیں، اب مایوسی کی بجائے تازہ جوش و غیرت سے ہم کو اپنا کام انجام دینا چاہیئے، اگر یہ مصالحانہ جنگ ہار بھی گئے تب بھی مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ ہم کو

---

[1] یعنی سالانہ خارشت۔

[2] احسان الرحمٰن صاحب قدوائی بیرسٹر لکھنؤ، جو لندن میں تھے واپس جا کر "ہمدم" میں وفد کے ممبروں کی نسبت ایک دلچسپ مضمون لکھا تھا ۱۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دُنیائے اسلام میں زیرِ خاکستر آتش جوّالہ نظر آتی ہے۔ عرب اور ایران کے سوا ہر جگہ بیداری اور موجودہ سیاسی شطرنج کی چالوں سے پوری آگاہی ہے۔ تونس کے مسلمان اخباروں نے فرانس کے سوشیالسٹ تحریک میں اپنی شرکت کا علانیہ اعلان کر دیا، مصر اپنی آزادی کا دلیری سے مطالبہ کر رہا ہے، ہندوستان امیدوں کا مرکز ہے۔

برلن سے ایک فارسی اخبار کاوہ نکلتا ہے۔ اس کی ایک کاپی پروفیسر براؤن نے کیمبرج میں مجھے دی، پڑھ کر افسوس ہوا کہ ایران ابھی اس منزل میں ہے جہاں ہندوستان ۵۰ برس پہلے تھا۔ یورپ کے تمدن سے اس درجہ مرعوب و متاثر ہے کہ بیچارے سید احمد خان کی اس کے آگے ہستی نہیں۔ ایران کی آزادی کی تدبیر اس کے نزدیک صرف یہ ہے کہ "زبان کے علاوہ ہر چیز میں ہم کو یورپین ہو جانا چاہیئے"۔ اس کے خاص الفاظ یہ ہیں "ایران باید ظاہراً و باطناً و جسماً و روحاً فرنگی مآب شود و بس"۔

سرسیّد نے کہا تھا کہ "ہم کو مذہب کے سوا ہر چیز میں یورپین ہو جانا چاہیئے" معلوم ہوا "مرغِ نو گرفتار" کی صدا ہمیشہ ایک ہی طرح کی ہوتی ہے۔

اڈنبرا میں ایک اسلامک سوسائٹی ہے جس میں ہر ملک کے مسلمان طلبہ جو وہاں پڑھتے ہیں شریک ہیں۔ ان کی طرف سے ۲۹ اپریل کو جلسہ دعوت تھا، ۲۵ - ۳۰ مصری طالب علم بھی تھے۔ محمد علی و سید حسین نے تو انگریزی میں لیکن میں نے ان مصریوں کے اصرار سے عربی میں تقریر کی۔

ایک بات پیرس میں وفدِ مصری سے پوچھنی رہ گئی تھی کہ اگر انگلینڈ نے ان کی آزادی کو تسلیم نہ کیا تو وہ کیا طریقہ اختیار کریں گے۔ میں نے ان طالب علموں سے یہ سوال پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم مقاطعہ (بائیکاٹ) کریں گے۔ یہ سن کر مجھے خوشی ہوئی کہ یہ وہی ہتھیار ہے جس کو ہندوستان کے غریب مسلمان اُٹھانے کی دھمکی دے رہے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے میری انگریزی ترقی کی نسبت سوال کیا ہے، باتیں تو کر لیتا ہوں۔ لیکن ابھی مسلسل تقریر نہیں کر سکتا۔ راستے میں نگہبانوں سے ہمارے خط محفوظ نہیں، بدگمانی کی انتہا ہے۔ کل پیرس کا عزم ہے۔

۳۳ پیرس، ۱۲ مئی ۱۹۲۰ء

مئی ۲۰ء

برادر عزیز، سلام محبت!

آپ کا خط پڑھ کر تعجب ہوا۔ آج کل ہندوستان سے یہاں اور یہاں سے ہندوستان کم از کم ۱۵ دن میں ورنہ ایک ماہ میں خط پہنچتا ہے۔ اس لئے کسی خط کا جواب دو ماہ میں ملنے کی توقع رکھنی چاہیئے۔ آپ کے خطوط وکتب مرسلہ کی تاریخ وار فہرست پڑھی ۱۴ رفروری سے ۸ راپریل تک آپ نے جو کچھ بھیجا ہے ان سب کی رسیدہ قبول فرمایئے، کوئی چیز ضائع نہیں کی۔

ٹرکی کے ارکانِ وفد ۵ مئی کو یہاں پہنچ گئے۔ ہم لوگ ۸ مئی کو پہنچے۔ کل ۱۱ مئی کو صلحنامہ ترکوں کے حوالہ کیا گیا۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ جو لوگ ٹرکی سے ارکان وفد بن کر آئے ہیں وہ اس طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جو اتحادیوں کے ہم آہنگ ہے۔ کل پیرس کے ایک اخبار جرنال نے خوب لکھا ہے کہ "یہ ٹرکی کے نمایندے نہیں، بلکہ ٹرکی ٹوپیوں کے لباس میں انگریز چھپ کر آئے ہیں"۔ ترکی ارکان وفد سے ہم لوگ جو برٹش رعایا ہیں، سب جانتے ہیں کہ نہیں مل سکتے لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دینی اخوت، اتحادِ حسیات ملی اور معرفت قلبی مرحمت فرمائی ہے۔ وہ ہر مشکل وقت میں ہماری معین و مددگار ہے۔[۱] یہی ہماری بے تار کی تار برقی پیام رساں ہے، جس سے چشم زدن میں ایک کی بات دوسرا سمجھ سکتا ہے۔ ہفتوں اور مہینوں میں جن تجاویز کا انبار یورپ کے ارباب

---

[۱] بڑی مشکلوں سے رات کی تاریکی میں ایک ہوٹل میں ملاقات ٹھہری تھی ۱۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاست لگا سکتے ہیں، ایک مسلمان کی تیز زبانی اس کو لمحوں میں جلا کر خاک کر سکتی ہے۔ ہندوستان کی موجودہ حالت سے کون ناواقف ہے۔ آپ مسرور ہوں کہ توفیقؔ[1] محمدیوںؔ[2] کے ساتھ ہم نوا ہے اور وہ ہم سے جدا نہیں، اللہ کی مہربانی درکار ہے۔

اس عہد نامہ کی مفصل کاپی ہمارے ہاتھ میں ہے کہ اگر یہ اسی صورت میں تسلیم کر لیا گیا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اسلام کی دنیا کا خاتمہ ہو گیا، مصر، سوڈان ٹیونس مراکو، طرابلس، تھریس، سمرنا، ارضِ روم، شام، عراق، کردستان اور حجاز پر دشمنوں کا قبضہ، تمام مسلمانانِ دنیا نے قبول کر لیا۔ اور مابقی ٹرکی کی حالت مصر یا حیدر آباد کی سی ہو جائے گی، مقاماتِ مقدسہ برٹش اقتدار میں آ جائیں گے۔ کیا اس ننگ کو پیروانِ محمدؐ ماننے کو تیار ہیں؟ سیاست کے پردہ میں مذہبی تعصب کا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ گو دونوں مل کر ہمارا خاتمہ چاہتے ہیں۔ اور یروشلم پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں، لیکن خود دونوں متحد نہیں، انگلش پروٹسٹنٹ اور فرنچ اور اٹالین کیتھولک میں سطح کے نیچے اختلاف کی صفیں قائم ہیں، کیتھولک ہمارے ساتھ ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کو یقین ہے پروٹسٹنٹ علم کے زیرِ سایہ کیتھولک زندہ نہیں رہ سکتے۔

~~۳۷~~ پیرس ۱۲ مئی سنہ ۱۹۲۰ء

عمِ محترم، السلام علیکم

آپ کو میرے خطوط ہفتہ وار مل رہے ہوں گے، اس لئے پچھلے خط میں جو ذرا شکایت کی تلخی ہے وہ دور ہو گئی ہو گی، میں بحمد اللہ بخیریت ہوں۔

---

[1] اس سے مُراد توفیق پاشا ہیں جو اس وقت ترکی ارکان صلح کے صدر ہو کر آئے تھے ۱۲۔

[2] محمدیوں سے مقصود محمد علی اور ان کے ساتھی ہیں ۱۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کل ۱۲ مئی کو وہ یوم موعود تھا، جب ترکوں کو صلح نامہ حوالہ کیا گیا۔ دفعاتِ صلح کی تفصیل مولانا عبدالباری صاحب کو لکھ کر بھیجی ہے۔ اخبارات سے بہت کم دفعات کی اصلی شکل نظر آسکتی ہے۔ حاصل یہ کہ کل سے ٹرکی کا نام صفحۂ عالم سے مٹ گیا، خلافت کا چراغ گُل ہوگیا۔ اور مقاماتِ مقدسہ یونین جیک کے زیرِ سایہ آگئے۔ آہ، ثم آہ!

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ساری تجویز لائڈ جارج کے پُر فریب دماغ اور فرانس و اٹلی کی مجبورانہ خاموشی کا نتیجہ ہے۔ انگریزی اخبارات تمام تر اس عہد نامۂ صلح کو انصاف وعدل بتا رہے ہیں، لیکن فرانس کے شریف اخبارات اور نیک دل اہل قلم اس کو فرانس کا نامۂ سیاہ اور انگلش پالیسی کا ظلم مجسم علانیہ لکھ رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں ایک فرنچ اخبار نے لکھا کہ "فرانس کی سرزمین میں صلح کی اس مجلس کا انعقاد اس کی روسیاہی کا باعث ہے"

ہم کو یقین ہے کہ اہلِ عزت ترک اس ننگ کو کبھی گوارا نہ کریں گے۔ اور نہ اس وسیع دنیا میں کوئی مسلمان ہستی ہے جو اس کو قبول کرنے کو آمادہ ہو۔ لائڈ جارج کی اس پالیسی نے برٹش شہنشاہی کی عمارت میں خود رخنہ پیدا کر دیا اور تاریخ بتاتی ہے اور قرائنِ حال نظر آتے ہیں کہ اس عہدِ ستم کا عنقریب خاتمہ ہو جائے گا۔ اسلام کی زندگی کا اب نیا دور شروع ہوگا۔ اور اس کے لئے آبِ حیات خود دشمن اپنی کوششوں سے مہیا کر رہے ہیں، محمد علی نے شاید اسی موقع کے لئے یہ شعر کہا تھا ؎

قتلِ حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

بلاخوف وخطر اب نئے راستے پر نئے رہنماؤں کے زیرِ رہبری اسلام کا قافلہ راہ پیما ہوگا۔ غم و افسوس کو دلوں سے دُور کیجئے اور زندگی کا ایک نیا پیمان باندھیئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامات و آثار اگر موسم کا پتہ دے سکتے ہیں تو یقین کیجئے کہ فتح و نصرت کا موسم عنقریب شروع ہو گا، ناامیدی امید کا دیباچہ اور خاتمہ نئے آغاز کا مطلع ہے۔ تمام اخبارات متفقاً لکھتے ہیں کہ "جن ترکوں کے سامنے یہ عہد نامہ پیش کیا گیا ہے وہ قبول و انکار کی صلاحیت نہیں رکھتے"

۳۵ پیرس ۱۳ مئی سنہ ۱۹۲۰ء

مولانا ادام اللہ مجدکم ع ب

السلام علیکم! آخر وہ یوم موعود آپہنچا جس کا انتظار تھا، کل ۱۲ مئی کو ۴ بجے صلح کا عہد نامہ ترک ارکانِ وفد کے حوالہ کر دیا گیا۔ ایک مہینے کی مہلت جواب کے لئے دی گئی ہے۔ عہد نامہ کا نسخہ فل اسکیپ سائز کے ۲۵ یا ۳۰ صفحوں پر مشتمل ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱۔ تھریس مع گیلی پولی یعنی کل یورپین ٹرکی یونان کے حوالہ کیا جائے۔

۲۔ سمرنا یونان کو دیا جائے۔

۳۔ آرمینیا اور کردستان کی آزادی۔

۴۔ قسطنطنیہ ترکوں کے زیرِ حکومت، لیکن درِ دانیال اتحادیوں کے زیر قبضہ ہو گا۔

۵۔ عراق اور شام اتحادیوں کے زیر حکمبرداری۔

۶۔ حجاز شریف حسین کے ماتحت خود مختار اور حاجیوں کو آمد و رفت کی عام اجازت۔

۷۔ مقاماتِ مقدسہ زیر حفاظت

۸۔ مصر، سوڈان اور قبرص پر انگریزوں کی، مراکش اور ٹیونس پر فرانسیسیوں کی اور طرابلس پر اٹلی کی حمایت ٹرکی تسلیم کرتی ہے اور ان ممالک کے متعلق اپنے سابق معاہدوں کو منسوخ کرتی ہے۔

۹۔ روسی بولشویک گورنمنٹ اور جرمنوں کے ساتھ جو اس کے معاہدے ہیں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کالعدم ہیں۔

۱۰- ٹرکی کوئی فوج نہیں رکھ سکتا، مسلح پولیس مع فوج امن کی تعداد ۵۰ ہزار ہوگی، جو اتحادیوں کے زیر نگرانی رہے گی۔

۱۱- کوئی جنگی اور ہوائی جہاز اس کے قبضہ میں نہیں رہے گا۔

۱۲- فوجی اسکول اور کالج بند کر دیئے جائیں، صرف ایک اسکول ہوگا جس میں نان کمیشنڈ افسر تعلیم پائیں گے۔

۱۳- بے تار کی تار برقی اس کے ملک میں نہیں رہے گی، اس کے تمام موجودہ اسٹیشن توڑ دیئے جائیں گے۔

۱۴- اتحادیوں کے لئے ٹرکی اپنے خرچ سے ہوا بازوں کے لئے اسٹیشن بنائے گا۔

۱۵- بغداد ریلوے جو ٹرکی مقبوضات سے گذرے گا وہ اتحادیوں کی زیر نگرانی رہے گا اور جو اسٹیشن اس کے ملک میں بنیں گے وہ اتحادیوں کے زیر حکومت ہوں گے۔ اور اس ریلوے کے لئے مزدور ٹرکی مہیا کرے گا۔

۱۶- ٹرکی کے تمام مالی واقتصادی صیغے اتحادیوں کے ہاتھ میں ہوں گے۔

۱۷- اتحادیوں کے ڈاک خانے اور تار گھر ٹرکی میں خود ان کے الگ ہوں گے۔

۱۸- چھوٹی تعداد کی قومیں مجلس اقوام متحدہ کی زیر نگرانی اور کیتھولک سب کی زیر نگرانی رہیں گے۔

۱۹- حجاز میں تمام قوموں کو تجارت کی عام آزادی ہوگی۔

۲۰- ٹرکی بندرگاہوں میں محصول نہ لے سکے۔

ان شرائط کے معنی ٹرکی کی پابہ زنجیر زندگی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ مقامات مقدسہ برٹش حکومت کے زیر سایہ ہوں گے۔ اس ننگ کو کون مسلمان گوارا کرے گا، اب تک انگریزوں کی آنکھیں نہیں کھلی ہیں اور واقعات پس پردہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے قصداً تغافل برت رہے ہیں۔

فرانس اور اٹلی کے کیتھولک بہت کچھ ہمارے ساتھ ہیں، کیونکہ انگریز پروٹسٹنٹ کے زیر پردہ تعصب اور ٹرکی کے اندر جوان کو مذہبی بے تعصبی حاصل تھی اس کا ان کو اچھی طرح علم ہے۔ ایک طرف اگر لائڈ جارج اپنی توسیع حکومت کے لئے کوشاں ہیں تو چرچ آف انگلینڈ دوسری طرف اس امر کا خواہشمند ہے کہ اس کا دائرۂ اقتدار مشرقی عیسائی فرقوں کو اپنے آغوش میں لے لے، کلدان، ارمنی، شامی اور لبنانی عیسائیوں کے ساتھ ہمدردی اسی طمع دینی کا نتیجہ ہے۔ فرانس شام کا خواہشمند تھا۔ جس کے معنی بیت المقدس کے تھے تاکہ یورپ اور فرانس میں اتحاد ہو جائے، لیکن لارڈ بشپ آف کنٹربری کی کوششیں اور لائڈ جارج کی تدبیریں ہندوستانی مسلمانوں کی مالی و فوجی امداد سے فرانس اور یورپ کی کوششوں کو شکست دے چکیں۔

مسلمان باتوں کے دھنی، اب تک مشق تقریر میں مصروف ہیں۔ رَبَّنَا اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ، ترکی ارکانِ وفد سے کیونکر ملاقات ہو سکتی ہے؟ لیکن بہرحال توفیق الہیٰ، "محمد یوں" کے ساتھ ہے۔ سلطان کے نام ایک طویل برقی عریضہ کل ارسال کیا ہے۔ سب لوگوں کے مشورہ سے یہ طے ہوا کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ خلیفۃ المسلمین کو ہماری عقیدت کیشیوں کا علم نہیں ورنہ ان کی ہمت بندھتی، اسلام کی شرم مسلمانوں کے ہاتھ۔

کُل ارکانِ وفد کی طرف سے سلام عقیدت قبول فرمایئے، مولوی ابو القاسم صاحب بخیریت پہنچ گئے۔ اور سلام عرض کرتے ہیں۔ والسلام۔

۳۸ پیرس ۲۰ مئی سنہ ۱۹۲۰ء

عم محترم، السلام علیکم ع م خ

الحمد للہ۔ بخیریت ہوں۔ کبھی کبھی دردِ شکم کی شکایت ہو جاتی ہے۔ ایک ترکی ڈاکٹر نہاد رشاد کا نسخہ زیر استعمال ہے۔ کل سے رمضان شروع ہو گیا، روزہ رکھتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رات کو پونے ۹ پر افطار اور ۳ پر طلوعِ صبح۔

آخری تاریخوں میں پیرس سے لندن کو واپسی ہوگی، اوائل جون میں آکسفورڈ کا دورہ ہوگا اور پھر ۸ یا ۱۰ جون تک پیرس، ترکی ارکانِ صلح پیرس میں ٹھہرے ہیں۔ ترکی کی طرف سے صلحنامہ کا جواب تیار ہو رہا ہے۔ لیکن بہترین جواب وہ ہے جو توفیق پاشا کی زبان سے نہیں بلکہ مصطفےٰ کمال پاشا کے دست وبازو سے ملے گا۔ یہ یقین ہے اور کامل یقین ہے کہ ان معاہدات میں پوری ترمیم ہوگی۔

آج کل پیرس دنیا کے وفود کا مرکز ہے۔ صرف اسلامی وفود کو گنیے تو حسب ذیل تعداد ان کی ہوگی:۔

۱۔ مصری وفد، زیر ریاست سعد پاشا زاغلول و محمد پاشا محمود،
۲۔ شامی وحجازی " " رستم حیدر و نجیب
۳۔ تاتاری وروسی " " صدری مقصوداف داسحاقوف
۴۔ آذربائی جانی " " علی مردان توپچی پاشاف
۵۔ خلافت ہندی وفد " " مولانا محمد علی،
۶۔ وفد صلح ترکی " " توفیق پاشا و فخرالدین بے ورشید بے وجمیل پاشا

آپ سن کر خوش ہوں گے کہ ان وفود سے اگر کوئی اور فائدہ نہیں ہوا تو کم از کم مختلف ملکوں کے مسلمان تو یکجا ہو گئے ہیں، میں نہایت خوشی سے ان لوگوں میں سے اکثر سے ملا، خصوصاً مصری وحجازی وفد سے کئی مرتبہ ملا، روسی و تاتاری ممبروں سے بھی ملاقات ہوئی۔

لندن میں بھی شامی وحجازی عربوں کے وفد سے مل کر اچھی طرح تشفی ہوگئی کہ یہ لوگ ہرگز اپنا مقدس ملک دشمنوں کے حوالے نہیں کریں گے۔ لیکن یہ کوشش کرنا کہ ترکوں اور عربوں میں اتحاد ہو جائے ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ گو فریقین میں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر ایک اپنے فعل پر نادم ہے اور ان عربوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ان کی نسبت عام دنیائے اسلام کا کیا خیال ہے اور وہ اس سے شرمندہ بھی ہیں لیکن کہتے ہیں کہ اگر اصلی واقعات مسلمانوں کو معلوم ہوں تو وہ ہمیں معذور رکھیں گے تاہم اتنا سمجھ لیجئے کہ صرف مسلمانانِ ہند ہی نہیں بلکہ دوسرے ممالک کے مسلمان بھی اپنے فرائض اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

ترکوں سے مل کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹرکی کے علماء اب تک بیدار نہیں۔ بار بار دل چاہتا ہے کہ اگر حکومتِ ہند اجازت دیتی تو ٹرکی جا کر ندوۃ العلماء قائم کرتا۔ اب تمام ممالک اسلامیہ میں الگ الگ علماء کی انجمنیں قائم کرنا چاہئیں اور سب کو ملا کر پورے عالم اسلامی کے علماء کی ایک انجمن بنانی چاہیئے اور بلا خوفِ سیاست اس کام کو انجام دینا چاہیئے۔

چین میں اسلامی تعلیم کی حالت یہاں کے بعض چینی مسلمانوں سے مل کر اچھی نہیں معلوم ہوتی ہے۔ سیٹھ چھوٹانی نے مجھ سے اور اور لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ کوئی عالم اگر چین جانا چاہے تو میں اپنے صرف سے بھیجنے کو تیار رہوں۔ ان کو کہنا چاہیئے کہ اپنا وعدہ پورا کریں، موقع ملا تو خط لکھوں گا۔

ہندوستان کے خطوط سے معلوم ہوا کہ مولانا ابو الکلام یورپ کا قصد رکھتے ہیں، میرے خیال میں بلکہ پورے وفدِ خلافت کے خیال میں ان کا آنا یہاں مناسب نہیں، ان کے لئے اس وقت ہندوستان سے ہٹنا اچھا نہیں۔

رات کے اب ڈھائی بجے ہیں سحری کا وقت آگیا ہے، اس لئے رخصت، والسلام،

۳۹ پیرس، ۲۰ مئی ۱۹۲۰ء

ع،م — ہوٹل ریجینا، — محکوم قوم میں پیامِ امن کی تبلیغ کرنے والے کو سلام — ع،م

میرے خط کے سرنامہ پر جو تصویر نظر آتی ہے، یہ جان آف آرک کی ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس ہوٹل میں ہم مقیم ہیں، اس کے سامنے چوراہے پر اس کا یہ برنجی مجسمہ ایک چبوترہ پر نصب ہے جیسا کہ اس تصویر میں دیکھ رہے ہیں، چونکہ یہ مجسمہ اس ہوٹل کے سامنے ہے اس لئے یہ اس ہوٹل کا "شعار" یعنی مارکہ ہے۔ یہ تمہید و تعارف اس غرض سے ہے کہ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ ۱۶ مئی ۱۹۲۰ء کو پوپ نے جان آف آرک کی موت کے ۵۰۰ برس کے بعد اس کو (ساحرہ کے بجائے) ولیہ تسلیم کیا۔

۱۶ مئی کی صبح کو جب میں بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں ع

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

کہ دوکانوں پر آرائشی جھنڈیاں نصب ہیں۔ سامنے کے کیتھولک گرجے میں مذہبی مقدس پرچم لہرا رہے ہیں، جان آف آرک کا برنجی اسٹیچو پھولوں سے لدا ہے اور زیارت کرنے والوں کا اس کے آگے ہجوم ہے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ آج کی صبح سے اس کا شمار پوپ نے اولیائے الہٰی میں کیا ہے۔ اس ایک واقعہ سے یہ نتیجہ آسانی سے نکل سکتا ہے کہ یورپ باایں ہمہ حریت و روشن خیالی بلکہ الحاد و لادینی مذہب کی زنجیروں میں اور کن زنجیروں میں، کس طرح جکڑا ہے۔ لیکن آپ فلسفی ہیں، اس لئے اس واقعہ کو ایک اور نظر سے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ یورپ کا مذہب کس طرح سیاست سے دست و گریبان ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ جان آف آرک فرانس کی وہ ہیرو اور شجاع خاتون ہے جو فرانس کو انگریزوں کے ہاتھوں سے نجات دلانے کے لئے نکلی تھی، مذہباً کیتھولک تھی۔ اس نے انگریزوں کو بارہا شکست دی، اور آخر انگریزوں کے ہاتھ گرفتار ہو کر اس پر ساحرہ ہونے کا الزام قائم ہوا اور وہ بے دردی سے آگ میں جلا دی گئی، آپ سمجھ سکتے ہیں کہ انگریزوں کے اس فعل شنیع کا فرانس کے قوم پرستوں پر کیا اثر ہوا ہوگا۔ صدیوں سے انگلینڈ پروٹسٹنٹ ہے اور فرانس اور اٹلی کیتھولک ہیں۔ موجودہ جنگ کے بعد خونی منظر پر صلح کا پردہ پڑ گیا تو یکایک نظر آیا کہ قربانیاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو سب سے زیادہ فرانس نے کیں لیکن فتح کے ثمرات زیادہ تر انگلینڈ حاصل کر رہا ہے۔ اور عہد نامہ سان ریمو نے اس کو اچھی طرح واضح کر دیا اور ٹرکی کے عہد نامہ کے مسوّدہ سے یہ راز اور زیادہ آشکارا ہو گیا۔ مقبوضات ٹرکی کو اپنے دائرۂ اختیار میں لانے کے لئے، اس لئے چرچ آف انگلینڈ بے قرار ہے کہ قدیم عیسائی فرقے۔ جو اب تک پوپ کے زیرِ فرمان اور عثمانی ہلال کے سایہ میں پروٹسٹنٹ حملوں سے محفوظ تھے، وہ اب بے خطر چرچ آف انگلینڈ کی حکومت میں داخل ہو جائیں گے۔ پوپ اس کی اس چال سے بے خبر نہیں، اٹلی میں کیتھولک ممبران پارلیمنٹ کا اختلاف اور سنیر نٹے کی وزارت کا خاتمہ اسی کا اثر ہے۔ فرانس کے کیتھولک بھی اس اثر سے رنگین ہیں۔ اس اثنا میں فرانس کی اس ہیرو کو جس نے انگریزوں کے ہاتھ سے جام شہادت پیا، ولایت کا درجہ دینا آپ سمجھے کہ کیا معنی رکھتا ہے۔ گویا فرانس کی رگِ احساس پر ایک نشتر رکھا گیا ہے جو ہر سال تازہ ہوتا رہے گا۔

عہد نامۂ صلح ترکوں کے حوالہ کر دیا گیا۔ لیکن یہ سب کو یقین ہے کہ کوئی ترک اس کو قبول نہیں کر سکتا۔ قسطنطنیہ سے ایک اخبار "پیامِ صباح" ترکی میں نکلتا ہے، علی کامل ایک بزرگ اس کے ایڈیٹر ہیں، یہ وہ صاحب ہیں جو لارڈ کرومر کے فرعونی کے زمانے میں یعنی جب وہ مصر کے حاکم اعلیٰ تھے تو یہ ان کے مُرغِ سیاست کے پَر و بال تھے، پس سمجھ لیجئے کہ اس شخص کا ضمیر کس درجہ تاریک اور تیرہ ہو گا، اب وہ اس عہد میں قسطنطنیہ کے ادارت خانہ کے مالک ہیں، یہاں کے اخبارات میں ان کو ایک ترک مدبّرِ اعظم کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے، اس تک نے یہ لکھ دیا کہ "یہ عہد نامہ ناقابلِ قبول ہے"

یہاں آکر میں نے چند مضامین لکھے ہیں۔ مسئلہ خلافت پر جو مضامین لکھے ہیں وہ مسلم آوٹ لک میں چھپے۔ ایک مضمون "اسلام اور دنیا" کے عنوان سے معترضانہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیو اسٹیٹس مین لندن میں چھپا تھا، میں نے اس کا جواب لکھا اور وہ اس ہفتے کے نمبر میں شائع ہوا ہے
برٹین اینڈ انڈیا ایک نیا پرچہ نکلنا شروع ہوا ہے۔ ایک انگریز خاتون اس کی ایڈیٹر
ہیں۔ اپریل نمبر میں "پردہ اور موجودہ نسوانیت ہند" پر ایک مضمون نکلا تھا، اس کا
جواب لکھ کر اس کے پاس بھیج دیا ہے۔ معلوم نہیں اس مہینے میں وہ جواب شائع ہو گا یا
نہیں، ایک جلسے میں میں نے تقریر کی تھی وہ بھی اس نے لے لی تھی کہ رسالہ میں شائع کروں
گی۔ پیرس میں میں نے عربی میں جو تقریر کی تھی وہ تیونس کے اخبار الصواب میں شائع ہوئی ہے۔
موسیو لیبان سے ملنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اور خصوصاً یہاں اردو کے
پروفیسر سے، کیمبرج کی مجلس طلبائے ہند میں میں نے "اردو یا ہندوستانی زبان کی ضرورت"
پر تقریر کی تھی، اوائل جون میں آکسفورڈ کا قصد ہے۔ آپ کا "پیام امن" ہم سپاہیوں
کے دلوں کو سرد نہیں کر سکتا۔ میں نے جیسا آپ سے زبانی عرض کیا تھا، پھر عرض کرتا
ہوں کہ آپ کا فلسفہ محکوم قوم کو نہیں، حاکم قوم کو درکار ہے ؏

جو خود ہی مر رہا ہو اس کو گر مارا تو کیا مارا

مَیں آپ کے اس خیال سے قطعاً اختلاف کرتا ہوں کہ پیام امن کے دیباچہ
میں آپ مذہباً قرآن و حدیث سے اپنے فلسفہ کے اثبات کی کوشش کریں جو مجھ کو
سنایا ہے وہ آپ بھی سنئے ؎

رفتار اور سمت میں موزِح ہوا کی ہے

اس لئے بالکل یہ بانگ بے ہنگام ہوگا۔ دوسرے آپ کی طرف سے لوگوں کو جو
مذہبی بدگمانی ہے وہ اور زیادہ تیز ہوگی۔ تیسرے میرے خیال میں یہ تحقیق واقعہ
کے مطابق بھی نہ ہوگی، میں نے یہ کب کہا ہے کہ دشمن کے مکر و احتیال پر لعنت
کرتا ہوں۔ مَیں نے تو یہ کہا کہ وہ باطل کے لئے جن ہتھیاروں سے لڑتے ہیں
حیف ہے کہ ہم حق کے لئے ان کا استعمال نہ کریں۔" جو قرآن آپ کے زیر مطالعہ ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں ڈھونڈھیے گا تو یہ آیت بھی ملے گی : ۔ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا۔
اور یہ بھی پڑھیے گا اُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۔

"تلخیص الصحاح کی کتاب الفتن جہاں آپ پڑھتے ہیں کتاب الجہاد بھی پڑھیے ہم غریب مسلمانوں کو آپ امن کی تعلیم کیوں دیتے ہیں، یہ ان کو دیجئے جن کی طمع شہنشاہی تمام دنیا میں امن شکن ہو رہی ہے۔

یہاں کی دو انجمنوں میں آج جانا ہوا، ایک انجمن حقوقِ انسانیت دوسری انجمن سیر عالم۔ یہ دوسری انجمن شہر سے باہر ایک سنسان باغ کے سایہ میں واقع ہے۔ مختلف کنج درخت میں مختلف عمارتیں ہیں۔ اسی میں ایک فوٹوگرافی اور دوسری سینما کی عمارت ہے۔ تیسری عمارت مختصر سے کتب خانہ کی ہے۔ یہاں ہمارے فوٹو لئے گئے۔ سینما میں میدانِ جنگ کے مختلف سماں، دہلی و آگرہ کے تعمیری عجائبات دکھائے گئے، یہ انجمن اپنے ممبروں کو دنیا کے مختلف ملکوں میں سیر اور مناظر کے فوٹو لینے کے لئے بھیجتی ہے۔ اس کو دیکھ کر ہم کو دارالمصنفین یاد آ گیا، وہی درختوں کے جنگل، وہی خاموشی اور سکون، والسلام۔

۳۴ لندن ۱۰ جون ۱۹۲۰ء

مخدوم اجل، دام مجدہ السامی،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ والا نامہ نے مشرف کیا، ہم لوگ الحمد للہ مع الخیر ہیں اور اپنے اشغال و مساعی میں مصروف۔ ۲۹ مئی کو ہمارا قافلہ پیرس سے لندن آیا، لندن میں اگرچہ کوئی خاص کام تو انجام نہیں پایا مگر اتنا ہوا کہ ایک مرتبہ ہمارے بعض ارکانِ انڈیا آفس کے ہندوستانی ممبروں سے جاکر ملے اور ان کو مقصد سمجھائے۔ لارڈ سنہا کو جو مسائلِ اسلامیہ اور ہندوستان کے نقطۂ نظر کو سمجھانے کے لئے صلح کانفرنس میں نامزد ہوئے تھے، آج تک یہی معلوم نہیں تھا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلافت کہتے کس کو ہیں اور جزیرۃ العرب کے حدود و احکام کیا ہیں؟ انھیں اقرار کرنا پڑا کہ ہم اب تک ان سے لاعلم تھے۔

یہاں کی موجودہ پالیٹکس یہ ہے کہ بالشویک کو ڈرا کر دھمکا کر اور سمجھا کر اپنے میں شامل کیا جائے، روسی ایجنٹ جو یہاں آکر ٹھہرا ہوا ہے اس کو لائیڈ جارج صاحب بڑے ناز و انداز سے کبھی ہاں اور کبھی نہیں کہہ کر اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور وہ اپنے نزدیک یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان صرف ان ہی کے زور پر اچھلتے ہیں، اس لئے ان کو توڑ لینا چاہیئے، حالانکہ وہ سخت غلطی کر رہے ہیں، مسلمانوں کو بالشویکیوں سے کوئی تعلق نہیں۔

مصریوں کو بھی آخر چمکار کر راضی کیا جا رہا ہے۔ کالونیل آفس میں اُن "باغیوں" کو ٹی پارٹی دی جا رہی ہے۔ جن کو گذشتہ زمانہ میں ابھی مالٹا گرفتار کر کے بھیجا گیا تھا۔

خوشی کی بات یہ ہے کہ ٹیونس سے بھی ایک وفد پیرس آرہا ہے جو اپنے استقلال اور دوسرے مسئلہ خلافت کو حکومت فرانس کے سامنے پیش کرے گا۔ دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے یہیں کے مسلمان مجھے زیادہ پسند آئے۔

آج مولوی ابوالقاسم[1] صاحب ایک اور ضرورت سے انڈیا آفس گئے تھے مسٹر مانٹیگو نے ان کو بلا کر ملاقات کی۔ اور منجملہ اور باتوں کے ایک یہ بھی فرمایا کہ مجھے مسلمانوں سے بڑی ہمدردی ہے اور میں نے ان کے لئے بڑی کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ مگر اب شرائط صلح جب پیش کئے جا چکے اور تصفیہ ہو چکا تو بہتر ہے کہ اب اس

---

[1] مولوی ابوالقاسم صاحب بردوانی (بنگال) پالٹیکس میں سر سُریندر ناتھ بنرجی کے رفیق تھے، انگریزی بہت اچھی جانتے تھے، تقریر خوب کرتے تھے افسوس ہے کہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملہ کو ختم کر دو۔" مولوی ابو القاسم نے کہا کہ "اگر یوں ہی ہے تو کل آپ مسلمانوں کو مسجد جانے سے روک دیں گے۔ اور جب وہ شور و غل کریں گے تو آپ فرمائیں گے کہ خراب تو ہو چکا۔ بہتر ہے کہ اب اس معاملے کو جانے دو۔" جواب دیا کہ "نہیں ایسا کہیں ہو سکتا ہے دونوں معاملوں میں بہت فرق ہے۔" مولوی ابو القاسم نے کہا کہ "اس فرق کا فیصلہ صرف ہم ہی کر سکتے ہیں۔" چوتھے دن یعنی ۲ جون کو مولوی صاحب تنہا پھر پیرس گئے ہیں، اور سید حسین صاحب بھی جو آکسفورڈ کی ایک سوسائٹی میں تقریر کرنے کو بھیجے گئے تھے وہاں سے واپس آکر آج پیرس گئے۔ وہاں ایک انجمن "حمایت حقوق انسانیت" ہے۔ از راہِ انسانیت اس نے اپنے جلسہ میں وفد کو بھی اپنا مسئلہ پیش کرنے کا موقع دیا ہے۔ اور اسی لئے یہ دونوں صاحب گئے ہیں۔

ایک بات سے خوشی ہوئی، اب تک ترک، ترک قوم کی حیثیت سے سلف ڈٹر مینشن کے اصول پر اتحادیوں کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کر رہے تھے، کل قسطنطنیہ کے ایک نامہ نگار کی اطلاع سے معلوم ہوا کہ اب وہ ہمارا نقطۂ نظر اچھی طرح سمجھ گئے ہیں، اور خلافت اور اقتدارِ خلافت کے مسئلہ کو سب سے آگے کر رہے ہیں۔ الحمد للہ، ثم الحمد للہ، اگر ترکوں نے حقیقت میں اپنے جواب میں اس مسئلہ کو راس المال کی حیثیت سے پیش کیا تو ہماری کامیابی مسلم ہے۔

افسوس کہ برٹش گورنمنٹ ابھی واقعہ کی تہہ کو نہیں سمجھی اور وہ پچھلے تجربوں کی بنا پر یقین کرتی ہے کہ طے ہو جانے کے بعد یہ جوش خود بخود فرو ہو جائے گا۔ اگر تقسیم بنگال کا جوش ۶ برس تک قائم رہ سکتا ہے تو کیا تقسیم خلافت کا جوش ۶ برس کی عمر بھی نہ پائے گا۔

م، ع

نمبر ۲۰ — پیرس، ۲۰ مئی سنہ ۱۹۲۰ء

برادرِ محترم، السلام علیکم،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے دو خط ایک ہی ہفتہ میں ملے، خدا کا شکر ادا کیا کہ ہندوستان میں اب اس قدر ارزانی ہو گئی ہے کہ لوگ دوستوں کو ہفتہ میں دو خط لکھنے لگے ہیں۔ ہندوستان کی کیفیت جو کچھ آپ نے لکھی ہے حوصلہ افزا ہے۔ صرف دو باتوں کی ہمیشہ ضرورت رہی اور اب بھی ضرورت ہے۔ ایک یہ کہ ہمارے جوش و خروش کا طوفان آنی نہ ہو بلکہ اس کو استقلال و استقامت نصیب ہو۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں ہمیشہ سے کہتا ہوں کہ دفعتاً اظہار جوش میں مسلمان تمام دنیا کی قوموں سے آگے ہیں لیکن وہ جوش و خروش جو غور و فکر اور عقل و ہوش کے ساتھ ہو اس کا فقدان ہے۔ وہ وہ دریا ہیں جس میں روانی ہے لیکن عمق نہیں۔ اور یہی ہماری ناکامی کا بڑا راز ہے۔ محفل کی تقریروں سے گرما کر ہم سب کچھ کر سکتے ہیں لیکن خلوت خانے میں بیٹھ کر اور ایک بات پر جم کر ثبات عقل و ہوش کے ساتھ کام کرنے کی غیر متزلزل آمادگی نہیں پیدا ہوئی ہے۔

دوسری چیز جو ہم میں نہیں وہ نظم و ترتیب و تنظیق ہے جس کو ارگنائزیشن کہتے، آپ بھی اپنے خط میں اس کمی کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور مسرت کرتے ہیں کہ فیض آباد کی خلافت کانفرنس میں رہنمایانِ قوم کو اس پر سخت لعنت و ملامت کریں گے۔ یہ خیال قوت سے فعل میں بھی آیا۔ آپ کی قوتِ تقریر نے جو نیا جلوہ دیکھا ہے میں بھی اس کے دیکھنے کا مشتاق ہوں۔ خلافت کے کام سے اگر فرصت ملی تو یہی جما جمایا جوش ہندوستان کی آزادی میں نمایاں کرنا چاہیئے۔ فرانس میں جس صاحبِ فکر سے ملئے ہندوستان کی ملکی آزادی کا سوال پہلے کرتا ہے۔ پھر مسئلہ خلافت پر ہماری تقریر سنتا ہے۔ یورپ میں قوموں کی آزادی کا ولولہ پیدا ہے۔ مزدور پیشہ طبقہ یورپ میں چونکہ خود مبتلائے مصائب ہے اس لئے دوسرے مبتلائے مصائب قوموں سے اسے ہمدردی ہے۔ افسوس ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس جنگ نے فرانس کو نیم مُردہ کر دیا ہے اور وہ ہر چیز میں انگریزوں کا محتاج ہو گیا ہے ورنہ اس وقت اقوام کی آزادی کی راہ میں وہ بڑی خدمت انجام دیتا۔ چونکہ اتحادی سلطنتوں نے اپنی عظیم الشان جنگ کا مقصد شہنشاہی و عالمگیری کے خلاف جہاد بنایا تھا اس لیے انگلستان کے حیاداروں کو تو نہیں لیکن فرانس کے نازک طبع لوگوں کو اب اس اصول انحراف کرتے حقیقت میں شرم آتی ہے۔

صلح ٹرکی کے واقعات تو اخباروں سے معلوم ہوئے ہوں گے لیکن وہ صرف سرکاری خلاصہ ہے۔ اصلی صلح نامہ کے شرائط و دفعات ایک اچھی خاصی تصنیف ہے جس کے معنی صفحہ کائنات سے ٹرکی کو محو کر دینا ہے "مینٹن" ایک مشہور ہفتہ وار صحیح الفکر اخبار ہے۔ جس میں ایک مضمون نگار نے لکھا ہے کہ "صلح ٹرکی کے معنی انگریزوں کو تیل، اہلِ اٹلی کو کوئلہ اور فرانس کو ریل ہے۔" ہمیں مستند واقعات کی بنا پر یقین ہے کہ کوئی ترک خواہ وہ کیسا ہی خائن ہو کبھی اس صلح نامہ پر دستخط نہیں کر سکتا اور خود اتحادیوں کو بھی اس کا یقین ہے اور اسی لئے ناچار اب انھوں نے مصطفیٰ کمال پاشا سے گفتگو کا سلسلہ شروع کیا ہے۔

ہم لوگ ۲۸ مئی تک پیرس رہیں گے، اس کے بعد ایک ہفتہ کے لئے لندن، اور اسی اثنا میں آکسفورڈ، ۷ یا ۸ جون تک پھر پیرس واپس آجائیں گے کہ صلح ٹرکی کے وقت موجود رہیں۔ میں تو نہیں، لیکن محمد علی صاحب توفیق پاشا سے نجی طور پر جا کر دو بار ملے۔ ان سے وہ پہلے بھی جب وہ سفیر لندن تھے مل چکے تھے، اس وقت ان کی عمر ۸۰ کے قریب ہے۔ صاحب ایمان و صاحب فکر رسا ہیں اور ہر طرح قابل اعتماد ہیں۔ انھوں نے بیان کیا کہ اس وفد صلح کی ریاست میں نے سلطان المعظم کے حکم سے اسی شرط پر قبول کی ہے کہ شرائط کے قبول و انکار کا اختیار مجھے حاصل ہو تین اور ممبر فخر الدین بے، رشید بے اور جمیل پاشا اس پالٹکس میں مبتلا ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگریزوں کو خوش کرکے ان کی دلجوئی سے کچھ مل سکتا ہے، برطانی قفس کا ہر مرغِ نوا سیر پہلے یہی خیال کرتا ہے اور اپنی رہائی کی یہی تدبیر سمجھتا ہے، حالانکہ یہی چیز اس کے بند بند کو زنجیر میں جکڑ دیتی ہے۔

پیرس میں ہمارا کام یہاں کے مختلف اربابِ سیاست، اسلام اور مسلمانوں سے محبت و ہمدردی رکھنے والوں، عام انسانی آزادی کے طلبگاروں سے ملنا جلنا ان کو دعوتوں میں بلانا، اپنے مطالب و اغراض سے آگاہ کرنا ہے۔ شب و روز یہی کام اور یہی شغل ہے۔ مجھے تو فرانسیسی نام یاد نہیں رہتے ورنہ ایک ایک کے نام و نشان لکھتا۔ بالشویکوں نے ایران پر جو حملہ کیا ہے کہ انگریزوں کو ملک سے اس لئے باہر کریں کہ ان کی طمعِ شہنشاہی کو شکست ہو، اس سے انگلینڈ و فرانس کے مزدور پیشہ اخبارات بہت خوشی منا رہے ہیں۔

مولوی عبدالسلام صاحب سے کہئے کہ ان کے موسیو لیبان زندہ ہیں ان سے ملنے جاؤں گا۔ کل وفد کی طرف سے چند پروفیسروں کی دعوت تھی جن میں ایک صاحب ارمنوں کے نہایت ہمدرد دوست تھے، وہ میرے سامنے اور مولوی ابوالقاسم کے پہلو میں بیٹھے تھے، سب کسی نہ کسی موضوع پر باتیں کر رہے تھے، میں نے ابوالقاسم سے کہا کہ ان سے ذرا امرتسر کے قتلِ عام[1] کی داستان تو بیان کیجئے، انھوں نے وہ سلسلۂ گفتگو شروع کیا تو وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہے اور تحریک کی کہ ان حالات کو فرنچ میں کیوں نہیں لکھتے۔ میں نے کہا کہ ابھی ارمنوں کے قتلِ عام کی داستان سننے سے فرصت نہیں، اب تو خود اہلِ یورپ مان چکے ہیں کہ ارمنوں کے قتلِ عام کے واقعات زیادہ تر خود غرضی سے فرضی مشہور کئے گئے ہیں

آپ نے میرا فوٹو مانگا ہے۔ لندن کے ایک مشہور فوٹو گرافر نے خود اپنی

---

[1] جلیاں والا باغ ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشی سے خط لکھ کر اور اپنے کارخانے میں بلا کر ہمارے فوٹو لئے ہیں، لندن واپس جا کر بھیج دوں گا، آج پیرس کے مشہور انجمن سیر عالم سے ہم لوگوں کو فوٹو خاص اس آخری ایجاد کے مطابق ملے ہیں جو بالکل جدید ہے۔ اگر اس فوٹو کی کاپیاں کچھ اس نے دیں تو نذر کر دوں گا۔ مشرقی صورتیں اور مشرقی لباس یہاں کے لئے عجیب ہیں، اس لئے ان کی جدت نمائی کے لئے ہمارا وجود ایک نیا سامان ہے۔

کل ۱۹ مئی سے رمضان شروع ہے، روزہ رکھ رہا ہوں، ۱۸ گھنٹے کا دن ہوتا ہے۔ آپ کا پُرسامان رمضان یاد آتا ہے۔

(۲۱) پیرس، ۲۷ مئی سنہ ۱۹۲۰ء

برادر عزیز، سلمک اللہ تعالیٰ،

پچھلے ہفتہ آپ نے غلطی سے دو خط مجھے لکھ دیئے تھے، اس کی تلافی آپ نے اس ہفتہ اس طرح کی کہ کوئی خط نہ لکھا، تاکہ ہفتہ میں ایک خط کے اوسط سے حساب پورا رہے۔ مجھے وہاں دو دفعہ دردِ شکم کا جو دورہ ہوا تھا وہ یہاں زیادہ تیز ہو گیا، اس کا سبب غذا کی ناموافقت ہے۔ چونکہ گھی یہاں میسر نہیں اسلئے مرغن غذا کی یہاں تکلیف نہیں، بلکہ اس کی تکلیف ہے کہ یہاں کی روز و شب کی عام غذا گوشت یا مچھلی یا انڈا ہے، یہ تمام چیزیں میرے لئے مضر، غلہ ڈبل روٹی کی شکل میں صرف بطور تعلل کھایا جاتا ہے وہ بھی میرے لئے مفید نہیں۔ میرے لئے صرف ترکاری اور سبزی بتائی گئی ہے، دوا روزانہ کھاتا ہوں، پرسوں دن بھر شدید دورہ رہا۔ قولنج کی تشخیص ہے۔ صحت کی دعا کیجئے۔

چند روز ہوئے کہ توفیق پاشا رئیسِ وفدِ صلح سے نیاز حاصل ہوا، نہایت ضعیف العمر ہیں، ۸۰ کی عمر ہو گی، پیری سے ہاتھوں میں رعشہ ہے، مگر اس لئے بھیجے گئے ہیں کہ سلطان معظم کو ان پر اعتماد ہے۔ افسوس کہ فرنچ اور ترکی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سوا کوئی اور زبان نہیں جانتے۔ توفیق پاشا کے صاحبزادہ اسمٰعیل حقی بے موجودہ سلطان کے داماد ہیں۔ ان سے بھی ملنا ہوا۔ وہ بھی فرنچ جانتے تھے۔ یا ترکی اور خان ترکی کے سفیر متعین طہران نے جو فرنچ و ترکی کے ساتھ انگریزی و فارسی بھی جانتے تھے، ہماری ترجمانی کی۔ ع

کانَ ما کانَ فلاً اذکرہ

کل شام کو مختلف ممالک کے مسلمانوں کو وفدِ خلافت نے کھانے پر بلایا تھا، ایران روس اور ٹیونس کے مسلمان شریکِ دعوت تھے۔ حجاز و شام کے وفد کو بھی بلایا تھا، مگر انھوں نے معذرت کی کہ اتفاق سے ان کے یہاں آج خود تقریب دعوت ہے۔ یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ ہر ملک کے مسلمان آزادی کے لئے جدوجہد میں مصروف ہیں، اور یورپ کی پالیسی کی چالوں سے پورے طور پر آگاہ ہیں، اسی اثنا میں ایک عجیب لطیفہ ہوا۔ یہ بحث چھڑی کہ یورپ کی سلطنتوں میں سے جو مشرق اور اسلامی ممالک پر حکمران ہیں، سب سے زیادہ اپنی رعایا کے حق میں تنگ دل اور متعصب کون ہے۔ ٹیونسی کہتے تھے "فرانس" قازانی بولے کہ "روس" ہندی مصر تھے کہ ہم سب سے آگے ہیں، میں نے کہا کہ یہ بیان کا اختلاف نہیں بلکہ تجربہ کا اختلاف ہے مصر و شام و حجاز کے عرب وفود سے متعدد دفعہ ملاقاتیں ہوئیں، الحمد للہ کہ اختلاف مقاصد نہیں،

عباراتنا شتّٰی وحسنک واحد۔

آج پیرس میں ہماری طرف سے جلسہ تھا، وہ تمام فرقے جو اس صلح کے شرائط کو عدل و انصاف کے خلاف سمجھتے ہیں، اس میں شریک تھے، کیا عجیب منظر تھا، ان میں رائلسٹ (شاہ پسند) ریڈیکل (اصول پسند) بھی تھے۔ سوشیالسٹ (عوام پسند) بھی تھے، مگر آخر الذکر کی بڑی تعداد تھی۔ دشمنوں میں یونانی و ارمنی حضرات بھی تھے۔ شامی و مصری و ٹیونسی عرب بھی تھے، جلسہ نہایت کامیاب رہا، دشمنوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے رخنہ اندازی کی بہتیری کوششیں کیں، مگر ناکام رہیں۔ پہلے تو ہم لوگوں کو کچھ خوف ہوا کہ برہمی نہ پیدا ہو جائے۔ مگر بالآخر ہمیں فتح حاصل ہوئی۔ چالاکی سے ارمینیوں اور یونانیوں نے مظلوموں کی فہرست میں عربوں کو بھی داخل کیا۔ مگر ہم لوگوں کے علم کے بغیر دفعتہً شامی و مصری عربوں نے اٹھ کر ہماری تائید میں تقریریں کیں، تو ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ مجمع میں مسٹر لائڈ جارج اور موسیو وینزیلوس کے نام سے بار بار نفرت کا اظہار ہو رہا تھا، اس ہفتہ ایک فرنچ مستشرق موسیو لوئی سینال ملنے کے لئے تشریف لائے یہ وہ صاحب ہیں جو امیر فیصل کے بہکانے کو عرب بھیجے گئے تھے۔ بڑی میٹھی میٹھی باتیں کرتے تھے، بات بات پر قرآن کی آیت پیش کرتے تھے، تصوف کا بھی دعویٰ تھا، مسلمانوں کے تمام واقعات کو تقدیر کے حوالہ کرتے تھے کہ کیا کیجئے تقدیر یوں ہی تھی، تقدیر سے چارہ نہیں، مسلمانوں کو تقدیر پر شاکر رہنا چاہیئے، صبر و شکر سے کام لینا چاہیئے، اولیاء و انبیاء کا یہی طریقہ تھا۔ دولت و سلطنت آنی جانی چیزیں ہیں۔ اس وقت مجھے ڈاکٹر اقبال کی مثنوی کا وہ واقعہ یاد آیا، جس میں انھوں نے بھیڑیئے اور بکری کا قصہ لکھا ہے۔ مجھے بڑا غصہ آیا اور نہایت ترش و تلخ جواب دیئے۔

ترک پیرس میں شرائطِ صلح کا جواب تیار کر رہے ہیں، معلوم ہوا ہے کہ ایک ایک دفعہ کا نہایت مسکت و مدلل جواب لکھ رہے ہیں۔

ہم پرسوں ۲۹ کی صبح کو لندن واپس جائیں گے۔ یکم جون کو آکسفورڈ جانا اور ۸ جون تک پھر پیرس واپس آنا ہوگا۔ پرسانِ احوال کو سلام، ہاں جلسہ میں پولینڈ کے ایک مسلمان سے ملاقات ہوئی، وہ پولینڈ کی طرف سے قسطنطنیہ میں سفیر مقرر ہوئے ہیں۔

۱۲، لندن ۳ جون ۱۹۲۰ء

م ع برادر عزیز سلام شوق

خط مورخہ ۲۸ اپریل، ۲۷ مئی کو ملا، یاد آوری کا شکریہ! آپ کے خط سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز جناب شوکت علی صاحب کے والا نامہ سے یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ آپ نے حسب دستور اعظم گڈھ اور جونپور میں اس قدر منظم اور مرتب نظامِ عمل قائم کیا کہ اس سے بہتر نہیں ہو سکتا، آپ کے حُسنِ نظم اور قوتِ عمل کا ہمیشہ سے معترف ہوں لیکن افسوس اس پر تھا کہ ابھی تک کوئی بڑا کام آپ کے زیر عمل نہیں آیا، جس سے یہ قوتِ فعلیت میں جلوہ گر ہوتی، الحمدللہ کہ مسئلہ خلافت نے ایک ضرورت پیدا کی ہے۔ اور مسلمانوں کو بتایا ہے کہ دُنیا میں ان کے لئے بڑا کام کیا ہے۔ مجھ کو خوشی اور فخر ہے کہ آپ کا دست و بازو اس بار عظیم کو پوری طرح اٹھا رہا ہے۔ شوکت علی صاحب نے آپ کی بڑی تعریف محمد علی صاحب کے خط میں لکھی ہے اور لکھا ہے کہ مسعود نے اعظم گڈھ اور جونپور میں اس قدر عمدہ اور باسلیقہ نظام عمل قائم کیا ہے کہ تمام ہندوستان کی مجلسِ خلافت کے لئے وہ نظیر ہو سکتا ہے۔

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

آپ جونپور و فیض آباد کے سفر سے واپس آگئے ہوں گے، اخبارات میں وہاں کی کارروائیاں پڑھیں۔

پیرس میں ہمارا دوسرا جلسہ ۲۷ مئی کو ہوا جس کے کچھ حالات پہلے خط میں لکھ چکا ہوں اور اس کی کارروائی کا تار کل لندن سے روانہ کیا گیا ہے امید ہے کہ اس کو پڑھ کر آپ خوش ہوں گے۔

کل البانی ڈیلیگیٹ کے ایک مسلمان ممبر محمت (محمد) کونترا سے ملاقات ہوئی معلوم ہوا کہ البانیہ میں ۱۰ لاکھ مسلمان ہیں اور ۵ لاکھ عیسائی، ریاست ہائے بلقان میں سے ہر ایک یعنی سرویا، رومانیہ، بلغاریہ ہر ایک کی آزادی اور استقلال یورپ کے نزدیک مسلّم ہے اور ان میں سے ہر ایک ریاست اب بڑھ کر حکومت اور سلطنت بن رہی ہے۔ لیکن غریب البانیہ اب تک معرضِ التوا میں ہے اور یونان، اٹلی اور سرویا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تقسیم کی کشمکش میں ہے۔ حالانکہ اس نے گذشتہ جنگ میں اتحادیوں کا ساتھ بھی دیا، قصور؟ قصور یہ ہے کہ اس کی بڑی آبادی مسلمان ہے۔ اصلی قدیم البانیا میں جیسا کہ البانی مسلمان سے معلوم ہوا ۲۰ لاکھ مسلمان تھے لیکن ۱۰ لاکھ غلاموں کی طرح یونان و سرویا میں تقسیم کر دیئے گئے۔ اس پر بھی بدقسمتی سے تعداد کم نہ ہوئی تو ان کے لئے یہ سزا تجویز کی گئی کہ ان کو خود مختاری نہ بخشی جائے گی۔ پچھلے دنوں بعض ارکان پارلیمنٹ کے دستخط سے ایک اپیل شائع ہوئی ہے کہ البانیا کے ساتھ انصاف کیا جائے لیکن انصاف کے معنی معلوم ہیں، البانیا کے عیسائی اور مسلمان آبادی میں باہم نہایت اتحاد ہے اور دونوں اپنے کو ایک ہی قوم سمجھتے ہیں۔

۳ جون کو ہمارا قافلہ آکسفورڈ گیا تھا۔ وہاں کے عجائبات علمیہ دیکھے، متعدد کالجوں کا مشاہدہ کیا، کتب خانے دیکھے، انگلستان چونکہ جزیرہ ہے اس لئے یہاں کے باشندوں کو مجبوراً ملاح ہونا چاہیئے اور اسی لئے انگلستان دنیا کی سب سے بڑی بحری قوت ہے لیکن معلوم ہے کہ یہ قوت بحری اپنی تعلیم کا کہاں سے آغاز کرتی ہے۔ کیمبرج اور آکسفورڈ کی یونیورسٹی سے، دونوں جگہ منجملہ دوسرے فنون کے کشتی رانی کا بھی بڑا انتظام ہے۔ اور یہ وہاں کا ایک ضروری حصہ ہے۔ شہر میں فطری و مصنوعی نہریں ہیں۔ جن کے کناروں پر ہر کالج کا اپنا گھاٹ ہے۔ جس میں اس کالج کی کشتیاں پڑی ہیں، ہر کالج کی علیحدہ علامت اور نشان ہے جو کالج کی عمارتوں پر طلبہ کے لباسوں پر، کشتیوں کے ہیزمی گھاٹوں پر بنا ہے، طلبہ اپنے وقت کا بڑا حصہ کشتی رانی میں صرف کرتے ہیں۔ سال میں ایک دفعہ لندن آکر کیمبرج اور آکسفورڈ کا مقابلہ ہوتا ہے۔ جس زمانے میں ہم لوگ آئے تھے یہ مقابلہ ہو رہا تھا۔ تمام ساحل پر تماشائیوں کا ہجوم رہتا ہے۔ دیکھنے کی ایک گراں فیس ہوتی ہے جو جیت جاتا ہے اس کے محامد و اوصاف مہینوں اخبارات میں مزے لے لے کر گنائے جاتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ والسلام

۳۴ لندن، ۲ جون ۱۹۲۰ء

عم محترم، السلام علیکم ۴ ع

پچھلے ہفتہ زیارت سے محروم رہا جس کا افسوس ہے۔ پیرس کے عجائبات علمیہ میں سے اس کی دو درس گاہیں دیکھیں، کالج دی فرانس اور سار بون یونیورسٹی کا لا (LAW) کالج، انگلستان میں کیمبرج پہلے دیکھ چکا تھا۔ اس ہفتہ اوکسفورڈ بھی دیکھا، کتب خانوں میں سے انڈیا آفس لائبریری کئی دفعہ گیا۔ برٹش میوزیم صرف ایک دفعہ جانا ہوا۔

الحمد للہ کہ آپ نے میرے مضامین کو مسلم اوٹ لک میں نکلے ہیں پسند کیا، اس دفعہ ہندوستان سے جو اخبارات آئے ہیں ان میں البرید کا نپور کا بھی ایک نمبر ہے، جس میں مسلم اوٹ لک سے میرا مضمون ترجمہ کیا گیا ہے۔ افسوس ہے کہ نہایت غلط ترجمہ ہے، خدا جانے کن صاحب نے یہ عنایت کی ہے۔

"برٹین اینڈ انڈیا" یہاں ایک رسالہ نکلتا ہے، اس میں میرے دو مضمون نکلے ہیں ایک "خلافت" پر اور ایک "پردہ اور ہندوستان پر"۔ یہ ایک انگریز خاتون کے جو مدارس میں رہتی تھی اور مسز اینی بیسنٹ کی مریدنی تھی، جواب میں ہے۔ نیو اسٹیٹس مین یہاں کا ایک سنجیدہ رسالہ ہے۔ اس میں "اسلام اور دنیا" کے عنوان سے ایک مناظرہ نکل رہا تھا کہ آیا اسلام دوسری قوموں اور مذہبوں کے ساتھ روادار ہے یا نہیں۔ میں نے ایک جوابی مضمون اس میں لکھا جو مئی کے آخری نمبر میں شائع ہوا اور اسی پر مناظرہ ختم ہو گیا، ان مضامین کے ایک دو نسخے لے کر آپ کی خدمت میں بھیج دوں گا۔

یہ تو یقین ہے کہ ترک ارکان صلح موجودہ دفعات صلح کو تسلیم نہیں کریں گے۔ لیکن ڈر جو کچھ ہے یہ ہے کہ اتحادیوں کی محض معمولی نمائشی تبدیلی کے بعد وہ اسے تسلیم نہ کر لیں۔ توفیق پاشا کا ماضی جو کچھ ہو مگر موجودہ اور حال تو امید افزا اور تسلی بخش ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان سے اب ادر وفود کا یورپ آنا بالکل بے کار ہے۔ اب تو قصۂ زمین برسر زمین ہونا چاہیئے۔ پیرس میں دیگر ممالک کے مسلمانوں کے علاوہ پولینڈ کے ایک مسلمان سے ملاقات ہوئی جو پولینڈ کی طرف سے سفیر ہو کر قسطنطنیہ جارہا تھا، اور اتفاق سے اس جلسہ میں شریک ہوا جو ہم لوگوں کی طرف سے پیرس میں، ۲ مئی کو ہوا تھا۔

موجودہ البانیہ کی طرف سے بھی ایک وفد اپنی زندگی کے مطالبہ کے لئے یہاں آیا ہے اس کے ایک ممبر محمت (محمد) نامی سے کل ملاقات ہوئی، ملنے کو آئے تھے، یہ کہتے تھے کہ قدیم البانیا میں ۲ لاکھ مسلمان تھے اوراب موجودہ البانیا میں صرف دس لاکھ ہیں، باقی ۵ لاکھ عیسائی ہیں، یہ سن کر افسوس ہوا کہ کوئی مذہبی مدرسہ ان کے ہاں نہیں، کچھ یونانی اور سروی مدارس ہیں، کچھ البانی مدارس ہیں، غالباً یہی حال رومانیا، سرویا، بلگیریا اور یونان کا ہوگا۔ قسطنطنیہ سے سیاسی انقطاعِ تعلق کے بعد وہاں کے عربی دینی مدارس سے بھی ان کا انقطاع ہوگیا ہے۔ مجھے تو اس کی سخت ضرورت نظر آتی ہے کہ ان ممالک کے مسلمانوں کے لئے عربی و دینی تعلیم گاہیں ان کے ملکوں میں کھولی جائیں۔ ان کی زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے ہوں ۔ مذہبی رسائل تالیف پائیں۔ ورنہ اگر آج خبر نہ لی گئی تو کل دو ہی نتیجے ہوں گے یا وہ عیسائیوں میں جذب ہو جائیں گے یا جاہل و بے دین رہ جائیں گے، درحقیقت یہ بھی ایک بڑا کام ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اوکسفورڈ اور کیمبرج دیکھ کر یہ معلوم ہوا کہ مشرقی و مغربی طرزِ تعلیم و تربیت میں کیا فرق ہے، مشرقی طالب علم کا مدعا یہ ہے، یا یوں کہیئے کہ مشرقی مدارس کا مقصد یہ ہے کہ طالب علم زیر درس علوم میں ماہر ہو جائے۔ لیکن مغربی طرزِ تعلیم کا منشا یہ ہے کہ طالب علم کے تمام قوائے جسمانی و دماغی و اخلاقی میں بالیدگی ہو، علاوہ تعلیم کے لہو ولعب، ورزش جسمانی، کشتی رانی کی خاصی مشق کرائی جاتی ہے، ان کے یہاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجمنیں اور مجلسیں ہیں جن میں پالٹکس بلکہ انٹرنیشنل پالٹکس پر آزادانہ بحثیں ہوتی ہیں ابھی ابھی ایک انگریز طالب علم جس کو حقیقت میں پروفیسر کہنا چاہیئے ملا، دیر تک بالشوزم پر گفتگو کرتا رہا اور یہ بتاتا رہا کہ روسی مسلمانوں پر اس کے کیا اثرات ہوں گے۔ لوتی اس کا نام ہے۔ اس نے ایک انجمن ایشیاٹک ایسوسی ایشن قائم کی ہے جس میں ایشیا کے متعلق ہر حیثیت سے بحث کی جاتی ہے۔ ٹرکی کے شرائط صلح پر بحث کی جاچکی پچھلے ہفتہ عراق کے مسئلہ پر بحث تھی۔ پروفیسر ٹوامبی ایک بزرگ ہیں جو ترکوں کے شدید دشمن ہیں، گورنمنٹ کی طرف سے آرمینیا کے قتل عام پر جو کتاب ازرق (بلیو بک) لارڈ برائس کے نام سے شائع ہوئی، اس کے مصنف یہی صاحب ہیں۔ آئندہ پروفیسر ممدوح اپنے خیالاتِ عالیہ کی اشاعت کے لئے اوکسفورڈ کی مجلس مذکور میں جانے والے ہیں۔

بہر حال اس سے اندازہ ہوگا کہ ہندوستان کے محکمۂ تعلیمات کا یہ اصول کہ پالٹکس کو احاطۂ تعلیم کے اندر داخل نہ ہونا چاہیئے اور طلبائے ہند سیاست کو شجر ممنوعہ سمجھیں کس حد تک یورپین طریقۂ تعلیم کے منافی ہے اور اس روک تھام سے ہمارے محکمۂ تعلیم کا مدعا کیا ہے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔

اوکسفورڈ میں کل ۱۸، ۱۹ کالج ہیں جن میں طلبا کی تعداد دو دو ہزار ہوگی، ان میں ۵، طلبا ہندوستانی ہیں ان میں سے ۳۰ کے قریب مسلمان ہیں۔ اس سے زیادہ تعداد کیمبرج میں ہے، کیمبرج اور اوکسفورڈ دونوں مقامات میں جس قدر کالج ہیں ان کی عمارتیں بالکل قدیم طریقہ کی ہیں اور فخراً ان کو ایسی حالت میں باقی رکھا گیا ہے تاکہ ان کی قدامت کا اظہار ہر حیثیت سے ہوتا رہے، یہ وہ قومیں ہیں جو غیروں کی محکومی سے پاک رہی ہیں۔ اس لئے یہ ان کی قدامت کے آثار اب تک نقشِ روزگار ہیں۔

بغداد سے ایک رسالہ اللسان نکلتا ہے۔ اس کو دیکھ کر اور یہ معلوم کر کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشی ہوئی کہ وہاں ایک عظیم الشان درسگاہ کا افتتاح ہو رہا ہے۔ پچھتر ہزار کے قریب اب تک روپیہ جمع ہوا ہے، ترکوں کے زیر حکومت یہ عرب آرام سے سوتے تھے اور جب غیروں کا جوتہ سر پر نظر آیا۔ تو آنکھیں مل کے اُٹھے ہیں۔ مجھے تو یہ نظر آتا ہے کہ مسلمان صرف غیروں کے تھپیڑ ہی سے بیدار ہوں گے، البانی مسلمان کہتا تھا کہ اب البانیا کے مسلمان اور عیسائی دونوں ترکوں کو یاد کر کے روتے ہیں۔

تصویریں کچھ اعظم گڈھ بھیجی ہیں، دونوں میں سے ایک آپ اور ایک "وجود منتظر" کے حوالہ کیجئے، بھائی داؤد صاحب شاید خارشت اور آلو دونوں سے نجات پا چکے ہوں گے۔

والسلام۔

۱۴۴ لندن ۱۰ جون سنہ ۱۹۲۰ء

م ع

برادر مکرم، سلمک اللہ تعالے،

السلام علیکم، آپ کے دونوں خط پہنچے، شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی کا خطبۂ صدارت[1] درحقیقت ان کے عمیق مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ اور یہ بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں میں ان مسائل پر ان سے زیادہ کوئی وسیع معلومات اور حامل العلم نہیں۔

میں نے غالباً ۱۴ اپریل کو لوگوں کو جو خطوط لکھے تھے ان میں جنرل نوری سعید پاشا اور حداد پاشا نائب امیر فیصل اور بعض ارکان وفد سے ملاقات کی تفصیل اور اپنا اور ان کا مکالمہ لکھا تھا، لیکن میں نے آپ کے خطوط میں اس کا ذکر نہ پایا بلکہ بعض اُردو اخبار میں یہ لکھا پایا کہ پیرس میں محمد علی صاحب اور جنرل موصوف سے ملاقات ہوئی، حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے۔ ہاں پیرس میں رستم حیدر اور نجیب شقیر حجاز کے ارکان وفد سے البتہ کئی دفعہ ملاقاتیں ہوئیں، ۷ جون کو محمد علی صاحب اور ۹ کو سید حسین صاحب پھر پیرس گئے ہیں کہ وہاں کے ایک جلسہ میں شریک ہوں، ہمارے وفد

[1] خطبۂ [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بقیہ ارکان لندن ہی میں مقیم ہیں۔

آج کل بالشویک سفیر کرسیں اور مسٹر لائڈ جارج سے کچھ چھپ چھپ کر ملاقاتیں ہو رہی ہیں، خبریں تو آپ اخبارات میں پڑھ چکے ہوں گے۔ مسٹر لائڈ جارج کا صاف اور صریح مطلب یہ ہے کہ اگر بالشویک ہماری مشرقی پالیسی اور برطانوی سیاسیات میں دخل اندازی نہ کریں تو ہمیں ان سے کوئی مخالفت نہیں۔ بالشویکوں کے مقابلے میں اس وقت برطانی پالیسی یہ ہے کہ انھیں چین سے بیٹھنے نہ دیا جائے۔ پولینڈ اور یوکرین تو پہلے ان کے مقابلے میں کھڑے کئے گئے تھے۔ اب کریمیا بھی کھڑا کیا جارہا ہے۔

صاف و صریح مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے لئے، اگر وہ بھی ہماری طرح زار کے عہد ستم کی مطابق آمادہ و مستعد ہوں تو ہماری دوستی کا نذرانہ ہے۔ ورنہ تمھیں بھی مسلمانوں کی طرح چین سے بیٹھنے نہ دیا جائے گا۔ ایشیائے وسطی کی جن اسلامی ریاستوں کو تم نے آزاد کیا ہے یا تو انھیں پھر تم اپنا غلام بنا لو یا مجھے اپنی غلامی میں انھیں لینے دو۔ ایران و عراق کو یا تو مسلّم ہمیں ہضم کرنے دو یا تم اپنا حصہ لے کر ہم کو اپنا کام کرنے دو۔ آپ سمجھتے ہیں کہ انگلینڈ نے آرمینیا کے لئے اس قدر کیوں زمین و آسمان سر پر اٹھا لیا۔ صرف دو سبب سے، ایک تو باکو کے تیل کے لئے دوسرے اس لئے کہ ترکوں اور تاتاریوں اور ترکمانوں کی مسلمان ریاستوں کے درمیان ایک آرمینیا نام دیوار قائم کر دی جائے تاکہ اتحادِ اسلامی کا تخیل پورا نہ ہو سکے۔

ایران کے حدود میں برطانی اور بالشویکوں کی آویزش محض بازئی طفلانہ ہے، تاکہ پولینڈ کی برطانی سیاست کا جواب ایران کے میدان میں دیا جائے۔ کل کی خبر آپ نے پڑھی ہو گی کہ انزلی کے بعد انگریزوں نے رشت بھی خالی کر دیا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کو بالشویک یا کسی اور کے بھروسے پر ہرگز کام نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ اپنے پاؤں پر آپ کھڑا ہونا چاہیئے۔ کوئی ان میں مسلمانوں کا سچا بھی خواہ نہیں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف اپنا وجود ان کو آپ مطلوب ہے۔ فرانسیسی حلقہ میں یہ خیال ہے کہ چونکہ برطانیہ یہ چاہتا ہے کہ ایران پر اپنا پورا تصرف جمالے لیکن چونکہ دول اس کے لئے منظوری نہ دیں گے۔ اس لئے بالشویکی حملوں کی نمائش کر کے لیگ آف نیشنس سے ایران کی حفاظت کی اجازت حاصل کر لی جائے۔

بعض انگریز ارباب سیاست اخبارات میں لائڈ جارج کی پالیسی پر سخت تنقید کر رہے ہیں۔ کرنل لارنس کا بھی جس نے عربوں کو بغاوت پر آمادہ کیا، خط اخبارات میں لائڈ جارج کی پالیسی کے خلاف شائع ہوا ہے مگر یہ مخالفت اس لئے نہیں کہ یہ ہمارے وعدوں کے خلاف ہے، یا مسلمانوں کے مطالبات یہ ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ عراق کی آمدنی کم اور اخراجات زیادہ ہیں اس لئے پڑتا ٹھیک نہیں پڑے گا۔

کل مجھے اپنے مُلّاپن کے صدقہ میں ایک اسلامی دیورپین نکاح پڑھانا پڑا، یعنی ایک مسلمان نوجوان کا نکاح ایک یورپین لیڈی سے۔ نکاح کے گواہوں میں مرزا عابد علی بیگ بھی تھے۔

الحمد للہ! جسمانی حیثیت سے آج کل صحیح ہوں اور آپ لوگوں کے واپس طلب کرنے کا شب و روز منتظر ہوں۔ یورپ کے مرغزار سے ہمارا وہ صحرا ہی ہمیں محبوب ہے، یہ مجاز اب حقیقت ہے کہ ؏

حُبّ الوطن از ملک سلیمان خوشتر

مکتوب ۴۵ لندن ۱۰ جون ۱۹۲۰ء ع ح

عم محترم السلام علیکم

پچھلے ہفتہ میں آپ کا کوئی خط نہیں ملا، آج ہندوستانی ڈاک کا دن ہے۔ شاید آپ کا کوئی خط اس ہفتہ مل سکے۔ الحمد للہ میں بخیریت ہوں، یہاں کے حالات بدستور ہیں، اگر تغیر ہوا ہے تو صرف اس قدر کہ جو پردہ انگلینڈ اور بالشویک روس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان حائل تھا، وہ اب اُٹھ رہا ہے۔ انگلستان میں خلافت کے متعلق جس قدر جلسے ہوئے ان میں انگریزوں کی طرزِ گفتار و تعدادِ شرکت کو دیکھ کر میں دل میں کہتا تھا کہ چونکہ براہ راست ٹرکی سے انھیں تعلق نہیں، اس لئے ان جلسوں سے انھیں دلچسپی نہیں مگر مئی کے اواخر میں یہاں ہندوستان اور پنجاب کے مصائب اور ہنٹر کمیٹی کے متعلق جلسہ تھا، اس کو دیکھ کر مجھے معلوم ہوا کہ انگریز پبلک کو ہندوستان سے زیادہ ترکی سے تعلق ہے۔ خلافت کے جلسوں میں اس سے کہیں زیادہ گرمی اور انگریز پبلک کی شرکت ہوتی ہے۔ ایک طرف تو بعض سوشیالسٹ پارٹی کے ممبر پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر اڈوائر کو گالیاں دے رہے تھے تو دوسری طرف چھت پر کھڑے ہو کر ایک انگریز جماعت اڈوائر کی حمایت میں جلسہ کو درہم برہم کرنا چاہتی تھی۔

پہلے خط میں مَیں نے لکھا تھا کہ پولینڈ کی طرف سے ایک مسلمان قسطنطنیہ کا سفیر مقرر ہوا ہے۔ آج ان صاحب سے معلوم ہوا کہ امریکہ میں بھی روسی بالشویک سفیر ایک مسلمان رستم بے مقرر ہوا ہے۔ وہ امریکہ کی حالت بیان کرتے تھے کہ وہاں لاکھوں ارمن کاروبار کرتے ہیں اور انھوں نے وہاں ترکوں کو بے حد بدنام کر رکھا ہے۔

فرانسیسیوں کے متعلق میری رائے بہت بدل رہی ہے۔ میں نے ان کو پرلے درجہ کا منافق سمجھا ہے۔ ہند کے ایک خاص طبقہ کے اخلاق سے ان کا اخلاق بہت ملتا جلتا ہے۔ ظاہری نمائشی اخلاق ان میں بہت ہے۔ دکھاوے کی ہمدردی ان کا خاصہ قومی ہے منہ پہ ہر قسم کی چکنی چپڑی باتیں کریں گے مگر دل میں جو نفاق ہے وہ ظاہر نہ کریں گے۔ دنیا کے حریت طلب اقوام کے بیسیوں وفود ان کی باتوں میں دھوکا کھا کر ان کے سہارے اپنی آزادی کے لئے اخترشماریاں کر رہے ہیں۔ والسلام

محمد علی لندن ۱۶ مئی سنہ ۱۹۲۰ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م ع ۔ برادرِ محترم

سلام علیک، بھیارہ اور اعظم گڈھ کے توام خط کے بعد پھر آپ کا کوئی خط نہیں ملا، چنانچہ یہ ہفتہ بھی خالی گیا اور اس سے پہلے ہفتہ میں بھی مایوسی ہو چکی تھی، کہ صدارتی خطبوں کے پیکیٹ کے اندر سے دفعتاً آپ کے خطوط برآمد ہوئے۔

سیرۃ عائشہ رضؓ کے صفحات پہنچے، اصلاح سنگی اور تصحیح کی شکایت ہے۔ سنین اور اعلام میں احتیاط کی تاکید فرمائیے۔ میں دو صفحے بھیجتا ہوں، کارکنان مطبع کے ملاحظہ میں گذرانیے،

عربی کتابیں بہت سی خریدلی ہیں اور بہت سی آرہی ہیں، ہاں جناب! لندن کی تقویم میں آج رمضان کا آخری دن ہے۔ کل عید ہے۔ صبح کی گاڑی سے کل ووکنگ نماز پڑھنے جائیں گے۔ میرا روزہ شروع سے بڑی شان سے ہوا، مگر دردِ قولنج نے اُٹھ کے مجھے بٹھا دیا، کچھ ادھ کچے روزے ہوئے، آج کا افطار سوا نو بجے۔

آج کے خط میں، میں آپ کو اپنے گھر کا اور سامنے کے منظر کا نقشہ کھینچتا ہوں۔ ایڈورڈ ہفتم کے باپ پرنس البرٹ کا تو نام آپ نے سُنا ہوگا، جس مکان میں ہم لوگ مقیم ہیں اس کا نام البرٹ ہال مینشن ہے۔ البرٹ ہال انگلینڈ کا سب سے بڑا اور مشہور ترین ہال ہے جس میں دس ہزار آدمیوں کی نشست ہے۔ یہ ہال ہمارے مکان کے پیچھے ہے ہال کے ایک طرف میں البرٹ ہال مینشن ہے۔ یعنی عظیم الشان عمارتیں ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کے اندر چھ سات منزلیں ہیں۔ میری سکونت چوتھی منزل پر ہے جس کو ۱۱۲ زینے کی مسافت قطع کرتی ہے۔ اگر لفٹ (کل کا زینہ) نہ ہو تو اترنا چڑھنا مشکل ہو جائے۔ البرٹ ہال کے کل فلیٹ (درجۂ عمارات) کا نمبر ۷۵ سے زیادہ ہے۔ ہمارے فلیٹ کا نمبر ۸ ہے، مکان کے سامنے باغ ہے۔ اس باغ میں البرٹ میموریل ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک عظیم الشان چبوترہ پر اسٹیچو قائم ہے، چبوترہ کے چاروں طرف گوشوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس دنیا کے چار برّاعظم ایشیا، افریقہ، امریکہ اور یورپ کے باشندوں کے مع اُن کی اقلیمی خصوصیتوں کے مجسّمے ہیں، ہندوستان ہاتھی پر سوار ہے، افریقہ اونٹ پر امریکہ بھینس پر اور یورپ گائے پر، اس باغ کو طے کیجئے تو دوسرا باغ شروع ہوگا، جس کا نام نامی و اسم گرامی ہائڈ پارک ہے اور جو چار دانگ عالم میں اپنی خصوصیات کے لئے مشہور ہے یہاں اکثر اوقات لوگوں کو بے حجاب جلوے نظر آتے ہیں۔ جا بجا میدانوں میں، درختوں کی جڑوں میں، کنج باغ میں، جھاڑیوں میں دو دو کرسیاں بچھی ہوئی ملیں گی، قرآن کی آیت پاک وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ کی تفسیر کا عملی مشاہدہ آپ کو یہیں ہوگا، اس کے بیچ میں ایک نہر جاری ہے جس میں سیکڑوں کشتیاں پڑی ہیں، ہر کشتی کسی مرد یا صنفِ نازک کی اُنگلیوں سے حرکت کرتی ہوئی کسی نہ کسی جھاڑی کے سایہ میں پہنچ کر گھنٹوں آرام کرتی ہے اور انواع و اقسام کے لذائذ روحانی کا منظر دکھاتی ہے ہر کس و ناکس چلتے پھرتے یہ منظر دیکھ سکتا ہے۔ مگر آپ یہ نہ سمجھئے کہ بداخلاقی کے ان مرتکبوں کی گرفت ملک کی اعلیٰ متمدن حکومت کی طرف سے قانوناً نہیں ہوتی۔ نہیں جناب باغ کے صدر دروازے پر آپ کو جلی حرفوں میں یہ قانون تختیوں پر لکھا نظر آئے گا کہ پبلک منظر کو شرمناک واقعہ کے عملی مشاہدہ سے متاثر نہ کیا جائے مگر اس قانون کی عملی تفسیر یہ ہے کہ ہر ممکن طریق و انداز عمل سے ہر رہرو کو دعوت نظر دی جائے۔ ارضی جنّت کے اس احاطہ میں آکر فرشتۂ غیب کی جو پہلی آواز آپ کے کانوں میں آئے گی وہ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ہے۔ انگریزوں کو فخر ہے کہ ان کے اور صرف ان کے ملک کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں قانوناً فاحشہ کا وجود نہیں، لیکن عملاً ان کو یہ بھی فخر حاصل ہے کہ ان کے ملک کا کوئی راستہ، گلی، چوراہا، باغ دریا، غرض ہر وہ مقام جہاں کوئی مادی جسم رہگذر پا سکتا ہو اس شریف طبقہ کے وجود سے محروم نہیں۔

میں نے روزہ کی حالت میں اس منظر کی تفصیل کی، اس سے روزہ الگ خراب ہوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپ کے خیالات کو اشتعال دینے کا الگ مرتکب ہوا، خدا آپ کو محفوظ اور مجھے محفوظ رکھے۔ پالیٹکس کا قصہ میں نے اس خط میں نہیں چھیڑا۔ والسلام

محمد لندن ۱۶ جون سنہ ۱۹۲۰ء

عزیزم سلمہٗ، ۱۰ظ

السلام علیکم، خط ملا، غلطی سے ندوہ کی شرکت کے لئے تمہارا سفر اور کفارۂ گناہ کے طور پر گھر پہنچ جانا آج سے بہت دن پہلے معلوم ہو چکا تھا۔

یہ کیا کہتے ہو کہ ہم وزیر اعظم سے مرعوب ہو گئے۔ مرعوبیت اتنی بھی ہوئی ہو جتنی مجھے اپنے بڑے بھائی کے سامنے ہوتی ہے تو کفر۔ اس انگلینڈ میں جہاں بادشاہ بھی رسمی اور قدیم الدستور تعظیم کے سوا کسی عزت کا مستحق نہیں، وزیر اعظم سے رعب کھانا قابلِ مضحکہ تخیل ہے۔ اب تک ارکان وفد کے جس قدر بیانات، تقریریں، اور اعلانات ہوئے ہیں، ان کا عشر عشیر بھی آج تک کوئی ہندوستانی یہاں آکر نہ کر سکا۔ اب تک کس ہندوستانی کو ہمت ہوئی تھی کہ انگلینڈ کی سرزمین میں آکر جہاد کی تہدید کرے؟ کس ہندوستانی نے یہ جرأت کی تھی کہ انگلینڈ میں بیٹھ کر غیر بادشاہوں کے نام معروضے بھیجے؟ اب تک کس ہندوستانی نے یہ خطرہ گوارا کیا کہ یورپ کے دیگر وزراء کے سامنے اپنے بیانات پیش کرے؟

مجھے تو یہاں آکر جس بات سے تسکین ہوئی وہ یہ نہیں ہے کہ ٹرکی پھر جی اُٹھے گا، بلکہ اس سے ہوتی ہے کہ بوڑھے اسلام کے بجائے اب ایک نوجوان اسلام پیدا ہوتا میں دیکھ رہا ہوں، ممالک اسلامیہ کی حریت طلبی اور آزادی کے لئے پُر تکلف کوششوں کے آثار صاف نظر آ رہے ہیں، آج کل لندن میں نوجوان مصر کا وفد استقلالِ مملکت کی سند حاصل کر رہا ہے۔ فرانس میں ٹیونس کا وفد ان ہی اغراض سے مقیم ہے، رُوس کی خاکستر سے جو نئے شعلے (نئی اسلامی ریاستیں) اُٹھ رہے ہیں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بادِ مخالف کے جھونکوں سے، بجھ نہیں سکتے۔

صلح کے انعقاد تک ہم لوگوں کا قیام یہاں ضروری ہے اور آخر وقت تک انشاء اللہ مایوس نہ ہوں گے۔ بلکہ انعقادِ صلح کے بعد بھی ہمارے مطالبات اور ہمارے مساعی آخر وقت تک قائم رہیں گے۔ ہم نے اعلان کیا ہے کہ یا قسطنطنیہ یا دلی، انگریزوں کو یہ دونوں نہیں مل سکتے۔

میں تو یورپ کے طرزِ تمدن سے گھبرا گیا ہوں، مصوّع کے واقعات میں نے کسی اخبار میں نہیں پڑھے۔ کیا وہاں کسی اخبار میں شائع ہوئے تھے؟ مجھے انتظار تھا۔ یوسف صدیقی (رنگون) سے مجھے ملنا تو یاد آتا ہے، مگر تمہارے خط آنے کے بعد سے ان سے ملنا نہیں ہوا، حافظ عبدالصمد صاحب ندوی نے تو بن باسی لی ہے ان کو مجھے سلام پہنچانے سے کیا مطلب؟

محمود یوسف بھائی میاں کو سلام مسنون، معارف کے لئے یہاں سے کیا لکھوں ایک دو چیزیں لکھی ہیں، کل عید ہے، نماز دوکنگ میں ہوگی۔

ابن خلکان کو بدمذاق شاعر کہنا خود بدمذاقی ہے، ابن خلکان پر میرا ریویو گو طالب علمی کا لکھا ہے مگر اضافہ سے بالاتر ہے۔ والسلام

۴۸ لندن، ۱۶ جون ۱۹۲۰ء

ع ع ع عم محترم، سلام مسنون

۲۲ مئی کا والا نامہ میرے ہاتھ میں ہے، مجھے تعجب ہے کہ ۱۴ اپریل کے بعد سے میرا کوئی خط آپ کو نہیں ملا، اس کے دو سبب ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ فرانس سے خط لکھا تھا، شاید وہاں سے ہندوستان کی ڈاک دیر تک پہنچتی ہو، دوسرا سبب یہ ہے کہ نہ صرف مجھے بلکہ میرے تمام رفقار کو یقین ہے کہ ہمارے خطوط راستہ میں کھلتے ہیں اور اربابِ مطلب ان کو کام میں لاتے ہیں۔ اس لئے خطوط میں وہی مضامین ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھتے ہیں جن کو ہم بر ملا کہہ سکتے ہیں۔ انڈیا آفس یورپ کی سرزمین میں نظم مملکت کے رخسارہ کا داغ ہے۔ سُنا ہے کہ اس کو کسی اخلاقی عیب میں عار نہیں۔

رمضان شریف میں تو یہاں سبھی تشریف لائے تھے، کوئی دو گھنٹے ہوئے کہ رخصت ہوئے، کل عید ہے اور صبح و دکنگ کی تیاری ہے۔ اور کل ہی ڈاک کا دن ہے اس لئے ایک دن پہلے ہی خط لکھ کر ڈال جاتا ہوں۔ روزے کچھ رکھے، کچھ نہیں، طبیعت بیچ میں ناساز ہو گئی تھی، اب اس کی قضا یہاں تو کرتا نہیں، ہندوستان پہنچ کر جاڑوں میں قضا ادا ہوگی۔ یہاں کے ۱۸ گھنٹوں کے روزے کی قضا نہیں معلوم وہاں کے ۱۲ گھنٹے کے دنوں میں ادا ہو سکتی ہے یا نہیں، مولویوں سے فتویٰ پوچھنا پڑے گا۔

رفیقہ صاحبہ کو اگر تبدیل آب و ہوا کی ضرورت ہے تو میری طلب رضا تو "تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود" کا مصداق ہے۔ دو مہینوں کے جواب انتظار میں کہیں ضرورت فوت نہ ہو جائے۔ آپ تو جانتے ہیں کہ میں ان چیزوں میں آزاد ہوں، ضرورت و مصلحت طلب رضا پر مقدم ہے۔ والدہ کی اجازت کافی ہے۔ خیر اس قصہ کو جانے دیجئے۔ سات ہزار میل کے پار بھی آپ اس سے چھٹکارا نہیں لینے دیں گے۔ قصہ زمین برسر زمین، کمبخت اس چھوٹی سی زنجیر کا طول کس قدر ہے، کہاں سے کہاں پہنچتی ہے۔

اچھا اب مزہ مزہ کی باتیں سنئے! یورپ و ایشیا کے اسلامی اخبارات پڑھیے تو معلوم ہوگا کہ اس وقت تمام ممالک اسلامیہ میں ایک آگ سی لگی ہوئی ہے۔ آج ایک اخبار نے ایک کارٹون چھاپا ہے جس میں یہ نقشہ دکھایا ہے کہ انگلینڈ، فرانس اور اٹلی کھڑے ہیں اور ایک بہت بڑا سانپ ان تینوں کے بدن میں چمٹ گیا ہے۔ اس سانپ کے کسی دھڑ پر "فیوم" لکھا ہے کسی پر "ایران" لکھ دیا ہے۔ کہیں "بالشوزم" کہیں "ترکی" غرض ایک بلا ہے جو یورپ کو چمٹی ہوئی ہے۔ یہاں اسٹرائک کا یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حال ہے کہ وہ گویا دن رات کی مساوات ہو گئی ہے۔ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بلا ہندوستان کو بھی لگ گئی ہے۔

ہندوستان کی خبروں کے متعلق جو چیز مجھے سب سے زیادہ خوش آئی، وہ بعض ملازمین سرکاری کی کانفرنس ہے۔ ڈاکخانہ والوں کی کانفرنس، صوبہائے متحدہ کے کلرکوں کی کانفرنس، ریلوے والوں کی کانفرنس، ہر ہر صوبہ میں کلرکوں کی کانفرنس ہونی چاہیئے۔ ملازمین سرکاری میں ان ہی کی حالت سب سے زیادہ ردّی ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کی آئندہ آزادی میں سرکاری ملازموں کی یہ کانفرنسیں انشاء اللہ بہت کارگر آلہ ثابت ہوں گی۔

انگلستان کی لیبر پارٹی سے مجھے کوئی امید نہیں، آئرلینڈ کی حمایت میں بہت زور سے اٹھی مگر چند ہی روز میں بیٹھ گئی۔ پولینڈ کی مخالفت میں بڑا جوش دکھایا۔ مگر شاید ایک ہفتہ سے زیادہ قیام رہا ہو۔ انگریزوں کا دماغ فطرتاً اس قدر تنگ واقع ہوا ہے کہ اس میں بین الاقوامی وسعت کی صلاحیت نہیں۔ ان کے دماغ سے قومی خودغرضی جا ہی نہیں سکتی۔ روسی بالشویکوں سے ان کو بڑی ہمدردی ہے مگر زبانی و تحریری سے آگے نہیں۔

یورپ کی جمہوریت کا رعب تو یہاں آکر فوراً اُتر گیا، یورپ کی جمہوری ترقی کی اصلیت صرف اس قدر ہے کہ ابتدائے ایام میں صرف بادشاہ مالک ہوتا تھا، اس کے بعد زمیندار و تعلقہ دار و نواب مالک ہو گئے تھے جن کو ٹوریز یا کنسرویٹوز کہتے ہیں۔ اب تمام تر قوت تاجروں، نو دولت مندوں اور سوداگروں کے ہاتھوں میں ہے جن کا نام لبرل ہے۔ ان کی سیاست کا مقصد صرف اپنی تجارت کی رونق اور دولت کا حصول ہے اور بس۔

حالانکہ یہاں کے مزدور و غریب طبقہ کی بے بسی کی وہی کیفیت ہے جو ہمارے یہاں عام طبقہ کی ہے۔ تاہم یہاں کے مزدور و غریب آپ کے یہاں کے متوسطین سے بہتر ہیں، لیکن نسبت تو یہاں سے لگائیے کہ یورپ میں دولت کی یہ کثرت ہے، کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس گرانی کے زمانے میں بھی یہاں کا پونڈ قدر و منزلت میں آپ کے روپے کے برابر یہاں کا شلنگ آپ کے آنے کے برابر، یہاں کا پینس آپ کے پیسوں کے برابر ہے۔ عام بول چال کی زبانوں میں ان سکوں کا نام اس بے وقعتی سے لیا جاتا ہے جیسے روپیہ آنہ، پائی، کا آپ کے ملک میں۔

طرز لباس، سکونت اور ظاہری نمائش کے لحاظ سے آپ تمیز نہیں کر سکتے کہ امیر کون ہے اور غریب کون۔ وہ با تکلف اور بھڑک دار لباس اور آراستہ کرے آپ محنت و مزدوری کرنے والوں کے دیکھیں گے کہ وہ آپ کے یہاں اُمرار کو نصیب نہیں۔ ہمارا نوکر ایک پونڈ فی ہفتہ پاتا ہے۔ ہمارے یہاں ٹائپ کرنے والی لڑکی نوکر ہے۔ اس کا کوٹ ڈیڑھ سو دو سو سے کم کا نہ ہوگا۔ ریشمی پائتابے سے کم تو کسی راستہ چلنے والی عورت کے پاؤں میں بھی نہ پائیں گے۔ جس طرح بمبئی و کلکتہ کے مکانات آپ کے ہندوستان میں ہیں، آپ سارے انگلستان کی آبادی کے مکانات تقریباً دیسی سمجھ لیجئے۔ رات کو تھیٹر اور سینما دیکھنے کے لئے ٹکٹ گھر سے لے کر دُور تک سڑک پر لوگوں کی صف دن سے لگی رہتی ہے۔

جو پوشاک یہاں نوکر پہنتے ہیں وہ آپ کے یہاں کے بڑے صاحب لوگ بنے ہوئے فخراً پہنتے ہیں۔ قالین و مخمل پاؤں کے تلے دروازے سے لے کر کمرہ تک آپ گھر گھر پائیں گے، گھروں کی آرائش و پیرائش مشرقی قصر و ایوان کو مات کرتی ہے۔ کمتر کوئی ہاتھ قیمتی پتھر کی انگوٹھی سے خالی ہوگا۔ ہر بیس پچیس قدم پر یہاں جوہری کی دکان پائیں گے۔ سونے چاندی کے سامان دیکھیں گے۔ موٹر سے نیچے کوئی پاؤں نہیں رکھتا۔

سوال یہ ہے کہ دولت کی یہ بہتات آئی کہاں سے؟ کیا ہماری جیبوں سے؟ عرب شاعر متنبی کہتا ہے ع ”مصائب قوم عند قوم فوائد“ یعنی ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوم کی مصیبت کے معنی ہی دوسری قوم کے نعمت کے ہیں۔" ایشیا لُٹ کر یورپ آباد ہوا ہے ہمارے گھر خالی ہوئے ہیں تو یہاں کے گھر بھرے ہیں، ہم ننگے ہوئے ہیں تو یہاں ابریشم و سنجاب کی بہار آئی ہے۔ ہم بھوک سے مرتے ہیں تو یہاں کے ہوٹلوں اور ریسٹورانوں میں یہ چہل پہل ہے۔ ہمارے گھر غم خانے ہیں، تب یہاں یہ عشرت خانے سجے ہیں۔ پس اصلی چیز سودیشی ہے اور بس!

رات زیادہ آئی ہے۔ رخصت ہوتا ہوں۔ صبح سویرے اُٹھ کر ووکنگ تک ریل کا سفر کرنا ہے۔ آپ کے نام ایک پیکٹ میں دو اخبار بھیجتا ہوں جن میں میرے مضامین چھپے ہیں۔ والسلام۔

۴۹ لندن، ۱۶ جون ۱۹۲۰ء

سلام محبت! ع ۔م

عنایت نامہ ۲۰ مئی کی رسید قبول فرمایئے۔ "پیامِ امن"[1] کی نسبت میری رائے وہی ہے جو پہلے تھی کہ آپ لِلّٰہ اس میں مذہب کو ہاتھ نہ لگائیں، خواہ وہ مسئلہ جہاد ہو، اور صحیفہ الہلال کی طرح آیتوں سے مؤید ہی کیوں نہ ہو۔

چند روز ہوئے کہ شکسپیئر ہٹ میں جو ہندی طلبہ کا مسکن ہے امن کے پیامبر ٹیگور کی زیارت ہوئی۔ طلبہ نے ان کے اعزاز میں ایک جلسہ کیا تھا جس وقت وہ جلسے میں آئے تو میرے سامنے عمر خیام کی صورت کھنچ گئی۔ دراز قد، لمبی داڑھی، بڑا زرد کرتہ، اُلجھے ہوئے سر کے بال، ایک سیاہ گول بڑی ٹوپی پہنے۔ جب تک جلسہ ہوتا فرش پر سر نیچے کئے بیٹھے رہے۔ آخر میں لوگوں نے تقریر پر اصرار کیا۔ تو نہایت متانت کے لہجے میں آنکھیں نیچی کئے چند منٹ تک میٹھے میٹھے باتیں کیں جس میں یہ اظہار

---

[1] مکتوب الیہ کی ایک تصنیف۔ ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ "میں شہرت کو جو مجھے بدنصیبی سے حاصل ہو گئی ہے، اپنا دشمن جانتا ہوں، میں ایک زاویہ پسند، عزلت نشین آدمی تھا۔ عزت کی جگہوں سے بھاگتا ہوں۔ شور و غل کو ناپسند کرتا ہوں"۔ مجھے تو سراسر بناوٹ معلوم ہوتی تھی۔

الف لیلہ اور بوستانِ خیال وغیرہ سلسلۂ نادرہ کا کتبِ تصوّف ہونا کیا مشکل[1] ہے، جب ہمارے قدما ر گلستاں کو اور ایک اور عارف نحو کی کتاب کافیہ کو اس سے پہلے اسی سلسلے میں داخل کر چکے ہیں۔ اُن کتابوں میں یہ روحانی کمال ہو یا نہ ہو لیکن ان بزرگوں میں دماغی کمال یقیناً تھا اور اب پھر ثابت ہو جائے گا کہ یہ کمال اس صدی کے بعض بزرگوں میں بھی موجود ہے۔

کل ایک کتب فروش کی دکان پر گیا تھا۔ اس کی وسعت کو دیکھ کر حیران ہو گیا، یہ برٹش میوزم کے سامنے واقع ہے، ہر موضوع، ہر سبجکٹ اور ہر مبحث کی کتابوں کا الگ صیغہ اور الگ عملہ تھا۔ مشرقی زبانوں اور کتابوں کا الگ، نقشوں کا الگ، تاریخ کا الگ، غرض ایک ایک علم و فن کا الگ، عمر خیام کی رباعیات کا ایک نسخہ دیکھا۔ جس کے ایک ایک صفحے پر ایک ایک انگریزی ترجمہ کی رباعی اور مقابل کے صفحہ پر رباعی کی مادی تصویر، گویا رباعی کے مفہوم کو تصویر سے مجسم کیا ہے۔

رعیت دیکھا، زمانہ دیکھا، خلافت دیکھا، حرّیت دیکھا، بندے ماترم دیکھا، اور سب پنچوں کے بیچ میں زمیندار[2] دیکھا، وہی پیچ و خم، وہی تال سُر، اب دیکھتا ہوں کہ ہندوستان کی دنیا بدل گئی، مگر سچ بتایئے کہ کاغذی تہ میں بھی کچھ ہے۔

معارف میں اتحادِ مذاہب کی انجمن پر آپ کا نوٹ پڑھا۔ کیا واقعی آپ سمجھتے

---

[1] مکتوب الیہ کی رائے تھی کہ یہ کتابیں تصوّف میں ہیں اور یہ داستانِ حقیقت مجاز کے رنگ میں ہے ۱۲ [2] یہ سب اس زمانے کے ہندوستانی اخبارات کے نام ہیں جن میں سے بعض اب بھی نکل رہے ہیں۔ "س"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ یورپ میں اس تخیّل کا کوئی عمیق اثر ہے۔ مَیں تو ان تمام سلسلوں کا ایک ہی سررشتہ جانتا ہوں کہ مشرق کو ان منتروں کے ذریعہ سے اور خفت تمر کرنا، یہ ہیں وہ جن کی نسبت حضرت سعدیؒ نے فرمایا ہے سے "یکے دزد باشد دگر پردہ دار"

لائڈ جارج وکرزن وبرائس وغیرہم کو ادھر اشارہ ہے کہ تم جوتے لگاؤ ادھر یہ دوست بن کر سر سہلاتے ہیں کہ جانے دیجئے، انتقام کا خیال دل میں نہ لائیے، ان کو مارنے دیجئے، آپ اپنا ہاتھ نہ اٹھائیے۔ اتحاد دینی کیجئے، اتحاد انسانی کیجئے، ان کے کینوں کو خاطر میں نہ لائیے، آپ محبت کا برتاؤ کیجئے۔ لیکن ہم تو مسلمان ہیں جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا کا قانون جانتے ہیں، ان کو کیوں نہ منتر پڑھ کر پھونکئے، جن کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ "تمہارے ایک گال پر کوئی تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی پھیر دو" انجمن اتحاد دینی قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے، انجمن قتلِ دروغ گویاں قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

اب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جس عظیم الشان مجلس کا آپ نے ذکر فرمایا ہے اس قسم کی متعدد وہمی انجمنیں یہاں قائم ہیں، ایک دوسری انجمن "اتحادِ مشرق و مغرب" ہے۔ میرے پاس اس کے قواعد و مقاصد آئے ہیں، آپ کے لئے بھیجتا ہوں۔

ٹرکی کے معاہدات کی نظر ثانی تو یقیناً ہو گی، لیکن سوال یہ ہے کہ اس کی نظر ثانی بھی کیا ہو گی، کہیں ایک دو بِسوے زمین کی رعایت اور کہیں دو چار آدمیوں کی کمی بیشی کر دی جائے گی، پورا نقشہ یہ ہے کہ ٹرکی کو مٹا کر یونانِ جدید کو یونانِ قدیم کے طرز پر پورے ایشیائے کوچک پر قابض کر دیا جائے، وہ تمام کانیں اور مادی دولت کے ذخیرے جن پر ملک کی زندگی کی بقا ہوتی ہے، وہ بھی ایک ایک کر کے "دول عظمیٰ" میں تقسیم کر دیئے گئے۔

مجھے تعجب آتا ہے کہ یورپ کے "پیغمبرانِ امن و داعیانِ صلح" اپنی دعوت و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشتر کے فرض کو یورپ کے بجائے مشرق میں انجام دینے کی کیوں ضرورت سمجھتے ہیں؟ امن و اتحاد کی دعوت پہلے لائڈ جارج وکرزن کی کیبنٹ میں دینا چاہیئے تب عبد الماجد اور سید سلیمان کے جھونپڑوں میں۔ وہائٹ ہال[1] اور ڈوننگ اسٹریٹ[2] میں یہ صدا گونجنی چاہیئے، تب شبلی منزل اور خاتون منزل میں۔ ورنہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کچھ لوگ ہمارے خون اور پیٹھوں کو تلواروں سے کاٹنا چاہتے ہیں۔ کچھ اپنے وعظ و پند سے ہمارے احساسات و جذبات کو مخدر کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اس قطع و برید کی تکلیف کو محسوس نہ کریں۔ غرض دونوں اپنے قاعدہ سے ایک ہی منزل مقصود کا عزم رکھتے ہیں اور وہ ہماری جسمانی و روحانی فنا! اذلک ما امنت بہ۔

آپ کے نام ایک پیکٹ میں دو رسالے بھیجتا ہوں، ممنون ہوں گا اگر "نیو اسٹیٹسمین" کے مضمون کا ترجمہ معارف کے تراجم میں دے دیجیئے۔ والسلام۔

۵۰

لندن[3] ۳۰ جون سنہ ۱۹۲۰ء

عم محترم! السلام علیکم، پچھلے ہفتہ کی خاموشی اختیاری نہیں اضطراری تھی۔ ع ع[4]

دردِ شکم جو حقیقت میں دردِ جگر ہے، اس کا حملہ پچھلے ہفتے ۱۹ جون کو ذرا سخت پڑ گیا۔ ڈاکٹروں کو بلوا کے دکھایا۔ اسپیشلسٹ کو دکھایا، سب یہ کہتے ہیں کہ یہ گال بلیڈر (صفرا کی پتھری) میں کنکر ہے اور اس کا علاج بجز اس کے کہ آپریشن سے اس کو نکالا جائے ناممکن ہے۔ یوں لیپ پوت دوا سے ہوتی رہے گی مگر درد کا حملہ یک دم نہیں جا سکتا۔ آپریشن کے نام سے "ایک ہندوستانی" کو جو ڈر ہو سکتا ہے وہ آپ سمجھ سکتے ہیں آپریشن کرانے کی ہمت نہیں ہوتی۔ فرانس کے ایک ترک ڈاکٹر نہاد رشاد نے جو دوست ہیں لکھا ہے کہ پیرس آکر آپریشن کراؤ۔ یہاں ڈاکٹر اچھے ہوتے ہیں۔ دیکھئے کیا ہو خیال

---

[1] انڈیا آفس کا مقام ۱۲ — [2] دفتر وزارت خانۂ لندن

[3] کاتب کا مستقر ۱۲ — [4] مکتوب الیہ کی قیام گاہ ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہوتا ہے کہ اگر زندگی میں آپریشن کرانا ہی ہے تو اس سے اچھا موقع کب ملے گا؟ اور لندن و پیرس سے بڑھ کر سرجن کہاں ملیں گے، کل صاحبزادہ آفتاب احمد خاں دیکھنے آئے تھے۔ مسز سروجنی نایئڈو بھی عیادت کو آئی تھیں۔ سب کی یہی رائے ہوئی ہے کہ ہمت کرکے کر گذرو۔ مگر ان ڈھارسوں پر بھی آپ جانئے کہ ہندوستانی کا دل کتنا؟

بہر حال بالفعل تو اچھا ہوں اور کوشش جہاں تک ہوگی یہی کروں گا کہ آپریشن ٹل سکے تو اچھا ہے۔ آگے خدا کی مرضی۔

محمد علی صاحب مع ہمراہیوں کے فرانس ہیں۔ میں اس علالت کے سبب سے نہیں گیا۔ آج فرانس سے خبر آئی ہے کہ سلطان المعظم نے ارادہ سینہ (اپنا خط) بھیجا ہے کہ وہ داماد فرید پاشا پر اعتماد نہیں کرتے اور جو کچھ داماد کہیں گے اس کے ذمہ دار سلطان نہیں۔

۵۱ پیرس، ۸ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء

م/ع

برادر عزیز، السلام علیکم،

گذشتہ خط میں میری علالت کی خبر سن کر آپ کو اضطراب ہوا ہوگا، لیکن الحمدللہ کہ اب میں اچھا ہوں جس طرح اعظم گڈھ واقع شبلی منزل (شبلی منزل واقع اعظم گڈھ نہیں) میں کھاتا پیتا، چلتا پھرتا تھا، اب پھر کھاتا پیتا اور چلتا پھرتا ہوں۔ انگریز ڈاکٹر سب آپریشن کی رائے دیتے ہیں لیکن ڈاکٹر شادنے مجھے لندن سے زبردستی پیرس بلوایا ہے کہ انگریز ڈاکٹروں پر اعتبار نہیں۔ تم یہاں آؤ اور فرنچ ڈاکٹروں کو دکھاؤ۔ رات انھوں نے بغور دیکھا اور رائے دی کہ آپریشن کی مطلق ضرورت نہیں، دوا اور پرہیز سے صحت کلی ہو سکتی ہے۔ اور آج یا کل امراض کبدی کے کسی ماہر ڈاکٹر کو دکھلانے کا وعدہ کیا ہے۔ اس کے بعد آخری رائے قائم کی جائے گی۔ پرسوں شام کو یہاں پیرس آیا ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں ٹیونس کے مسلمانوں میں ایک صاحب دل شیخ عبدالعزیز ثعالبی ہیں روشن خیال عالم اور صاحب نظر مسلمان ہیں۔ ہندوستان کا اور تمام بلاد اسلامیہ کا سفر کیا ہے۔ یہ ۱۹۱۲ء میں ہندوستان بھی آئے تھے۔ اور مجھ سے الہلال کے دفتر میں کلکتہ میں ملاقات ہوئی تھی۔ آج کل وہ یہاں مقیم ہیں۔ ہم لوگوں سے بھی اکثر ملتے جلتے ہیں۔ فرانس کی گورنمنٹ نے بیچارہ کی خانہ تلاشی لی اور ٹیونس کے اخبارات کے دفتروں میں ان کے مضامین کی خانہ تلاشی لی گئی۔ رات میرا آنا سن کر ملنے آئے تھے، گورنمنٹ نے اُن پر تین الزام قائم کئے۔ بالشویک سے مراسلت، برلن سے خط وکتابت اور آخری یہ کہ ہندوستانی مسلمانوں سے میل جول۔ ٹیونس کے مسلمانوں نے پارلیمنٹ کا اعلان کر دیا ہے۔ اور ان کا ایک وفد انہی مطالبات کے لئے یہاں آیا ہوا ہے۔

ٹرکی کا معاملہ اب مصطفےٰ کمال پاشا کے زور بازو پر آکر رک گیا۔ اور یورپ کے ارباب سیاست اب ترکی و یونان کی کشتی کا موازنہ کر رہے ہیں جس طرف پلّہ جھکے گا ادھر ہی رُخ پلٹے گا۔

کتابیں چارسو کی خریدلیں اور آپ کے نام اعظم گڈھ بھجوائی ہیں لیکن کتابوں کی فرمائش ان چارسو سے کہیں زیادہ ہے۔ اس لئے اسی قدر اور روپیہ کی ضرورت پڑے گی۔ مشین کے متعلق ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ والسّلام۔

۵۲ ہوٹل ویگرام، پیرس ۱۶ جولائی ۱۹۲۰ء

ع م

قاصدِ امن کو سلام،

۱۱ جون کا والا نامہ ۱۲ جولائی کو ملا۔ میں نے آپ کو اگر دلائل نقلیہ سے مرعوب کرنا چاہا تو آپ مجھے براہینِ عقلیہ سے دبانا چاہتے ہیں۔ آپ کو تو اب قرآن مجید کی آیتوں پر اس قدر عبور ہو گیا ہے کہ آپ سے باتیں کرتے ڈر معلوم ہوتا ہے، بہرحال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے یہ خوشی ہوئی کہ آپ کو قرآن مجید کے کسی نوع کے معجزہ ہونے کا یقین تو آیا آپ کو اگر میرے قرآنی استدلال سے تسکین نہیں ہوئی تو مجھے بھی آپ کے فلسفیانہ استشہاد سے تسلی نہیں ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ "تم انگریز کو برا کہتے ہو اور میں انگریزیت کو، تم شیطان کو لعنت کرتے ہو میں شیطنت کو" یہ تفریق میری سمجھ میں نہیں آئی۔ انگریز میں اگر انگریزیت اور شیطان میں اگر شیطنت نہ ہو تو اس کو کیوں برا کہے۔ شیطنت نہ ہو تو شیطان، شیطان نہیں، میں اس وجود کو برا کہتا ہوں جو شیطنت سے معمور ہے اور آپ نفس شیطنت کو۔ یہ تو ایک نزاع لفظی ہے۔

میر اکبر حسین صاحب کا فلسفہ اپنی صنعت تضاد میں ممتاز ہے۔ وہ کیا چاہتے ہیں، اور کیا کہتے ہیں، میں تو ان کے فلسفہ کے اب معنی یہ سمجھنے لگا ہوں کہ "احوالِ رواں جو کچھ ہوں ان کی مذمت و تنقید۔"

ہمارے خواجہ حسن نظامی صاحب میں جہاں اور کچھ ہے وہاں "اخبار بازی" کا بھی ذوق ہے۔ نظام المشائخ سے لے کر اب تک وہ کسی رسالہ یا اخبار کو زیادہ دن تک نباہ نہ سکے۔ ایک مہینہ ہوا ان کو میں نے ایک دلچسپ خط لکھا ہے۔ انھوں نے اخبار "رعیت" میں زاغلول پاشا کو عیسائی لکھا تھا، میں نے زاغلول پاشا سے اس لطیفہ کا ذکر کیا، وہ دیر تک ہنستے رہے۔ بھائی وہ مسلمان ہیں اور مفتی عبدہٗ اور ازہر کے شاگرد ہیں۔

۱۴ جولائی فرانس کی عید حریت کا دن ہے۔ ان کے خیال میں یہ وہ دن ہے جب "دنیا" نے "عدالت"۔ "اخوت"۔ "مساوات" پائی۔ دنیا سے "مختصر فرانس" مراد ہے۔ بہر حال پرسوں اور کل یہاں حریت کا جشن تھا۔ تمام شہر بقعہ نور تھا، عمارتیں جھنڈیوں سے آراستہ تھیں، ہر چوراہے پر باجے بج رہے تھے۔ جس کے چاروں طرف صدہا انسانی جوڑوں کا پرا تھا۔ باجہ کے تال سُر پر ایک ایک مرد اور ایک ایک عورت کے پاؤں میں خود بخود جنبش ہونے لگتی تھی۔ سینہ سے سینہ لگ جاتا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور علی الحیان ایک ساتھ رقص فاسقانہ شروع ہو جاتا تھا۔ کسی کا نشہ اسی حالت میں تیز ہو گیا تو "مراقصہ" سے بڑھ کر ملاعبہ، پھر ملامسہ، آخر..." تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ تمام شہر کے چوراہے اسی منظر سے معمور تھے۔

مجھے دردِ شکم کا دورہ ہوتا رہتا ہے۔ پچھلا دورہ سخت پڑ گیا۔ گال بلیڈر کی تجویز ہے۔ مضمحل ہو گیا ہوں۔ والسلام

۵۳؎ پیرس ہوٹل ویگرام، ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء

م، ع مہاجر وطن کا سلام لیجئے،

طبیعت پچھلے دورہ کے حملے سے اب بحال ہوتی جاتی ہے۔ گو ہندوستان کے مقابلہ میں یہاں بہت دُبلا ہوں، خصوصاً اخیر حملہ نے بہت تھکا دیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہاں کی آب و ہوا بھی بدن کی فربہی کی تہ کچھ نہ کچھ اُتار دیتی ہے۔ ادھر دو تین ہفتہ کے خطوط میں اپنی ہی بیتی دُہرا رہا ہوں کہ جگ بیتی کی فرصت نہیں۔ ڈاکٹر رشاد نہاد کے اصرار پر میں پیرس آیا۔ چند روز ہوئے کہ وہ یہاں کے مشہور ڈاکٹر کے پاس لے گئے اس نے دیکھا بھالا اور رائے دی کہ آپریشن کی ضرورت نہیں۔ اس نے کہا کہ "میں خود سترہ برس ہوئے کہ اس مرض میں مبتلا ہوا، اور ۵۰ حملے اس درد کے سہے لیکن بلا آپریشن صحیح و تن دُرست ہو گیا۔" اس نے رائے دی کہ دو ہفتے کے لئے ویشی چلے جاؤ۔ ویشی فرانس میں ایک صحت بخش مقام ہے، وہاں معدنی پانی ہے جو معدہ و جگر کے لئے اکسیر ہے اور خاص طور پر ان امراض کا وہاں علاج ہوتا ہے، چنانچہ اس بنا پر میرا ارادہ چند روز میں وہاں جانے کا ہے۔

مہاجرین سندھ؎ کے مؤثر منظر نے یہاں کے حلقوں میں بھی تعجب پیدا کر دیا ہے۔

؎ تحریک ہجرت کے سلسلہ میں ان پر زیادتیاں کی گئی تھیں۔ ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگریزی اخبارات میں یہ خبریں شائع ہوئی ہیں، اب کل کے اخبارات میں ہاؤس آف کامنس کی رپورٹ شائع ہوئی ۔ جس میں خلافت کی تحریک کو بزور دبانے، مسٹر گاندھی کی آزادی محدود کرنے، چھوٹانی اور دیگر کارکنانِ خلافت کو ڈرانے کی تقریریں اور سوالات و جوابات ہوئے، مانٹیگو صاحب نے فرمایا کہ میں ان باتوں کو حکومت برطانیہ کے ان ارکان پر جو ہندوستان میں امن قائم رکھنے کے ذمہ دار ہیں، چھوڑتا ہوں۔

ریوٹر کے تاروں میں شاید یہ خبر آپ کو پہلے ہی مل چکی ہوگی،

اس ہفتہ ٹیونس، مصر، شام اور عراق کے ارباب فہم وعقل سے ملاقات ہوئی اور طبیعت خوش ہوئی۔ وَالسُّکُوْتُ تَارَۃً اَفْصَحُ مِنَ النُّطْقِ۔

حجاز کے عرب وفد سے اس دفعہ پھر ملنے گیا، چونکہ ہندوستانی مسلمانوں کے دلوں میں عربوں کی طرف سے سخت غصہ ہے، اس لئے ناممکن ہے کہ پہلی ملاقات میں کوئی غیور مسلمان اپنی گفتگو میں اعتدال قائم رکھ سکے۔ خود میرا پہلی ملاقات میں یہی حال ہوا تھا۔ لیکن بعد کو خیال ہوا کہ اب اس سے کیا فائدہ ہے۔ اب تو بھلائی اسی میں ہے کہ اخلاص ومحبت کے ساتھ معاملات کے عواقب ونتائج سے انہیں خبردار کیا جائے۔ چنانچہ بعد کو ان سے یہی وتیرہ اختیار کیا۔

جناب شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی، سالہا سال کے غم وغصہ کھانے کے بعد ابھی پہلی دفعہ ہم لوگوں کے ساتھ ان سے جا کر ملے۔ بس جاتے ہی برس پڑے، بڑی کوشش سے ان کو روکا مگر وہ کسی طرح نہ رکے۔ دو گھنٹے تک بحث رہی وہ اسباب ومصالح اور وجوہ بیان کرتے رہے۔ اور یہ اعتراضات کرتے تھے۔ مجھ سے بدگمان نہ ہو جیئے گا، اگر میں یہ کہوں کہ اب مجھے عربوں سے ہمدردی ہو چلی ہے۔

ٹرکی کا معاملہ اس خط کے پہنچے سے پہلے سر بمہر ہو چکے گا۔ تاہم اس وقت کی پوزیشن یہ ہے کہ اناطولیہ کے ترک جواب قوم ومملکت ہیں۔ ان شرائط کی تسلیم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراف کے لئے تیار نہیں، قسطنطنیہ کی حکومت جو اتحادیوں کی توپوں کی زد میں ہے وہ معذور و مجبور ہے۔

مہربانی کرکے سیرت جلد اول قسم اعلیٰ کا ایک نسخہ ہدیۃً اس پتہ سے بھیج دیجئے۔

"پروفیسر مارگولیوتھ آکسفورڈ" والسلام۔

۵۲ پیرس، ہوٹل دیگرام، ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء

م ع
ہندی مسافر سلام کرتا ہے۔

اس ہفتہ میں نے اپنے کو ایک فرنچ ڈاکٹر کو دکھایا۔ اس نے کہا کہ آپریشن کی کوئی ضرورت نہیں۔ ویشی یہاں ایک مقام ہے جہاں کے قدرتی چشموں کا پانی معدہ و جگر کے امراض کے لئے مفید ہے۔ اس نے تاکید کی کہ دو ہفتہ وہاں جاکر قیام کرو۔ امید ہے کہ اب اس پر عمل کروں لیکن مشکل یہ ہے کہ اب واپسی کی جلدی ہے۔

ٹرکی کا معاملہ اب صرف مصطفیٰ کمال کے زور بازو پر موقوف ہے۔ یہاں عربوں سے اکثر ملاقاتیں ہوئیں۔ ان کے بیانات بھی سنے۔ یورپ کی تعلیم نے تمام اقوام عالم کے کانوں میں قومی و جنسی تفریق کا جو منتر پھونک دیا ہے وہ اب کسی ردِ سحر سے اتر نہیں سکتا۔ گو اتحادِ اسلامی کے خواب سب کو نظر آتے ہیں اور کوئی دل اسلام کے انجام کی فکر سے خالی نہیں، لیکن ساتھ ہی اب کوئی قوم کسی دوسری قوم کی ماتحتی قبول کرنے کے لئے بھی تیار نہیں، عرب ممبروں نے رائے دی ہے کہ مسلمانانِ ہند کے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ اپنے مطالبات کے ساتھ ایک وفد شریف کے پاس بھیجیں۔ جو مسئلہ خلافت اور دیگر مسائل کو ان کے سامنے پیش کرے، عربوں کو شکایت ہے کہ ہندوستان کے مسلمان ہم سے خفا اور برہم ہیں اور ہماری دستگیری سے بے پروا ہیں۔ ان کو قسطنطنیہ اور تھریس کی دھن ہے لیکن بلادِ مقدسہ کی کوئی فکر نہیں۔ ہم نے کہا اول تو یہ کلہاڑی آپ ہی نے اپنے پاؤں پر ماری ہے۔ اس کے علاوہ یہ اعتراض غلط ہے۔ ہمارے یہ رسالے اور کاغذات ہیں دیکھئے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھیئے، کعبہ کو چھوڑ کر ہم کو اور کونسا آستانہ مل سکتا ہے۔ ابھی ایک فرنچ مہمان مع میم صاحبہ کے ملاقات کو آ گئے۔ اس لئے خط کو مجبوراً ختم کرتا ہوں۔

۵۵ ویشی (ملک فرانس)، ہوٹل دود ہون اینڈ سورے ہوٹل،

۱۲ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء برادرم سلمہٗ ۴۴ع

حسب تحریر سابق کل ۱۲ جولائی کو تین ہفتوں کے لئے میں ویشی آیا ہوں۔ یہ معدہ و جگر کے بیماروں کے لئے خاص صحت گاہ ہے۔ گرمی کے تین چار مہینوں میں یہ نہایت آباد رہتا ہے۔ پھر یہاں خاک اُڑتی ہے۔ آج کل یہ بہار پر ہے۔ پیرس سے سات گھنٹوں کی مسافت پر ہے۔ یہاں چند قدرتی معدنی چشمے ہیں جن کا پانی معدہ و جگر کی بیماریوں کے لئے آبِ حیات ہے۔ ان چشموں کو گورنمنٹ نے خوشنما قبوں کے سایہ میں کر دیا ہے۔ ان پر پتھر کے کنگرے بنا کر چاروں طرف لگا دیئے ہیں جن سے پانی نکلتا ہے چاروں طرف لوہے کی تیلیوں کا کٹہرہ ہے جن میں چھوٹی چھوٹی ہزاروں کیلیں جڑی ہیں ہر کیل میں ایک گلاس لٹکا ہے۔ گلاسوں پر نمبر پڑے ہیں۔ کٹہرے کے نیچے پانی پلانے والیاں کھڑی رہتی ہیں۔ چاروں طرف صبح و شام ہزاروں آدمیوں کا میلہ لگا رہتا ہے۔ پانی شور اور گرم ہے۔ سعدی کہتے ہیں ؎

ہر کجا چشمۂ بود شیریں مردم و مور و مرغ گرد آیند

مگر یہاں چشمہ ہائے شور کے گرد مردم و مور و مرغ کا مجمع ہے۔ البتہ ان شور چشموں کی تقریب سے "زندہ اور رواں شیریں چشمے" ہر جگہ چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔

مسافروں کے اس عارضی شہر میں دماغی، علمی، تفریح گاہ سے لے کر جسمانی عیش و عشرت گاہ تک پہلو بہ پہلو نظر آتے ہیں اور یہی فرانسیسی تمدن کے خصائص ہیں۔

آپ کو معلوم ہے کہ ہندوستان میں ہر سفر کے بعد میرا بیمار پڑنا ضرور تھا۔ یہاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متواتر سفر ہے۔ صبح کہیں شام کہیں۔ بار بار کی تبدیل آب و ہوا۔ اختلاف غذا، شب بیداری، اور دردِ شکم (یا دردِ جگر کہیئے) کے بار بار حملے سے اس قدر خستہ ہو گیا ہوں اور خصوصاً درد کے آخری حملے نے تو یک گونہ مجھے مایوس کر دیا تھا۔ میں نے آپ لوگوں کو قصداً اپنی پوری کیفیت سے آگاہ نہیں کیا کہ اضطراب ہو گا۔ بہر حال یہ حقیر زندگی گو قوم اور ملک و ملت کی ملکیت ہو چکی ہو۔ اور شخصی ملکیت سے نکل چکی ہو تاہم اپنی ذات کی محبت اس قدر باقی ہے کہ بآسانی اس کو ہاتھ سے دینے پر نفس راضی نہیں۔

میں یہ لکھ چکا ہوں کہ انگریز ڈاکٹر آپریشن کو کہتے ہیں لیکن فرنچ ڈاکٹروں کی رائے آپریشن کی نہیں۔ وہ اس کو قابلِ علاج سمجھتے ہیں اور اس کے لئے ویشی کے قیام کا مشورہ دیا ہے۔ یہاں کا پانی وہ کہتے ہیں کہ خاص طور پر مفید ہے۔ دعا کیجئے کہ خدا صحت کامل دے۔ اور اس منحوس مرض سے نجات بخشے۔

ترک و عرب کے ہنگاموں سے اب عرب کی آنکھیں کھلی ہیں اور ان کو یورپ کے سیاسی وعدوں کی طفل تسلی کی حقیقت نظر آتی ہے۔ لیکن اب جب کہ پانی سر سے گذر چکا۔ ویشی میں الجیریا کے بہت سے مسلمان ہیں کل ایک سڑک پر وہ ترکی ٹوپیوں اور عربی جبوں میں نظر آئے، ملاقات کی جرأت نہ کی۔

کل ریل کا واقعہ سنئے، مجھے تو یقین نہیں کہ یورپ آ کر دانستہ یا نادانستہ کوئی شے نہیں تو شبہ حرام سے بچ سکتا ہے۔ یہاں سور کے گوشت کے باریک باریک ٹکڑے کھانوں میں محض خوشبو کے لئے یا محض تبرک کے لئے ڈالے جاتے ہیں۔ ہوٹل میں جا کر خانساماں کو سب سے پہلے یہ فرمائش کرنی پڑی کہ اس شے کا کوئی جزو کسی کھانے میں شامل نہ ہو، میں فرنچ نہیں جانتا۔ ایک فرنچ دوست سے کاغذ پر یہ لکھوا لیا کہ یہ چیز کھانے میں نہ ہو۔ جب خانساماں آیا تو یہ کاغذ اس کے حوالہ کیا۔ میں یہاں گوشت بھی نہیں کھاتا، آخر صرف آلو اور انڈے ملے۔ اتفاق سے جو انڈے کو الٹتا ہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو نیچے کی سطح میں نہایت باریک کاغذی ... لگا ہوا ہے۔ مجھے غصہ بے انتہا آیا۔ اور خانساماں کو انگریزی میں جو چاہا کہا، اور لوگ جو پاس بیٹھے تھے ان میں سے کوئی انگریزی نہیں جانتا تھا۔ خانساماں اپنے "حلال و پاک" کھانے میں کوئی عیب نہیں پاتا تھا۔ لیکن مجھے کس قدر تعجب ہوا جب میرے پہلو کے ایک فرنچ مین نے عربی میں مجھ سے کہا تم خفا کیوں ہو، کیا چاہتے ہو، میں نے مڑ کر شکریہ کے ساتھ عرض کیا کہ للہ! مجھے اس سؤر سے بچائیے، تب جا کر لوگوں نے سمجھا اور میری جان بچی۔ استغفر اللہ من بلاد الکفر مجھے تو اب منٹ منٹ یہاں بار ہے۔ والسلام

۵۶ ویشی، ۲۴ جولائی ۱۹۲۰ء

عزیب المدیار کی طرف سے سلام نیاز قبول ہو، ع/ح

میں جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہوں، فرنچ ڈاکٹر ماہر امراض معدہ و جگر کی تجویز کے مطابق دو تین ہفتوں کے لئے ویشی آیا ہوں۔ یہ پیرس سے سات گھنٹوں کی راہ پر واقع ہے اور یہ مخصوص معدہ و جگر کے بیماروں کی صحت گاہ ہے۔ یہاں گرم معدنی چشمے واقع ہیں اور انہی سے اس شہر کی آبادی ہے۔ انہی چشموں کا پانی مختلف درجہ و مقدار میں بیماروں کے حسب حال ڈاکٹر تجویز کرتا ہے اور انہی چشموں کے مختلف درجوں کی حرارت کے پانی میں روزانہ صبح کو غسل کرنا پڑتا ہے۔ میرے لئے دو دفعہ صبح کو ایک چشمہ کا پانی، اور تین دفعہ شام کو دوسرے چشمہ کا پانی اور ۳۶ درجے کے گرم پانی میں غسل تجویز ہوا ہے۔ ڈاکٹر رشاد کے دوست ڈاکٹر بینیے میرے معالج ہیں۔

پانی پینے کے چشموں کو نہایت خوبصورتی سے قبہ نما سائبانوں کے اندر کر دیا ہے۔ اور چبوترہ بنا کر چاروں طرف پائپ لگا دئے ہیں۔ اس کے اوپر چاروں طرف کٹہرے ہیں، کٹہروں میں نمبردار کیلوں کی کھونٹیاں لگی ہیں جن میں ہر شخص کا الگ الگ گلاس نمبر سے دکھا رہتا ہے۔ لوگ کٹہروں کے چاروں طرف کھڑے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتے ہیں۔ کٹہروں کے اُدھر پانی پلانے والیاں کھڑی رہتی ہیں۔

نہانے کے لئے ایک بہت بڑی بلند عالیشان عمارت بنی ہے، جس میں ایک طرف عملہ رہتا ہے۔ دوسری طرف صف بہ صف مختلف اقسام و مدارج کے غسلخانے اور حمام مع تمام ضروریات غسل کے بنے ہیں۔ چشمہ کا پانی پائپ کے ذریعہ سے ٹب میں آکر گرتا ہے۔ ٹب میں ایک حرارت نما آلہ پڑا رہتا ہے۔ ہر حمام پر ایک آدمی متقرر ہے۔ اس غسل میں مختلف اشخاص کے لئے مختلف طریقۂ غسل اور اوقات غسل ہیں۔ میرے لئے یہ ہے کہ ۲۰ منٹ تک حوض میں پڑے رہو۔ حوض (ٹب) کے پاس ہی زنجیر میں گھنٹی لٹکتی ہے۔ وقت پورا ہوا ہاتھ بڑھا کر گھنٹی بجائی۔ فوراً حمامی آگ میں گرم کئے ہوئے دو جبے لے کر آتا ہے اور اس کو سر سے پاؤں تک ڈال کر پانی خشک کر دیتا ہے۔

اب یہ دیکھئے کہ ایک ان چشموں کے خاطر یہاں عظیم الشان کاروبار پھیلا ہوا ہے ہزاروں آدمی باہر سے آتے ہیں ان کے لئے چھوٹے بڑے ہوٹل چاہیئے، قہوہ خانے چاہئیں، اخبارات چاہئیں۔ لائبریری چاہیئے۔ تھیٹر اور سینما چاہیئے، دوا خانے چاہئیں، معدہ و جگر کے ماہر ڈاکٹر چاہئیں۔ خصوصاً پانی پینے کے گلاس چاہئیں۔ باغ و چمن چاہیئے۔ یہ تمام چیزیں ان چشموں کی خاطر یہاں موجود ہیں۔

ان کو دیکھ کر مجھے اپنے وطن (بہار) کا راجگیر یاد آیا، جہاں مختلف امراض کے قدرتی چشمے موجود ہیں۔ مگر ان کے لئے بجز قدرتی سامانوں کے انسانوں کے مصنوعی اسباب راحت کا کوئی شائبہ موجود نہیں، اگر یہ چشمے یورپ میں ہوتے تو یہ صحت جسمانی اور سامان تجارت و دولت کے سرچشمے ہوتے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا ملک ہندوستان بھی ایک متمدن یورپین سلطنت کے زیر سایہ ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟

انگلینڈ میں پبلک عراق پر برطانوی قبضہ کے خلاف ہے کہ جو روپیہ عراق کی آراستگی میں صرف ہوگا۔ وہ انگلینڈ کی ترقی حفظان صحت میں صرف ہو۔ کیا ہندوستان کا بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی دعویٰ ہے، انگلینڈ کی لیبر پارٹی کا یہ زبردست مطالبہ ہے، لیکن ہندوستان جہاں حفظانِ صحت کا کوئی سامان نہیں وہاں کی امپریل پارٹی کے ذہن میں بھی اس مطالبہ کا خطور نہیں ہو سکتا۔ اور

عجب تر ایں کہ بر منّتِ بسیار ہم دارد

امید ہے کہ فوٹو جس کا اس قدر سخت مطالبہ ہے، آپ تک پہنچ گیا ہوگا، میں ہندوستان کی جلد واپسی کی کوشش کر رہا ہوں، یہاں سے نکلا اور چلا۔

لندن اور پیرس میں دارالمصنفین کے لئے یورپ کی مطبوعات کئی سو روپیوں کی خریدی ہیں۔ پیرس میں بعض نادر مطبوعات ملیں، خصوصاً اسپین اور پیرس کی چھپی ہوئی۔

جلد صحت اور واپسی کا طالب۔

۵۲ پیرس، ہوٹل دیگرام، ۲۸ جولائی ۱۹۲۰ء

عمِ محترم، السلام علیکم

ع ح

الحمد للہ میں بخیریت ہوں اور کسی طرح کی شکایت نہیں۔ پچھلے خط میں اپنی علالت کی تشخیص کا مفصل حال لکھ چکا ہوں۔ کئی انگریز ڈاکٹروں نے میرا معائنہ کیا۔ سب کی رائے یہ ہے کہ آپریشن کے بغیر کلی صحت ناممکن ہے۔ میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ پیرس میں ڈاکٹر رشاد مجھے بلا رہے ہیں۔ چنانچہ انہی کے اصرار پر میں پرسوں آیا انھوں نے بغور مجھے دیکھا اور ان کی رائے ہے کہ آپریشن کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انگریز ڈاکٹروں کی دماغی قابلیت پر مجھے اعتبار نہیں، اگر فرنچ ڈاکٹر بھی اپریشن کا مشورہ دیں تو میں مانوں گا چنانچہ انھوں نے طے کیا ہے کہ امراض کبدی کا جو سب سے بڑا ماہر اور اسپیشلسٹ ہے۔ اس کو آج یا کل چل کے دکھا دیں گے۔ اب اس کی رائے پر انحصار ہے۔

مولوی قاسم صاحب اگر یہاں کے ہوٹلوں کی زندگی پر رشک کرتے ہیں تو بسم اللہ چندہ کر کے ان کو یہاں بھیج دیجئے۔ اگر عدن سے حضرت واپس نہ ہو جائیں تو میرا ذمہ،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا بات ہے کہ دو ہفتہ سے آپ کا کوئی خط نہیں آیا ہے۔ میرے خطوط اور مکاتیب پر تو پہرے ہو سکتے ہیں اور ہوں گے لیکن آپ لوگوں کے "معصوم خطوط" میں تعویق کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

ہاں یہاں ٹیونس کے ایک مسلمان ڈاکٹر، ڈاکٹر قرطبی ہیں (اس قرطبہ کی طرف یہ نسبت ہے جس کو یاد کر کے آپ لوگ روتے ہیں، ان کا خاندان وہیں کا باشندہ تھا)۔ ان بے چارہ نے بھی بڑی محنت سے دیکھا اور عینک مشورے دئیے۔

قرطبہ کی مناسبت سے یاد آیا ہے، اڈنبرا جب گیا تھا تو وہاں مصر کے ایک مسلمان طالب علم سے ملا تھا، ان کا خاندانی نام "نُصیری" تھا۔ نصیری عموماً وہ شیعہ کہلاتے ہیں جو حضرت علیؓ کی الوہیت کے قائل ہیں۔ اور جو شام کے حدود میں آباد ہیں لیکن ان کا تعارف کراتے ہوئے دوسرے مصری طالب علم نے کہا کہ "یہ وہ نصیری نہیں ہیں بلکہ یہ طارق فاتح اندلس کے آقا موسیٰ بن نصیر کی طرف منسوب ہیں۔ اور اس لئے یہ اندلس کی بادشاہی کے مدعی ہیں۔ اس شخص کا واقعی یہ تخیّل تھا۔

ٹیونس کے مسلمانوں نے دستوری حکومت کا اعلان کیا ہے۔ خدا ان کی مدد کرے

گذشتہ مہینہ سوئٹزرلینڈ میں تمام دنیا کی عورتوں کی کانگریس تھی۔ آپ کے ہندوستان کی طرف سے مسز سروجنی نائیڈو چند ہندوستانی خواتین کو لے کر گئی تھیں، وہ کہتی تھیں کہ دوسرے ممالک کی دو تین مسلمان عورتیں بھی شریک ہوئی تھیں، ایک کریمیا کی تاتاری خاتون تھی، ایک ترکی خاتون تھی ایک اور کہیں کی تھی۔ ان لوگوں نے نہایت پُرزور تقریریں کیں اور یورپ کے مظالم اور اسلام کی بخششِ عام اور عورتوں کے تحفظ حقوق کی تفصیل کی۔ مسز نائیڈو ان کی بہت مدّاح تھیں۔

اٹلی نے علانیہ ترکوں کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اعلان کر دیا مگر افسوس ہے کہ انھوں نے اس کا ساتھ نہیں دیا جو سب سے بڑی اسلامی حکومت کا اپنے کو مالک بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "ہم تو ترکوں کے ساتھ مہربانی کرنے کو تیار ہیں لیکن کیا کریں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتحادی ہمارا ساتھ نہیں دیتے"۔ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔

احبابِ وطن کو سلامِ محبت۔ والسلام

مکتوب ۵۸ کاسینو، ولیشی، یکم اگست ۱۹۲۰ء

ع م السّلام علی مبلغ السّلام،

ادھر چند ہفتوں سے میں جناب کے علم کدہ میں حاضر نہ ہوا۔ معافی کا خواستگار ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں یکایک سخت بیمار ہو گیا۔ میرے پیٹ میں ہندوستان میں ایک دو دفعہ درد ہوا تھا۔ جو ریاحی سمجھا گیا۔ مگر جہاز پر قدم رکھنے کے ساتھ وہ ماہانہ دورہ کی شکل اختیار کرتا گیا۔ یہاں تک کہ پچھلا دورہ ۱۹ / جون کو اس قدر سخت پڑا کہ میں مایوس ہو چلا اور اس سکرات کے عالم میں تمام مقدس ادعیہ ماثورات اور کلمات طیبات میں سے ایک "مردِ آزاد" (غالب کا یہ شعر زبان پر تھا ؎

مارا دیارِ غیر میں مجھ کو وطن سے دور رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم

بارے علاج سے تسکین ہوئی، "گال بلیڈر" نام ایک بیماری تجویز ہوئی اور صرف آپریشن اس کا علاج بتایا گیا۔ تین چار انگریز ڈاکٹروں کی یہی رائے ہوئی مگر ہم لوگوں کے کرم فرما ترک ڈاکٹر بہادر شادتے جو پیرس کے اخبار ایکو دی اسلام (صدائے اسلام) کے ایڈیٹر ہیں، باصرار کہا کہ "آپریشن کے بغیر علاج ہو سکتا ہے"۔ اور اس سلسلے میں انھوں نے یہ خوب کہا کہ "ہندوستان میں انگریز ڈاکٹروں کا کتنا ہی اعتبار ہو لیکن دنیا میں کوئی ان کو ڈاکٹر تسلیم نہیں کر سکتا"۔ وہ کہتے ہیں کہ انگریز اور امریکن ڈاکٹر محض بوچر ہیں۔ ان کو چیر پھاڑ کے سوا کچھ نظر آتا۔ فرنچ ڈاکٹروں کے مقابلے میں ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

---

[1] مکتوب الیہ کی کتاب "پیام امن" کی طرف اشارہ ہے ۱۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ خود مجھے لے کر امراض معدہ و جگر کے ایک فرنچ ماہر کے پاس گئے۔ اس نے دیکھا تو صلاح دی کہ آپریشن کی ضرورت نہیں اور طبی رائے میں ڈاکٹر رشاد کی پوری تائید کی۔ بہر حال ان لوگوں کے مشورہ سے چند روز کے لئے ویشی میں قیام ہے۔

اس نے خود اپنی بیتی ہوئی ایک عجیب دلچسپ کہانی سنائی اور کہا کہ میں اور ایک امریکن ڈاکٹر ایک ساتھ کام کرتے تھے، مجھے (یعنی اس فرنچ ڈاکٹر کو) کبھی کبھی پیٹ کے درد کا دورہ پڑنے لگا۔ امریکن ڈاکٹر نے اصرار کیا کہ لاؤ آپریشن کر دوں، جلد صحت ہو جائے گی۔ لیکن میں ہمیشہ انکار کرتا رہا۔ آخر اچھا ہو گیا۔ اب اتفاق دیکھئے کہ اسی قسم کے پیٹ کا درد کا دورہ اس امریکن ڈاکٹر کو پڑا۔ تو میں نے کہا لاؤ آپریشن کر دوں، جلد صحت ہو جائے گی۔ تب وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ آپریشن اپنے لئے نہیں دوسروں کے لئے ہے۔"

آپ نے اپنے عنایت نامے میں اپنے مذہب[1] کی جو تفصیل کی ہے مجھے اس سے قطعاً اختلاف نہیں۔ دنیا میں امن و سلامتی کے دور کا خواہاں مسلمانوں سے بڑھ کر کون ہوگا، کمزور قوموں کے لئے تو یہ آواز نوید حیات ہے لیکن میرا یہ کہنا ہے کہ اس آب حیات کی حاجت ستمگر، جفا پیشہ، اپنی قوت و طاقت پر مغرور اور امن و سلامتی کو اپنی تلواروں سے وابستہ سمجھنے والی قوموں کو ہے۔ آپ غریب ہندوستان کی اسپرٹ کو اس امن و سلامتی کے وعظ سے کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ ہاں یہ ہوگا کہ اس میں زندگی کی جو کچھ بھی رمق ہے اس کا بھی خاتمہ ہو جائے۔

جو خود ہی مر رہا ہے اس کو گر مارا تو کیا مارا

میری قسمت میں ہندوستان کے ہیروؤں سے بھی ملاقات وطن سے دور ہی مقدر تھی، لندن میں ٹیگور کا شرف دیدار نصیب ہوا اور پیرس میں ڈاکٹر لوس سے

---

[1] یعنی امن و سلامتی کی عالمگیر تحریک اور ہر طرح کی لڑائی سے پرہیز ۱۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرف نیاز حاصل ہوا۔ ۲۰ جولائی کو پیرس کے عجائب خانہ تاریخ طبعی (میوزیم آف نیچرل ہسٹری) میں ڈاکٹر موصوف کا لکچر تھا۔ یہ عجائب خانہ ایک وسیع عمارت ہے جس کے اندر نباتات و حجریات کا مجموعہ عجائبات ہے۔ میں نے اس کو بالکل سرسری دیکھا۔ کیونکہ یہ میری دل بستگی کی چیز نہ تھی۔ ڈاکٹر بوس کا لیکچر طبعًا نباتات کے قوائے احساس پر تھا۔ حاضرین میں فرانسیسیوں کے ساتھ ہندوستانی طلبہ کا بھی مجمع تھا۔ برقی روشنی کا عکس سامنے کی دیوار پر ڈال کر اپنے ایجاد کردہ نازک و لطیف آلات کے ذریعے سے نباتات کی نہایت ہی خفیف حرکت کا نقش دکھا رہے تھے۔ مسائل کو سمجھاتے تھے۔ وہ فرنچ نہیں جانتے۔ انگریزی میں تقریر کر رہے تھے، ایک فرنچ پروفیسر ان کی انگریزی تقریر کا لفظی ترجمہ فرنچ میں سناتا جاتا تھا۔ تقریر کے بعد چند پروفیسروں نے موصوف کی تعریف کی، اس کے بعد ہندوستانیوں نے ان کو اسٹیج پر جا لیا۔ اور وہ اس ہالہ کا چاند بن کر ہمارے درمیان کھڑے ہو گئے۔ ایک دوست نے میرا تعارف کرایا۔ انھوں نے کہا کہ مسلمان مایوس نہ ہوں۔ ترقی امید کے سہارے چلتی ہے۔ پھر کہا کہ میں بھی ایشیا ہی کی خدمت کر رہا ہوں۔ اور بتاتا ہوں کہ ایشیا کا دماغ بھی خدا کے عطیوں سے محروم نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ چند ہندوستانی ادھر بھی توجہ کریں۔ ڈرتا ہوں کہ میرے بعد یورپ یہ کہے کہ بوس ایک مستثنیٰ ایشیائی تھا۔

پیرس میں میں نے عربی کی چند نادر کتابیں دارالمصنفین کے لئے خریدی ہیں۔ اکثر تاریخ و جغرافیہ سے متعلق ہیں۔ ان میں آپ کے کام کی کوئی چیز نہیں۔ یعنی فلسفہ کی کوئی کتاب نہیں۔ ہیئت پر ایک دو کتابیں ملیں۔

جس مقام سے میں آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں۔ یہ اس شہر کا جو عارضی طور سے موسم میں آباد ہو جاتا ہے کلب ہے یہ ایک وسیع باغ و عمارت ہے۔ جس میں مختلف مقامات پر کئی ہزار کرسیاں پڑی ہیں۔ جس کے ممبر ہی ان پر بیٹھ سکتے ہیں۔ اب آپ سنئے کہ یہ تمام کرسیاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع سے آخر تک ہمیشہ معمور رہتی ہیں۔ اس کے ایک گوشے میں تھیٹر ہے، دوسرے گوشہ میں ریسٹوران ہے۔ ایک کمرے میں اخبارات ہیں جن کو لوگ پڑھ رہے ہیں۔ اس کے مقابل کے بازؤں کے کمروں میں میز و کرسی اور بیچ میں خط لکھنے کے لئے لفافے، کاغذ اور دوات قلم ہیں۔ اور یہ دونوں کمرے لکھنے والوں سے بھرے ہیں، سامنے لائبریری ہے۔ اور لائبریری کے سامنے ہی قمار خانہ ہے۔ جہاں تمام دن فرانس کے شرفاء بیٹھے جوا کھیلتے رہتے ہیں۔ کھیلنے والوں کے چاروں طرف تماشائی ہیں۔ باغ کی ایک روش پر "لذتِ شب" کے سوداگروں کا بازار ہے۔ تماشا خود محوِ خرام ہے اور تماشائی زر بجیب چکر کاٹ رہے ہیں۔ ایک اور طرف رقص و سرود کا سامان ہے۔ یہ مجموعی یک رنگی و بوقلمونی اور ایک ہی دسترخوان پر صف بہ صف مختلف الوانِ طعام، فرنچ تمدن کی خصوصیت ہے۔ کیا آپ ہندوستان میں بھی یہی نقشہ چاہتے ہیں۔

افسوس کہ میں "اہلِ تجربہ" میں سے نہیں، ورنہ کچھ "نیچرل میوزیم" کی ہسٹری بھی سناتا۔ دُور سے دیکھتا ہوں اور سہم جاتا ہوں کہ یورپ کے علم کا سایہ جس زمین پر پڑا وہ اسی رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ فلسطین اور عراق انگریزی برکات کے ظلِ ہمایوں میں، اور ملکِ شام "رندِ لم یزل" فرانس کے زیر سایہ انھیں سعادتوں سے مالامال ہوگا۔ اب آپ سُنیں گے کہ بیت المقدس میں، مقامِ خلیل میں، خانقاہِ بغداد میں مدفنِ بلال میں، موطنِ حسن بصری میں، مقتلِ حسین میں کس قدر قمار خانے، کس قدر قہوہ خانے، کس قدر دار الفواحش قائم ہوئے ہیں، تھیٹروں اور سینماؤں کے لئے ان مقاماتِ مقدسہ کے کون کون سے موزوں قطعے منتخب ہوتے ہیں۔ ترکوں کے عہد حکومت میں یہ چیزیں قانوناً منع تھیں، کیونکہ وہ جفاکار وحشی تھے۔ اور اب تو آزادی کا دَور دورہ ہے۔

یورپ ہم کو اخلاقی آزادی بخشتا ہے، کیوں؟ تاکہ ہم سیاسی آزادی کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابل نہ رہیں۔ ورنہ وہ کون سی آزادی ہے جو مغربی اقوام کے تحت مشرقی قوموں کو نصیب ہے۔ یہاں الجیریا کے مسلمانوں سے بکثرت ملاقاتیں ہوئیں۔ وہ اپنی آزادی کی وہ دردناک کہانی سُناتے ہیں کہ آپ اپنے امن کا فسانہ ان کے سامنے بھول جائیں۔

اب میرے پانی پینے کا وقت آگیا۔ اس لئے خط تمام کرتا ہوں اور جا کر "اوپی نال" چشمہ کا گرم اور شور پانی پیتا ہوں۔ سلام رخصت۔

۵۹ ولیشی ۲/اگست ۱۹۲۰ء

ع،ح

پرسانِ احوال! اسلام محبّت۔

آج یہاں آئے ہوئے ۱۳ دن اور علاج کئے ۱۱ دن ہوئے۔ ڈاکٹر نے اس اثنا میں تین دفعہ دیکھا۔ وہ کہتا ہے کہ تم ترقی کر رہے ہو۔ لیکن مجھے کچھ اچھا بُرا ابھی محسوس نہیں ہوتا۔ اس قدر کافی ہے کہ درد نہیں اٹھا۔

کوئی بیس دن سے آپ لوگوں کا کوئی خط نہیں ملا۔ کیونکہ میری تمام ڈاک لندن کے مستقر (۸ البرٹ ہال مینشن) میں پڑی ہو گی۔ میں نے منگوائی ہے۔ مگر اب تک آئی نہیں، اس لئے آپ کے خط کی رسید محض غائبانہ حُسنِ ظن کی بنا پر دیتا ہوں۔

فرانس میں لوگ عموماً انگریزی نہیں جانتے، پیرس کے ہوٹلوں میں ویٹر (خانساماں) البتہ جانتے ہیں۔ مگر اس لئے نہیں جانتے کہ وہ انگریزوں کی زبان ہے۔ بلکہ اس لئے کہ وہ ان امریکنوں کی زبان ہے جو لاکھوں کی تعداد میں ہر سال یہاں لطف و عیش اور سیر و تفریح کے لئے آیا کرتے ہیں۔ اس جنگ کے بعد انہی امریکنوں کے طفیل میں انگریزی نے بھی یورپ کی سیاسی دنیا میں فرنچ کے بعد دوسرے درجہ کی حیثیت حاصل کر لی ہے لیکن ولیشی جہاں میں ہوں ایک قصبہ ہے۔ یہاں کے ویٹر انگریزی نہیں جانتے اور میں فرنچ نہیں جانتا۔ اس کی کیسی مشکل ہے۔ کیا عرض کروں لیکن خدا سب کا کارساز ہے۔ اس نے غیب سے ایک سامان پیدا کر دیا۔ مارلیشس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحر ہند میں ایک جزیرہ ہے جہاں کی شکر بہت مشہور ہے۔ یہ پہلے فرنچ مقبوضہ تھا مگر نپولین کے زمانے میں انگریزوں نے اس کو لے لیا۔ یہاں ہندوستانی بکثرت جاکر آباد ہو گئے ہیں۔ ۳۶ میل کا جزیرہ ہے اور قریب ۳ لاکھ کے آبادی ہے۔ جس میں ایک ثلث سے زیادہ ہندوستانی ہیں اور ہندوستانیوں میں ایک ثلث مسلمان ہیں۔ یہاں کی زبان ایک نئی اُردو ہے جو فرنچ اور انگلش، مدغاسکری اور ہندوستانی سے مرکب ہے۔ وہاں تعلیم فرنچ اور انگریزی دونوں میں ہوتی ہے۔ بہرحال مارلیشس کے چار پانچ ہندوستانی طالب علم جن میں ایک مسلمان ہے۔ عبدالغفور جیتو نام۔ یہ لوگ فرانس میں ڈاکٹری پڑھتے ہیں اور وہ اتفاق سے ولیشی میں مقیم تھے۔ ایک فرنچ لیڈی جو ہم لوگوں کی ملاقات کے بعد ہندوستانی پالٹکس میں بہت حصہ لے رہی ہیں۔ وہ ان مارلیشس کے ہندوستانیوں اور ہم ہندوستان کے ہندستانیوں دونوں سے واقف تھیں۔ انھوں نے میرے ولیشی جانے کا حال سُنا۔ تو کہا کہ نہایت مناسب ہے۔ آج کل چند اور ہندوستانی بھی وہاں مقیم ہیں۔ چنانچہ ان سے خط وکتابت کر کے ولیشی آیا اور انہی کے ساتھ ٹھہرا۔ بیچارے یہ لوگ بڑے ملنسار ہیں۔ انھوں نے بڑی محبت اور خاطرداری کا برتاؤ کیا ان کے اجداد ہندوستان چھوڑ کر مارلیشس آئے تھے۔ مگر یہ اب تک ہندوستان پر جان دیتے ہیں۔ اور اسی کو اپنا وطن سمجھتے ہیں۔ ان کی وجہ سے زبان کی مشکلات بالکل حل ہوگئیں لیکن افسوس کہ کل رات وہ یہاں سے چلے گئے۔ اور اب میرا زبان داں یہاں کوئی نہیں رہا۔ جس سے بات کی جائے۔ غریب غالب نے اسی دن کے لئے یہ شعر کہہ رکھا تھا ؎

www.KitaboSunnat.com

غریب شہر سخنہائے گفتنی دارد　　بیا ورید گر اینجا بود سخندانے

لیکن تسلی یہ ہے کہ یہاں الجزائر کے بکثرت عرب آئے ہوئے ہیں جن کی مغربی عربی میرے فہم سے گو عموماً باہر ہے۔ مگر ان میں کے تعلیم یافتہ فصیح عربی بھی بولتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ان میں نائب القاضی بھی ہیں۔ یعنی عالم ہیں اور فرنچ بھی عمدہ جانتے ہیں، انہی لوگوں سے دوستی بڑھاؤں گا۔ یہ لوگ بے چارے فرنچ حکومت کے بیحد شاکی ہیں۔ آجکل وہاں پریس کو آزادی مطلق نہیں، اس لیئے ان دلوں وہاں نہ کوئی عربی اخبار ہے اور نہ کوئی انجمن ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ زبردستی فوج میں داخل کیئے جاتے ہیں۔

چند روز ہوئے کہ ایک مراکشی مسلمان امیر سے ملاقات ہوئی۔ یہ فرنچ بھی جانتے ہیں۔ تہامی نام ہے۔ وفد خلافت کے حالات اخبارات میں پڑھ چکے تھے۔ پہلے تو یہ باتیں کرتے ہوئے ڈرے، میں نے پوچھا کہ مراکش کی کیا حالت ہے؟ بولے اخبارات سے ظاہر ہے میں نے ذرا ہمت بندھائی تو پھر اُگل پڑے۔ سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایک ایسا رشتہ اخوت ہے جو ایک لمحہ میں مشرق کو مغرب سے ملا دیتا ہے۔

پرسوں یکایک ایک ترک محمد سالم بے سے ملاقات ہوگئی۔ ترکی ٹوپی شناسائی کا ذریعہ بنی۔ وہ بھی علاج ہی کی غرض سے آئے ہیں۔ قسطنطنیہ کے رہنے والے ہیں۔ ٹرکش پارلیمنٹ کے ممبر بھی ہیں عمر میں مجھ سے بڑے ہیں۔ قسطنطنیہ چھوڑے ان کو ایک مہینہ ہوا ہے، ان سے کچھ باتیں معلوم ہوئیں۔

ٹرکی ٹوپی دیکھتا ہوں کہ تمام دنیائے اسلام کے قومی لباس کا جزو ہوگئی ہے مراکش، الجیریا، ٹیونس، مصر کے لوگ یہاں ٹوپی پہنتے ہیں۔ خاص ٹیونس کی بنی ہوئی ٹوپیاں شمالی افریقہ کے مسلمان پہنتے ہیں۔ ان کی دیوار چھوٹی دبازت موٹی اور بھاری ہوتی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہ ٹوپی اسی ملک کی ایجاد ہے، جو اب غلط طریقہ سے ٹرکی ٹوپی کہلاتی ہے۔ یورپ میں اس کو "فیز" کہتے ہیں جو بالکل صحیح ہے۔ "فیز" یورپین تلفظ "فاس" کا ہے جو مراکش کا قدیم پایۂ تخت ہے۔ یہ ٹوپی یہیں سے نکلی ہے۔ مورش یعنی مراکشی صنعت و حرفت کا یورپ اب بھی قائل ہے۔ فرنچ کہتے ہیں کہ تین چار برس کے اندر اندر مراکش فرنچ حمایت کے زیر سایہ بہت تیزی سے ترقی کر گیا ہے لیکن مجھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقین نہیں آتا۔

لفظ "فاس" پہ مجھے اپنے ہندوستانی اخبارات کے ایڈیٹر یاد آ گئے، انگریزی اخبارات میں اس کا نام فیز آتا ہے۔ تو بعض تو بیچارے اُردو میں بھی فیز ہی لکھ دیتے ہیں لیکن بعض طبّاع اور ذہین ایڈیٹر جو اپنے علم کا کمال بھی دکھانا چاہتے ہیں، اس کو بڑے "ضاد" سے "فیض" لکھتے ہیں کہ یہ عربی کا خاص لفظ ہے۔ جو ایک عربی ملک کا موزوں نام ہو سکتا ہے۔ حالانکہ وہ دراصل فاس ہے۔ یہی حال عراق و شام کے عربی مقامات کا ہندوستانی اخبارات میں ہو رہا ہے۔ فرنچ ناموں کی بھی اسی طرح مٹی پلید ہوتی ہے۔ فرانس کا ایک مشہور اخبار TEMPS ہے۔ جس کا تلفظ تان (غنہ کے ساتھ) ہے۔ ہمارے ہندوستانی اخبارات نہایت صحت مخرج کے ساتھ اس کا حوالہ "ٹمپس" کے نام سے دیتے ہیں۔ موجودہ وزیر اعظم فرانس کا نام MILLERAND ہے۔ اس کو ہمدم صاحب ملرانڈ لکھتے ہیں۔ حالانکہ صحیح "ملران" ہے۔ آخر حروف عموماً فرنچ والے نہیں تلفظ کرتے۔ اور نون غنہ کا یہاں بڑا خرچ ہے۔ میں ہمیشہ عربی اخبارات میں تان کو الطان لکھا دیکھ کر "الطان" تلفظ کرتا تھا۔ اور لطیفہ سنئے کہ اس کو عربی لفظ طنین سے مشتق سمجھتا تھا اور اس لئے جانتا تھا کہ یہ اصل فرنچ نام نہیں۔ بلکہ مصریوں نے اصل فرنچ لفظ کا ترجمہ کر لیا ہے۔ مگر اب اپنی جہالت معلوم ہوئی کہ یہ تان فرنچ لفظ ہے اور اس کے معنی "ٹائمس" یعنی وقت کے ہیں۔ گویا اس کو اخبار ٹائمس کا مرادف سمجھئے۔

خدا جانے میں کہاں سے کہاں چلا آیا، آپ نے ڈاکٹر رشاد والے نسخے مانگے ہیں۔ وہ فرنچ میں ہیں اور آپ کے لئے بیکار ہیں۔ بخیریت ہوں اور ہندوستان کا مشتاق۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر ۶۲ ولشی (ملک فرانس) ہوٹل دور ہوں اینڈ سولائے ہوٹل۔

۲ راگست ۱۹۲۰ء غریب الدیار کا سلام لیجئے!

آپ کو شکایت ہوگی کہ ادھر آپ کو متواتر اور بہ تسلسل میرے خطوط نہیں ملے۔ جب سے میں بیمار ہوا تمام سلسلہ درہم برہم ہوگیا۔ اور جب سے یہاں آیا ہوں تو ہر کام میں بے قاعدگی پیدا ہوگئی ہے۔ منجملہ اس کے خطوط بھی ہیں۔

مجھے آج یہاں آئے ۱۴ دن ہوئے اور علاج شروع کئے ۱۲ دن، ڈاکٹر کہتا ہے کہ تم کو افاقہ ہے، لیکن یہ کوئی محسوس مرض تو ہے نہیں، جس کی نسبت میں خود کوئی رائے قائم کرسکوں۔ اتنا البتہ ہے کہ اس عرصے میں کوئی دورہ نہیں پڑا۔ ابھی ایک عشرہ اور یہاں رہوں گا۔ اور انشاء اللہ ۱۴ یا ۱۵۔ اگست تک لنڈن واپس جاؤں گا۔ انگریز ڈاکٹر کہتے تھے کہ تم صحت کے بغیر جہاز کی سواری کے لائق نہیں، کیونکہ یہ بیماری صفرا سے ہے۔ اور بحری سفر میں قے اور متلی لازمی ہے۔ امید ہے کہ اس علاج کے بعد ان کی پیشین گوئی غلط ثابت ہوگی۔

میں تو یہ سمجھتا تھا کہ ۵ ماہ کے ادائے فرائض کے بعد اس مختصر قصبہ میں اسلامی دنیا کے لوگوں سے ملنے جلنے کا موقع نہ ملے گا۔ لیکن خدا کی قدرت کہ یہیں موقع زیادہ ہے۔ محمد علی صاحب کو تو وزرائے حکومت اور ارباب سیاست میں کام کرنا تھا لیکن میری جولانگاہ صرف مسلمانوں ہی کے دل تھے، مجھے دوستوں سے شکوہ ہے، دشمنوں سے گلہ نہیں۔ دشمنوں نے جو کچھ کیا وہ ان کی دشمنی کا مقتضائے طبع ہے لیکن اصل شکوہ تو خود مسلمانوں سے ہے ؎

سعدی از دستِ خویشتن فریاد

اسلام کی آخری یادگار (ٹرکی) کو کس نے مٹایا ہے؟ ہندوستان کے ہندیوں اور مصر و مراکش و الجیریا کے مسلمانوں نے! ان کو کہنا ہے کہ یہ تم نے کیا کیا؟ جزائری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں بکثرت آئے ہوئے ہیں۔ ان میں تاجر بھی ہیں، سرکاری عہدہ دار بھی ہیں، علماء بھی احساس وندامت سب کو ہے، لیکن کہتے ہیں کہ ہماری معذوری و مجبوری ظاہر ہے فرانس کی جمہوریت اور آزادی کا فسانہ تو بہت سُنا ہوگا لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ قوم انگریزوں سے بھی زیادہ مستبد اور اقتدار پسند ہے۔ عوام کو سلطنت میں کوئی دخل نہیں۔ صرف ارباب جاہ وثروت کے ہاتھوں میں حکومت ہے۔ پہلے یہ سن کر بہت خوشی تھی کہ فرنچ اپنی حکومت کو شہنشاہی وبادشاہی اور نو آباد شہروں کو محکوم اقوام اور دیگر اقوام محکومہ کو انگریزوں کی طرح رعایا نہیں کہتے بلکہ اپنی سلطنت کو کومن ویلتھ (دولت مشترکہ) رعایا کو سٹیزن (شہری) کہتے ہیں گویا اس فرانس کے زیر سایہ بسنے والے ایک ملک وشہر کے سب بھائی بھائی ہیں لیکن افسوس کہ یورپ آکر معلوم ہوا کہ ہر لفظ سے اس کا اصلی مفہوم مراد لینا ضروری نہیں جیسے لیگ آف نیشنس (مجلس اقوام) انڈیپنڈنٹ (استقلال وخود مختاری) مانڈیٹ (حکمبرداری) سلف ڈٹرمینش (اختیار ذاتی) وغیرہ الفاظ کے معنی یورپ میں وہ نہیں سمجھے جاتے ہیں جو ایشیا میں از روئے لغت سمجھے جا سکتے ہیں۔ فرانس کا حق شہریت فرنچ، انڈیا، مراکش، الجیریا اور ٹیونس وغیرہ کے باشندوں کو آپ جانتے ہیں کب حاصل ہو سکتا ہے؟ جب وہاں کے باشندے فرنچ قانون اختیار کر لیں۔ فرنچ حکومت تسلیم کرنے کے بعد فرنچ قانون اختیار کرنے کے معنی آپ سمجھے؟ یعنی دیگر قوانین حکومت کے ساتھ نکاح وطلاق وراثت اور دیگر معاملات میں اپنا مذہبی وقومی قانون چھوڑ دیا جائے جس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ اسلام یا ہندو دھرم کو خیر باد کہو، تب فرانس کے حق شہریت کی دولت عظمیٰ مل سکتی ہے اور تب نو آبادی کا باشندہ ایک فرنچ کے برابر اور مساوی حقوق پا سکتا ہے۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اپنی قومیت وجنسیت چھوڑ کر فرانسیسی قومیت اختیار کر لو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر یہ ہے کہ مسلمان اس کو قبول نہیں کر سکتے۔ اس لئے وہ حق شہریت سے محروم ہیں۔ اور حقوق میں ایک فرنچ مین کے برابر نہیں ہو سکتے۔ جمہوریہ فرانس کا شعار (موٹو) یہ چار الفاظ ہیں۔ اخوت، مساوات، عدالت، آزادی۔ حکومت کے ہر ہر دفتر اور ایوان کے صدر دروازہ پر یہ الفاظ آپ کو کندہ ملیں گے۔ لیکن ان کے معنی آپ وہ نہ سمجھیں جو لغت کی زبان آپ کو بتاتی ہے۔

ایک مشہور فرانسیسی مستشرق لوئی میسنان کی مجھ سے خط وکتابت ہوئی تو میں نے پوچھا کہ ان الفاظ کے کیا معنی ہیں۔ اُس نے سچ کہا کہ "ان الفاظ کو نہ دیکھو جو دیوار و در پر کندہ نظر آتے ہیں بلکہ ان کو دیکھو جو دلوں میں منقوش ہیں۔"

بہر حال اس ہمہ گیر جنگ کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ سب کو اپنی اپنی آزادی کی فکریں لاحق ہو گئی ہیں، انگریزوں کی طرح فرانسیسیوں نے بھی اپنی رعایا سے جنگ میں مدد لینے کی خاطر آزادی اور عطائے حقوق کے بڑے بڑے دعوے کئے تھے۔ اب ٹیونس کی طرح الجزائر سے بھی ایک وفد طلبِ حقوق کے لئے آنے والا ہے۔

ایک بات دیکھ کر مجھے سخت تعجب ہے، مراکش کے تمام مسلمانوں کے قومی لباس میں سر اور بدن پر وہی پُرانا عربی لباس، دستار و جبہ ہے، لیکن پاؤں میں بالکل افغانیوں کی طرح شلوار ہے بلکہ اس کی میانی پائنچوں کے برابر تک نیچے لٹکتی ہے۔ ایک ایک پائجامہ ۱۰ یا ۲۰ گز کا ہو گا۔ چاہتا ہوں کہ ایک مغربی مسلمان کا مرقع لوں اگر لے سکوں تو بھیجوں گا۔

سنگھالی سپاہیوں کے نام آپ نے فرنچ فوج میں سُنے ہوں گے جو ترکوں سے لڑنے کو بھیجے گئے اور جو اب حملۂ شام میں استعمال کئے گئے ہیں۔ ان کو خدا جانے میں کیا سمجھتا تھا۔ کل بازار میں ایک سنگھالی سے ملاقات ہوئی، اس نے خود آکر مجھے ایک مشرقی سمجھ کر سلام کیا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ فرنچ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقبوضۂ افریقہ کے مسلمان ہیں۔ رسوعی اپنا نام بتایا، لیکن بات کرنے میں شراب کی بُو بھک بھک مُنہ سے آرہی تھی۔ یہ دیکھ کر مجھے اس سے بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

چند روز کا واقعہ ہے کہ میں چند جزائری عربوں سے باتیں کر رہا تھا کہ ایک فرنچ صاحب آکر ان سے دوستانہ ملے۔ پھر میری طرف بڑھے۔ ان لوگوں نے ملایا۔ مجھ سے فصیح عربی میں گفتگو شروع کی، یہاں تو ؏

ہم بھرے بیٹھے تھے کیوں آپ نے چھیڑا ہم کو

ان جزائریوں سے فرانس کے مظالم پر گفتگو ہورہی تھی، صاحب نے میری بیماری کا حال سُنکر مجھ سے کہا عَجَّلَ اللہُ شِفَاءُكَ (خدا آپ کو جلد شفا دے) میں نے کہا لا یھمّنی شفاءٌ شخصی مع شقاء امتی (مجھے اپنی قوم کی بدبختی کے بعد اپنی ذاتی شفا کی پرواہ نہیں) بس سلسلہ شروع ہوگیا۔ میں نے جرأت و بے باکی سے فرانس کے طریقۂ سیاست اور مسلمانوں کے ساتھ اس کے سلوک کی تنقید کی، ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ سلام کر کے رخصت ہوئے۔ بعد کو معلوم ہوا کہ یہ الجزائر کے سرکاری گزٹ یا اخبار المبشر کے ایڈیٹر اور وہاں کے نائب والی ہیں۔ ہمارے جزائری بھائیوں نے ہمارے آزادانہ مباحث کو بڑے تعجب کی نگاہ سے دیکھا۔ اور میرا تو مقصود بھی یہ تھا کہ ان کو دلیر کروں ایڈیٹر صاحب کا نام موسیو میرانت تھا،

ہاں بھائی یہ تو پرانی باتیں تھیں، اپنی بات یہ ہے کہ دارالمصنفین کی کتابوں کے لئے ۵۰۰ روپئے کی اور ضرورت ہے اور چونکہ ایک ماہ کے اندر روانگی کا بھی قصد ہے۔ اس لئے ان کے اندر بھیجنا چاہیئے، اس لئے میں آج کل میں روپیہ کے لئے تار دوں گا۔ کچھ کتابیں لندن سے بھجوائی ہیں وہ پہنچیں تو رسید لکھیئے۔

والسلام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ص ۶۱ دلیشی، ۹ اگست سنہ ۱۹۲۰ء

م ع

برادر عزیز! اسلام شوق

جناب منیجر صاحب و قائم مقام سکریٹری صاحب دار المصنفین،

اول تو جناب سے یہ گذارش ہے کہ باوجود ایک بڑے کاروبار کے منتظم خاص و ناظم اعلیٰ ہونے کے اور شب و روز ڈاکخانہ سرکاری سے براہ راست تعلقات دیرینہ رکھنے کے، کیا جناب کو یہ علم نہیں کہ ولایت کا محصول خط موازی ار نہیں بلکہ مبلغ ار ہے یہ جو آپ کا ہر دفعہ ڈبل محصول ادا کرنا ہوتا ہے۔ اس کا کون ذمہ دار ہے؟ کوک کمپنی، عجب نہیں کہ آئندہ میری طرف سے یہ مبلغ خطیر ہر ہفتہ ادا کرنے سے انکار کردے۔ اور میری جیب خاص میں یقین جانئے کہ ایک پیسہ نہیں! اور دست غیب پر پورا قابو نہیں۔

دوم یہ کہ آپ میرے خطوط سے اگر شراب کی بوتل کا کام لیتے ہیں اور اس سے مسلمانوں میں توقع بیجا پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس کا ذمہ دار میں نہیں۔ مسلمانوں کو برس چھ مہینہ نہیں بلکہ دس بیس برس اسی قوت اور اسی استقلال سے کام کرنا ہے۔ دنیا میں کوئی قوم وقتی جوش اور فوری ولولہ سے کامیاب ہوئی ہے اور نہ ہو سکتی ہے صدیوں کی غلطی کا خمیازہ مہینوں میں دُور نہیں ہو سکتا۔ آج جو کچھ پیش ہے وہ آج کا واقعہ نہیں بلکہ اس کی تمہید دو سو برس سے ہو رہی تھی تو اس کا ردّ و مدافعت آپ دو دن میں نہیں کر سکتے۔

جہاں میں آج کل ہوں، یہ گویا دنیا بھر کے بیماروں کا مرکز ہے۔ یہاں ہر ملک و ملّت کے مسلمانوں سے ملاقات کا خاصہ موقع ملا۔ گذشتہ خطوط میں یہاں کے بعض بعض تذکرے کئے ہیں، مراکش کے احوال جاننے اور وہاں کے کسی "مرد مومن" سے ملنے کا سخت اشتیاق تھا۔ تقدیر نے جس سے پہلے ملایا وہ مولائی یوسف سلطان مراکش کے شاہی حاجب تھے، مجھے پہلے ان کا عہدہ معلوم نہ تھا۔ اس لئے میں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھیک ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے جس طرح کھل کر اعتماد کے ساتھ باتیں کرنی چاہئیں کیں، مگر وہ ان کا جواب گول مول پولیٹکل ٹائپ کے دیتے رہے۔ تاہم ان سے کئی دفعہ دیر تک صحبتیں رہیں اور ان سے یہ معلوم ہوا کہ جدید تعلیم مراکش میں اشاعت پا رہی ہے، لوگ واقعات کی تہ تک پہنچتے جاتے ہیں، تاہم جو روح میں ڈھونڈھتا تھا، وہ ان میں نہ ملی اور بعد کو جب ان کے عہدہ و منصب کی اطلاع ملی تو شکایت جاتی رہی کہ ہمارے ملک میں بھی اس مرتبے کے لوگ اس سے زیادہ گہرے نہیں۔ پھر بھی کاوش رہی۔ چند روز ہوئے کہ ایک لال ٹوپی مع گندمی رنگ کے بڑے جبہ کے ایک جگہ نظر آئی، پہلے تو ہمت نہ ہوئی پھر جرأت کر کے آگے بڑھا اور سلام کیا، میں سچ کہتا ہوں اور صرف خطیبانہ انداز میں نہیں بلکہ واقعہ اور حقیقت کے رنگ میں کہ اسلام میں اگر صرف یہی ایک خوبی ہوتی تو کافی تھی کہ صدائے السلام علیکم جہاں گوش زد ہوتی ہے، اجنبی سے اجنبی کے اندر اعتماد و وثوق کی شان وہ جھلکنے لگتی ہے کہ گویا وہ برسوں کا محرم اسرار ہے۔ ان صاحب سے مل کر طبیعت بہت مسرور ہوئی۔ میں نے پوچھا، کیا آپ علماء میں سے ہیں۔ یا تاجر ہیں یا منصب دار ہیں۔ تو جواب دیا کہ "میں مراکش کے محکمۂ وطنی میں نوکر ہوں۔ ہاں محکمۂ وطنی میں، فرانسوی میں نہیں"۔ میں نے دل میں کہا کہ یہ آدمی تو کچھ لوچ دار معلوم ہوتا ہے، پھر جو باتیں ہوئیں تو معلوم ہوا کہ میں اس شخص سے باتیں کر رہا ہوں جو ان اسلامی مسائل پر کامل غور و فکر کر چکا ہے۔ اس نے کہا کہ مراکش میں سپاہی بھی موجود ہیں۔ دولت و سامان کی بھی کمی نہیں۔ صرف ایک قوتِ محرکہ اور دستِ عامل اور کارفرما روح کی ضرورت ہے پھر جوش میں آ کر اس نے کہا کہ "ہم کو سپاہی کی کمی نہیں، روپے کی کمی نہیں، ہم میں ایک "انور"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کمی ہے۔ ہم کو ایک "انور چاہیئے الور!" یعنی وہی رونا جو ہر اسلامی مملکت میں ہے۔ احمد اس شخص کا نام ہے۔

اب تک یہ معلوم تھا کہ اہلِ مراکش سلطان ٹرکی کو خلیفہ نہیں مانتے بلکہ خود مراکش کے سلطان خلافت کے مدعی ہیں۔ چنانچہ بعض بعض انگریزوں نے بھی سوال و جواب میں اس کا حوالہ دیا۔ پھر اس سے زیادہ یہ ہے کہ فرانس کے محکمۂ شرقیہ کے رئیس سے جب ملاقات ہوئی تو اس نے بھی خلافت کے مسئلہ پر یہ کہا کہ ہمارے لئے یہ سوال دوگونہ مشکل ہے۔ فرانس کے بعض ممالک کے مسلمان تو سلطان ٹرکی کو اور کچھ سلطان مراکش کو خلیفہ مانتے ہیں۔ بہرحال جب اس مراکشی مسلمان سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ سمجھ دار طبقہ سلطان ٹرکی ہی کو خلیفہ مانتا ہے اور ساقط الاعتبار خیانت کاروں کا کسی ملک میں وجود نہیں۔

یہاں تو کوئی میرا ہمزبان نہیں۔ انگریزی بھی یہاں بیکار ہے جس کو اس مشکل سے ان دنوں سیکھا ہے۔ بس انہی عربوں سے زبان مقدس میں کچھ باتیں کر لیتا ہوں۔ ہاں ٹرکی کے ایک بزرگ چند روز سے بغرضِ علاج آئے ہوئے ہیں۔ ان سے باتوں میں دل بہلتا ہے۔ قسطنطنیہ ان کا مکان ہے مجلس مبعوثانِ عثمانی کے ممبر ہیں۔ عربی کچھ کچھ بولتے ہیں مگر سمجھتے سب ہیں۔ کہتے تھے کہ میں نے قسطنطنیہ کے مدرسۂ عربیہ میں دس برس عربی پڑھی لیکن عربی بولنی نہ آئی اور کہتے تھے کہ یہی حال ٹرکی کے اور عربی مدرسوں کا ہے کہ دس دس پندرہ پندرہ برس طلبہ عربی پڑھتے ہیں لیکن نہ وہ عربی لکھ سکتے ہیں نہ بول سکتے ہیں۔ میں نے پھر مقاصدِ ندوہ کی ایک خوراک ان کو دوا پلائی۔ دوسرے ملکوں کے مسلمانوں کو دوسرے مباحث کے ساتھ ساتھ ندوہ کے اغراض و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقاصد بھی خصوصیت کے ساتھ سمجھتا ہوں کہ امت کی اصلاح و درستی کے لئے علمار کی فکر و خیال کی اصلاح نہایت ضروری ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس حیثیت سے علمائے ہند میں ہر قسم کے نقائص کے تسلیم کر لینے کے بعد ایسے محاسن ہیں جن کا دیگر بلادِ اسلامیہ میں فقدان عام ہے۔ جدید تعلیم نے وہاں اُبال کھایا لیکن قدیم تعلیم ابھی مرقدِ راحت میں ہے۔

قدیم و جدید طبقے کے باہم دست و گریبان ہونے اور منازعہ و مقاتلہ کی جو حالت پہلے ہندوستان میں تھی، افغانستان و بخارا سے لے کر مراکش تک رہی ہے۔ مصر کے جامع ازہر نے اس سال کروٹ لی ہے۔ تیونس کے جامع زیتون نے ابھی چند مہینے گذرے کہ ایک قدم آگے رکھا ہے۔ یعنی وہاں کے چند مدرسین نے طلب دستور کے وفد میں شرکت کی اور تونس کے سامنے دیگر اربابِ تعلیمِ جدید کے دوش بدوش کھڑے ہو کر طلب دستور کا عریضہ پیش کیا۔ لیکن آپ نے سُنا کہ فرنچ گورنمنٹ نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ بعض کو تین ماہ کے لئے اور بعض کو چھ مہینے کے لئے درس کی خدمت سے معطل کر دیا۔ بیچارہ شیخ عبدالعزیز ثعالبی ٹیونسی جو پیرس میں حکومت ٹیونس کی اصلاحات کے لئے کوشاں تھے خانہ تلاشی کے بعد چھ روز ہوئے کہ گرفتار کر لئے گئے۔ زمانۂ جنگ سے لے کر اب تک وہاں مارشل لار جاری ہے چنانچہ ان کو پیرس سے ٹیونس کشاں کشاں لے جایا گیا۔ کہ ان پر مارشل لا چلایا جائے مگر بڑی قوت کے آدمی ہیں۔ یوں بھی خاصا ڈیل ڈول رکھتے ہیں۔ ان کی پیشانی پر بل تک نہیں اور خوشی خوشی اس مصیبت کے اٹھانے کو تیار تھے۔ ان کے رفقار کار بھی ہراساں نہیں۔

محمد علی صاحب روما جا کر پوپ سے مل آئے۔ آپ نے تار میں پڑھا ہوگا کہ پوپ نے تمام دُنیائے اسلام کو مصالحت اور اپنے پیروؤں کی طرف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہر طرح ہمدردی اور صلح کی دعوت دی ہے۔ اٹلی کے وزیر خارجیہ اور وزیر اعظم سے ملاقات ہوئی۔ اور انہوں نے بھی یقین دلایا کہ ہم کو مسلمانوں سے پرخاش نہیں چنانچہ البانیہ کے تمام مطالبات ہم نے تسلیم کر لئے اور طرابلس میں خود مختار ریاست ہم قائم کئے دیتے ہیں۔

۱۱ر اگست کو فرانس کے وزیر اعظم موسیو ملران کی بارگاہ میں شاید رسائی ہو۔ مہینوں کی دربار داری کے بعد اب انھوں نے درشن کرانے کی امید دلائی ہے اور معتبر حلقوں کا یہ بیان ہے کہ خود انہی نے سلسلہ جنبانی کی ہے۔ مجھے یہاں ۲۰ دن ہو گئے۔ یہاں کا علاج ۲۱ دن کا ہوتا ہے۔ اس لئے اگر ڈاکٹر نے اجازت دی تو کل شب کی گاڑی سے یہاں سے پیرس کو روانہ ہوں گا۔ اور امید ہے کہ میں بھی وزیر موصوف کی زیارت سے مشرف ہوں۔

میری غیبت میں لوگوں نے دار المصنّفین کی آمد شروع کی ہے۔ یہاں تک کہ قوم کے مستعفی سپہ سالار مسٹر مظہر الحق نے بھی دار المصنّفین پر کرم کیا۔

اب مجھے جلد بلا لیجئے۔ اور قوم سے کہئے کہ بلا لے، ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہاں کام کے لئے سالہا سال تک مفید و ضروری موقع ہے۔

والسلام

۹۲ ویشی، ۹ر اگست سنہ ۱۹۲۰ء

۷۷ چچا جان !!

کیوں صاحب چچا جان کو لوگ مذاق کیوں سمجھتے ہیں۔ میں بھی ہندوستان میں اس کو مذاق سمجھتا تھا۔ مگر ولایت کی فرزانہ اور دانش آموز آب وہوا میں سوچتا ہوں تو اس میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی۔ بنا بریں امید ہے کہ آپ جو ولایتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیزوں کو نئی روشنی میں دیکھ کر قابل تقلید سمجھتے ہیں، میرے اس نئے اجتہاد کو مذاق پر محمول نہ فرمائیں گے۔

آج ہی آپ کا خط مورخہ ۶، جولائی ملا۔ لندن جا کر ولیشی واپس آیا تو اس آمد و رفت میں غریب کو مجبوراً چند روز کی دیر ہو گئی جو قابل معافی ہے۔

آپ یا مخدوم[1] صاحب پوچھتے ہیں کہ "بالشویک روس اور انگلینڈ کے درمیان کون سا پردہ حائل ہے"؛ میں اس سوال کا مطلب نہیں سمجھا۔ اگر یہ مطلب ہے کہ انگلینڈ بالشوزم کیوں نہیں قبول کر لیتا؛ تو اس کا سبب ظاہر ہے کہ انگلینڈ ہمہ تن ایک سرمایہ دار ملک ہے۔ یہاں وزراء سے لے کر عام تاجروں تک اپنے سرمایہ سے دوسروں کی محنت پر گذارا کرتے ہیں۔ انگلستان کے بعض وزراء کی جائدادیں روس میں تھیں، انگریزوں کا بہت سا سرمایہ وہاں لگا ہوا تھا اور وہ سب روس کے مزدوروں اور کاشتکاروں نے اپنے اصول کے مطابق ہضم کر لیا۔ پھر انگلینڈ اگر بالشوزم اختیار کر لے تو اس کو دنیا میں اپنے موجودہ تفوق سے دست بردار ہونا پڑے گا۔

اگر اس سوال کا یہ مقصد ہے کہ انگلستان بالشویک روس کے ساتھ کیوں بر سر پرخاش ہے تو اس کی وجہ بھی ظاہر ہے اور یہ کوئی راز نہیں۔ لائڈ جارج اور لارڈ کرزن نے بالشویک روس کے نام جو خطوط دعوتِ صلح کے لکھے ہیں، جو یہاں کے مزدور پیشہ اخبار ڈیلی ہیرلڈ نے بہ تمامہا چھاپ دیئے ہیں ان میں سے بتصریح مذکور ہے کہ اگر "بالشویک مشرق اور ایشیا میں اپنے اصول کی اشاعت سے باز رہیں اور مشرقی اقوام کو ان کے آقاؤں کے مقابلہ میں برانگیختہ نہ کریں۔

---

[1] کاتب کے منجھلے چچا مولوی ابو تراب صاحب مرحوم جو مخدوم صاحب کے نام سے پکارے جاتے تھے ۱۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان کی ہمت افزائی نہ کریں تو انگلستان محبت کا ہاتھ بڑھانے کو تیار ہے۔

اور اگر اس سوال کا یہ مقصد ہے کہ روس انگلینڈ پر حملہ کیوں نہیں کر دیتا تو بھی ظاہر ہے کہ نفس انگلینڈ پر تو حملہ کی کوئی صورت نہیں، رہا اس کے مشرقی مقبوضات پر، تو ابھی تو دہقانی روسیوں کو خود اپنا وجود سنبھالنا مشکل ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمیشہ اس کے مقابلہ کے لئے داہنے بائیں، آگے پیچھے کوئی نہ کوئی قوت کھڑی کر دی جاتی ہے۔

بہرحال مشرقی اقوام خواہ بالشویک روس کی نسبت کوئی رائے رکھتے ہوں۔ لیکن مجھے ان سے نیکی کی کوئی توقع نہیں۔ انقلاب کے آغاز میں ان کی روش بین الاقوامی محبت و ہمدردی کیوں نہ ہو، مگر رفتہ رفتہ وہ قومی محبت اور مخصوص روسی عنصریت کی سیاست کی صورت میں بدل جائے گی۔ اور اس وقت انگلستان کو بھی اس سے مخالفت نہیں ہوگی۔ ہندوستان بالشوزم کسی طرح بآسانی قبول نہیں کر سکتا۔ یہ راجاؤں، تعلقہ داروں اور زمینداروں کا ملک ہے اور اس اصولِ اقتصاد اور نظامِ مملکت کی رُو سے سب سے پہلے ان ہستیوں کو فنا ہو جانا پڑے گا۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کوئی آسان کام ہے؟

پہلی جولائی سے لے کر ۸ جولائی تک جنیوا میں تمام یورپ کے سوشیالسٹوں کی بین الاقوامی مجلس تھی۔ میں نے اس کے اکثر ممبروں کی تقریریں پڑھیں ان میں بہت سے سچے دل سے عام بنی نوع انسان کے ہمدرد ہیں۔ اور وہ مشرق کو صرف غلامی اور مغرب کو صرف آقائی کے لئے مخصوص نہیں سمجھتے ہیں۔ بلکہ وہ تمام اقوام عالم کی آزادی اور رہائی کے خواستگار ہیں۔ مگر ان کی تعداد کم ہے ورنہ اکثر اور بہ ہیئت مجموعی ان کی نگاہ میں دنیا صرف یورپ تک سے عبارت ہے "دنیا میں کسی قوم کو دوسرے کا غلام نہیں ہونا" اس کے معنی یہ ہیں کہ "یورپ"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مسلمان ہمیشہ دوسروں پر بھروسہ رکھنے کے عادی ہیں۔ حالانکہ انسان کو ہمیشہ اپنے قوتِ بازو پر بھروسہ رکھنا چاہیئے ۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آج کل کی تحریکات میں ہندو مسلم اتحاد کا مسلمانوں پر یہ اثر ہو رہا ہے کہ وہ ہر کام میں ہندوؤں پر بھروسہ رکھنا چاہتے ہیں یقیناً ہم کو بحیثیت ہم وطن ہونے کے ان پر اعتماد رکھنا چاہیئے مگر اس کے معنی یہ نہیں کہ ہم اپنا سارا باران پر ڈال دیں ہم ہی ہیں خاکِ پاکِ شیراز کا وہ جوانمرد بھی تھا۔ جو کہہ گیا ہے

رفتن بپائے مردیٔ ہمسایہ در بہشت
حقا کہ با عقوبتِ دوزخ برابر است

میری لال ٹوپی بھی ولایت میں عجائب المخلوقات میں سے ہے ۔ انگلینڈ میں تو جدھر نکلتا ہوں تماشا بن جاتا ہوں کیونکہ وہاں لال ٹوپی اور نیچی شیروانی کسی نے کاہے کو دیکھی ہوگی۔ مشرقی مسلمان اقوام سے انگلینڈ آنے والے صرف ہندوستانی مسلمان ہیں، وہ بمبئی ہی سے "صاحب" بن کر روانہ ہوتے ہیں اور اکثر تو گھر ہی میں "دیسی صاحب" بن لیتے ہیں۔ تب ولایتی صاحب بن کر آتے ہیں فرانس میں ٹرکی، مصر، ٹیونس، الجیریا اور مراکش کے مسلمان تو وہی جبہ و دستار میں لمبی لمبی آستینوں کے ساتھ رنگ برنگ کی عبائوں میں نظر آتے ہیں۔ ٹرکی و مصر کے مسلمان تو کوٹ پہنتے ہیں مگر ترکی ٹوپی پہنتے ہیں۔ عرب مسلمان ترکی ٹوپی پر لفّہ باندھتے ہیں اور مراکشی اور جزائری مسلمان ترکی ٹوپی کے اوپر چادر اوڑھ کر اس کو گلے میں لپیٹ لیتے ہیں۔ بہرحال میری لال ٹوپی یہاں نگاہوں کا مرکز ہے۔ لندن سے باہر میں ایک اسٹیشن پر اُترا تو سڑک پر ایک خاکروب "صاحب" جھاڑو دے رہے تھے۔ لال ٹوپی دیکھ کر مُسکرائے، پھر خراماں خراماں میری طرف آئے اور پوچھا "بغدادی"؟ میں نے کہا نہیں "ہندی"۔ معلوم ہوا کہ یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب بھرتی ہو کر عراق گئے تھے اور بغداد کی جنگ میں شریک تھے وہاں ان کو یہ لال ٹوپی نظر آئی تھی اب انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ جس کے سر پر لال ٹوپی ہو، فہو البغدادی۔

جس دن میں وینشی کے اسٹیشن پر اُترا، ایک صاحب میرے پاس سے گذرے پوچھا "ترکی"؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر کہا "عربی"؟ میں نے کہا نہیں "ہندی" ولایت کے جو انگریز مصر میں رہے ہیں اور کچھ عربی جانتے ہیں وہ تو ضرور راستے میں دیکھ کر بچھڑے ہوئے دوست کی طرح سلام کرتے ہیں اور عربی بولنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دو تین مہینے ہوئے کہ مجھے ڈاکخانہ سے کچھ روپئے لینا تھا۔ ڈاکخانہ کا راستہ نہیں ملتا تھا۔ اتنے میں ایک صاحب میرے سامنے سے گزرے اور سلام کیا، اور پوچھا "مصری"؟ میں نے کہا نہیں "ہندی" انھوں نے کہا میں سمجھا کہ آج کل مصر کا وفد یہاں آیا ہوا ہے تم ان میں سے ہو۔ میں نے کہا نہیں۔ بولے کہ میں مصر میں بہت دن نوکر رہا ہوں" اور اس عربی دانی کی محبت نے بیچارہ نے یہ محنت گوارا کی کہ پوچھ پاچھ کر مجھے ڈاک خانہ تک پہنچا دیا۔ اور ایک ریسٹوران کے پاس پہنچ کر قہوہ کی دعوت بھی کرنی چاہی لیکن آج ۴ بجے کا واقعہ سب سے زیادہ اثر انگیز تھا۔ ایک نہایت بوڑھی عورت، غایت آرزو اور تمنا کی صورت میں میرے سامنے آئی ایک اور ادھیڑ سن کی عورت اس کے ساتھ تھی۔ میری طرف دیکھ کر فرنچ زبان میں کچھ کہنے لگی میں سمجھ نہ سکا۔ ایک الجزائری عرب جو فرنچ جانتے تھے میرے پاس کھڑے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کیا کہتی ہے؟ انھوں نے ترجمہ کر کے بتایا تو دل میں ایک چوٹ سی لگی اور اس کے حال پر رحم آیا اس نے کہا کہ میرا لڑکا دردانیال کی جنگ میں گیلی پولی میں مارا گیا ہے۔ میں تم کو ایک ترک سمجھ کر آئی تھی کہ اگر اس کی مزید تفصیل معلوم ہو تو مجھے بتا دو۔" ہندی مسافر اس محبتِ مادری میں دیوانی بڑھیا کی وجہ تسلی نہ ہو سکا۔ دونوں آنکھوں میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنسو ڈبڈبائے ہوئے مایوس واپس گئی۔ ادھیڑ سن کی عورت بڑھیا کی مزید ترجمانی کر رہی تھی، بشاید کہ مقتول فرنچ سپاہی کی بیوہ ہو۔ غریب فرانس نے اس جنگ میں حقیقت میں بڑی قربانی کی ہے۔ اس کثرت سے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے، زخم خوردہ ہر وقت اور ہر جگہ فرانس کے ہر حصہ میں ملتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ۵ فیصدی سے کم ایسے اشخاص نہ ہوں گے اور اس پر بھی اس کے ہاتھ کیا آیا؟ کچھ نہیں! الساس اور لورین کے کھوئے ہوئے صوبے!

ویشی کا علاج ۲۱ دن کا ہوتا ہے کل ۲۰ دن تمام ہوں گے۔ ارادہ تھا کہ کچھ دن اور احتیاطاً رہوں، لیکن آج محمد علی صاحب کا تار آیا کہ موسیو ملراں وزیراعظم فرانس نے ۱۱ اگست کو ۱۱ بجے وفد سے ملاقات کا دقت مقرر کیا ہے، ہو سکے تو اس تاریخ کو پیرس پہنچو۔ ڈاکٹر سے جا کر پوچھا، اس نے اجازت دیدی۔ کل ۱۰ اگست کی شب کو ۱۱ بجے یہاں سے روانہ ہو کر صبح کے ۹ بجے پیرس پہنچوں گا۔ معلوم نہیں ویشی کا علاج مرض کا دائمی ازالہ کر دے گا یا نہیں؟

سیرتِ نبویؐ جلد دوم میں میرے اضافہ کو جو نصف تصنیف کے برابر ہے آپ نے سراہا ہے۔ نہیں معلوم آپ نے صرف عزیزانہ نگاہ سے دیکھا یا ناقدانہ نظر سے بھی ملاحظہ کیا ہے؟ آپ نے میری جبہ والی ولایتی تصویر پر "سلطان ٹرکی" کا دھوکا ہونا ظاہر کیا ہے۔ بعینہٖ یہی پھبتی فرانس میں ایک فرنچ دوست نے کہی کہ تم تو اس لباس میں خود خلیفہ معلوم ہوتے ہو۔

طولِ کلام کی معافی چاہتا ہوں۔ دوسری تصویر جس پر حضرت سلیمان" کا نام تھا آپ نے "ملکہ" کو بھیج دی۔

محمد ۶۳ ویشی، ملک فرانس، ۱۰ اگست سنہ ۱۹۲۰ء

م ع مولانا الاکرمؒ، اطال اللہ بقارکم!

لہ زمیندار لاہور، مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۲۰ء میں چھپا ۱۲ ش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، چند ہفتوں سے خدمت والا میں حاضر نہیں ہوا۔ میں پورے مہینہ میں کچھ واقعتاً بیمار رہا اور کچھ تھک کر بیمار ہو گیا اور ڈاکٹر کے مشورہ سے اس مقام میں تین ہفتے قیام رہا اور آج شب کو یہاں سے پیرس کی سمت کوچ ہے۔

اس ماہ گذشتہ کے دورہ میں اپنی علالتِ طبع کے بہانہ سے میں وفد کے کاموں میں کوئی حصہ نہ لے سکا۔ اب طبیعت کو سکون ہے۔ دعا کا طالب ہوں کہ شفائے حقیقی نصیب ہو۔ جناب مشیر حسین صاحب قدوائی کی تقریر سے بہت تسکین ہوئی۔ عراق و شام کے بعض عربوں سے مل کر یہ مشورہ قرار پایا تھا کہ مسئلہ خلافت و بلادِ مقدسہ کے متعلق ایک صاف و صریح خط شریف حسین کے نام لکھا جائے۔ چنانچہ چار پانچ صفحہ کا ایک خط میں نے تیار کیا لیکن فوراً ہی حالات بدل گئے اس لئے خط کا بھیجنا ملتوی ہو گیا۔

محمد علی صاحب کو لوگ مدت سے روما اور سوئٹزرلینڈ بلا رہے تھے مگر موقع نہیں ملتا تھا۔ آخر جولائی میں ان کو موقع ملا۔ تو وہ تنہا مع حیات صاحب کے روما اور سوئٹزرلینڈ ہو آئے۔ بعض کیتھولک مُصر تھے کہ وفد کو پوپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ان کو اس بارگاہِ قدس میں بھی باریابی نصیب ہوئی۔ گو میں اس سفر میں ساتھ نہ تھا اس لئے شہادت عینی نہیں دے سکتا۔ لیکن سمجھتا ہوں کہ آپ تک اس سفر کی رُوداد نہیں پہنچی ہو گی۔ اس لئے مجھ تک جو اطلاعات پہنچی ہیں ان کو آپ تک پہنچا دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

حالت یہ ہے کہ ایک انگلینڈ کو چھوڑ کر یورپ کا کوئی بڑا شہر ایسا نہیں ہے جہاں سے احرارِ اسلام اور مخلصین دین و ملت اپنے ملکوں سے بھاگ بھاگ کر پناہ گزین نہ ہوں۔ قسطنطنیہ، اناطولیہ، عراق، شام، ٹیونس، الجیریا، مراکش،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر، طرابلس المغرب، البانیہ، تھریس، غرض ہر بڑے شہر میں مہاجرین اسلام کی ایک نو آبادی قائم ہے۔ روم میں جو اٹلی کا پایۂ تخت ہے بہت سے مہاجر پناہ گیر ہیں، ان سب سے ملنے کا موقع ملا، یہ سب کے سب نہایت روشن خیال، بیدار مغز، اور واقعات کو اصلی رنگ میں سمجھنے والے ہیں۔ اور چونکہ ہم لوگوں کے بہ نسبت وہ اپنے اپنے ملک سے زیادہ قریب ہیں اور ان کے وسائل آمد و رفت وسیع تر ہیں، اس وجہ سے وہ ہر معاملہ سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ان کے بیانات سے نہ صرف یہ کہ نئے حالات کا انکشاف ہوا بلکہ بعض اوقات توقع سے بڑھ کر صورتِ حال تسکین دہ معلوم ہوئی۔ ان کی گفتگو کے لفظ لفظ سے اسلام کا جوش نمایاں تھا۔

اٹلی کے وزیر اعظم اور وزیر خارجہ نے بھی ملاقات کا موقع بخشا۔ اور دیر تک خوب گفتگو ہوتی رہی۔ انھوں نے بیان کیا کہ اٹلی کو مسلمانوں سے کوئی پرخاش نہیں، بلکہ ان حالات میں ان کے ساتھ ہمدردی ہے اور جو جائز مدد اس سے ممکن ہے وہ اس سے دریغ نہ کریگی۔ چنانچہ البانیہ کے معاملے میں اٹلی نے تقریباً تمام البانوی مطالبات تسلیم کر لئے اور طرابلس کو بھی وہ قطعی خود مختار کرنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے امید دلائی کہ گو اس وقت بظاہر اسلام ایک عظیم الشان مصیبت میں گرفتار ہے لیکن انشاء اللہ بہت جلد حالات کی صورت بدل جائے گی۔ اور جہاں تک اٹلی کا تعلق ہے وہ مسلمانوں کو شکایت کا موقع نہ دے گی۔

۲۸ جولائی کو محمد علی صاحب نے پاپائے روم سے ملاقات کی۔ پاپا نہایت تپاک و محبت سے ملے اور نہایت صاف و صریح لہجہ میں گفتگو کی، فرمایا کہ زمانۂ حال کے صلحنامے سے ہرگز دنیا میں امن و سلامتی قائم نہیں ہوسکتی، لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ جنگ کی موجودہ صورت اسلام اور عیسائیت کے درمیان نہیں بلکہ مذہب اور لا مذہبی کے درمیان ہے، انھوں نے اعتراف کیا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولت عثمانیہ مذہب کے معاملہ میں نہایت بے تعصب اور ناطرفدار حکومت ہے ۔ہم کو اپنے قسطنطنیہ کے نائبوں کے ذریعہ سے حالات اچھی طرح معلوم ہیں۔ ٹرکی کے سامنے صلح کے جو شرائط پیش کئے گئے ہیں یہ دنیا کے لئے ایک نئی جنگ کا پیش خیمہ ہے ۔ اگر دنیا میں ایک نئی جنگ پیش آئی تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے حقیقی باعث مسلمان نہ ہوں گے ۔ بلکہ وہ ہوں گے جو موجودہ شرائط صلح کے مصنف اور بانی ہیں۔ پاپا نے اپنی طرف سے اور اپنی رومن کیتھولک جماعت کی طرف سے یقین دلایا کہ وہ اسلام کے ساتھ مصالحت اور دوستی کے خواستگار ہیں اور فرمایا کہ اس وقت اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ نہیں بلکہ ظلم اور انصاف کا مقابلہ ہے ۔

بہر حال یہ ملاقات بھی فائدہ سے خالی نہ رہی اور اکثر حلقوں میں اس گفتگو کو ٹرکی اور اسلام کے حق میں ایک نہایت کارآمد دستاویز سمجھا جارہا ہے ۔

رومہ سے واپسی میں سوئیزرلینڈ کے شہر ترنی نے میں محمد علی صاحب ٹھہرے یہ شہر گویا آج کل اسلام کا دارالہجرۃ بنا ہوا ہے ۔ ان بزرگوں نے ہمارے دوستوں کی نہایت خاطر و مدارات کی مسلمانوں کا مجمع ہوا۔ جس میں تقریریں بھی ہوئیں ، ایک عرب فواد سلیم الحجازی بھی جو پہلے سوئزرلینڈ میں دولت عثمانیہ کی طرف سے سفیر تھے ،اور قبضہ قسطنطنیہ کے بعد وہ برطرف کئے گئے ۔ اس مجمع میں موجود تھے ۔ انھوں نے عربی زبان میں نہایت پر جوش تقریر کی ۔

یکم اگست سے ۱۰ اگست تک جنیوا میں تمام یورپ کے سوشیالسٹ اور اشتراکیوں کا جلسہ تھا ۔ رائے قرار پائی کہ وہاں پہنچ کر بھی اپنا مدعا ظاہر کرنا چاہیئے ۔ چنانچہ محمد علی صاحب گئے اور وہاں جاکر انگلستان کے سوشیالسٹ ممبروں سے ملے میکلین اور ایڈمرس نے جو اس جماعت کے لیڈروں میں سے ہیں ہماری اعانت کا وعدہ کیا ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیرس واپس آکر محمد علی صاحب کا ارادہ لندن کی واپسی کا تھا۔لیکن معلوم ہوا کہ فرانس کے وزیر اعظم موسیو ملران بھی ملاقات کا شرف بخشنے کو تیار رہیں۔اس لئے ان کو خط لکھ کر ملاقات کی تاریخ مقرر کرائی گئی۔۱۱ر اگست کو جمعرات کے دن ۱۱ بجے وہ ملیں گے۔کل محمد علی صاحب کا تار میرے نام لندن سے آیا ہے کہ کل صبح کو میں ان سے پیرس میں ملوں اور وفد میں شرکت کروں۔چنانچہ آج شب کو روانہ ہو جاؤں گا۔

یہ مقام دلیشی گو صرف مریضوں کا مستقر ہے۔لیکن دنیائے اسلام سے بڑھ کر مریض و ناتواں کہاں ہوں گے چنانچہ اکثر اطراف کے مسلمانوں سے یہاں مل کر دل کو تسلی ہوئی اور فریضۂ تبلیغ ادا ہوا ، مولائی یوسف سلطان مراکش کے حاجب خاص سے بحیثیت مسلمان ملنے کا اور اسلامی مسائل پر گفتگو کرنے کا کئی دفعہ موقع ملا۔ بعض علمائے مغرب کو بھی سمجھنے اور سمجھانے کی فرصت نصیب ہوئی۔

اس وقت رخصت ہوتا ہوں۔ انشاء اللہ کل کی ملاقات کی تفصیل جلد لکھوں گا۔ والسلام۔

محمد ۶۴ پیرس ۱۲ر اگست ۱۹۲۰ء

مولانا عبدالباری صاحب کے نام :- مولانا الاکرم، السلام علیکم ، ہدیۂ مبارکہ کا شکریہ ! غالباً آپ نے اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ قسطنطنیہ سے فرید پاشا کے بعض آدمیوں نے آکر صلح کے معاہدہ پر ۱۱ر اگست کو دستخط کر دیئے۔لیکن اس کو ترکی گورنمنٹ کا اعتراف کہا جا سکتا ہے۔ اور نہ ترک قوم نے اس کو جائز تسلیم کیا ہے حقیقت میں دنیا کے سیاسی پلیٹ فارم پر ایک سیاسی تماشا کھیلا گیا ہے ۔ یہ فقط ایک قسم کی سیاسی صنعت گری ہے۔اس معاہدہ کو واقعی ترکوں کو تسلیم کرانے کے لئے لوہے کا قلم اور خون کی سیاہی درکار ہے۔ ع ب

جیسا کہ میں نے پہلے لکھا ہے ۱۱ر اگست کی تاریخ فرانس کے وزیر اعظم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسیو ملراں نے وفد سے ملاقات کی مقرر کی تھی۔ ہم لوگ وقت موعودہ پر فرانس کے وزارت خانے میں گئے، ۱۰یا ۱۵ منٹ کے انتظار کے بعد وزیر موصوف نے وفد کو طلب کیا، رسم ملاقات کے بعد محمد علی صاحب نے وفد کے مطالبات و اغراض پیش کئے۔ ہندوستان کی موجودہ کیفیت بیان کی، اسلام کے مذہبی فرائض کا ذکر کیا، مسئلہ خلافت اور عراق و شام و عرب وغیرہ بلادِ مقدسہ کی اہمیت ظاہر کی۔ اور کہا کہ مسلمان کبھی اور کسی حیثیت سے بھی اپنے مطالبات سے دستبردار نہیں ہوسکتے۔

وزیر موصوف نے ایک رٹے ہوئے سبق کی طرح اپنے ایک ہم پیشہ ناموروزیر اعظم[1] کے خیالات کی اپنی زبان میں ترجمانی کی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ سیاسی پیغمبر کسی مصنوعی جبرئیل (لائیڈ جارج) کے تعلیمی سبق کو اپنے الفاظ میں ادا کر رہا ہے اس وقت میں اپنے تخیل کے کانوں سے حافظ شیراز کی یہ صدائے غیب سن رہا تھا ؎

در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند آنچہ اُستادِ ازل گفت ہماں میگویم

موسیو ملیراں نے اس مشہور اندازِ عبارت میں جس کے لفظ لفظ کے معنی سے ہم مشرقی بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ فرمایا کہ "ہم کو مسلمانوں سے عداوت نہیں۔ اور نہ اسلام سے پُرخاش ہے ترکوں نے اپنی عیسائی رعایا پر جو مظالم روا رکھے ہیں ان کا ہمیشہ کے لئے انسداد ہمارا فرض ہے۔ ہم کو ملک شام، حکومت کی حرص و طمع سے نہیں، بلکہ جنگی اسباب سے جانا پڑا ہے اور جیسے ہی شام کے تخلیہ کے مناسب اسباب نظر آئیں گے ہم اس کو خالی کردیں گے۔" یہ بھی فرمایا کہ "وزیر آپ کے مذہبی جذبات ہیں لیکن جذبات کو مصالحِ عقل کے مطابق ہونا چاہیئے اور

---

[1] مراد برطانوی وزیر اعظم لائڈ جارج سے ہے ۱۲ ؔ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہتے ہوئے انھوں نے رخصت کرنے کے آثار ظاہر کیے، محمد علی صاحب نے کہا کہ ہمارا مذہب تمام تر مصالح و حِکَم پر مبنی ہے۔ اس کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں ہم جزیرۃ العرب سے متعلق اس کے احکام کی مصلحتوں کو بہ تفصیل عرض کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وزرائے سیاست کو ان کے سننے کی فرصت حاصل ہو۔

مترجم فرینچ سے انگریزی میں اور انگریزی سے فرینچ میں ترجمہ کر رہا تھا، مگر حالت یہ تھی کہ خود مترجم جو ایک منصف مزاج فرینچ تھا وزیر فرانس کی زبان سے یہ خیالات سُن سُن کر خود بخود خجل اور شرمندہ ہو رہا تھا۔ جس کا بعد کو اس نے خود اظہار کیا۔ سید حسین صاحب نے کہا، "عام طور سے مشہور ہے کہ قسطنطنیہ کی حیثیت ایک انگریزی مقبوضہ کی ہو جائے گی"۔ وزیر صاحب نے جواب میں کہا کہ "یہ قطعاً غلط ہے، فرانس کے حقوق بھی وہاں مساوی ہیں بلکہ زیادہ ہیں"۔ لیکن وزیر موصوف نے یہ نہیں بتایا کہ اسلامی حقوق کا عنصر وہاں کس قدر رہے گا جس کے باقی رکھنے کا احسان حکومت برطانیہ کی وزارت خارجہ اپنی ہندوستانی مسلمان رعایا کی گردن پر رکھنا چاہتی ہے۔ اور جس کا اعلان بہ بانگ دہل ہر چہار دانگ عالم میں کیا جا رہا ہے کہ صرف مسلمانانِ ہند کی خوشنودی اور مراعات کے لیے ترکوں کو قسطنطنیہ میں رہنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس اجازت کی حقیقت فرانس کے وزیر اعظم کی زبان سے سُن لیجئے۔

بہر حال اُٹھتے اُٹھتے اور دروازہ کھولتے ہوئے وزیر موصوف نے کہا کہ "ترکوں کی حکومت کا حال آرمینیوں سے دریافت کرو"۔ محمد علی صاحب نے کہا کہ اس بحث مباحثہ قال اقول سے فائدہ نہیں۔ گو ہم تہدید کے لئے یورپ نہیں آئے بلکہ صلح اور مصالحت کے لئے آئے ہیں لیکن فرانس کے حق میں بے وفائی ہوگی اگر ہم یہ نہ ظاہر کر دیں کہ اس طرزِ سیاست سے فرانس ہمیشہ کے لئے غیر محبوب اور بدنام ہو جائے گا"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سب سے آخری فقرہ انھوں نے یہ کہا کہ "گو قسطنطنیہ سے بعض اشخاص صلح کے معاہدہ پر دستخط کر سکتے ہیں مگر جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے تاریخ کا یہ باب اس پر ختم نہیں ہو سکتا۔"

یہ آخری فقرہ تھا جو دروازہ پر ادا ہوا۔ اور وزیر موصوف نے رخصتانہ مصافحہ کر کے وداع کیا۔ دنیا منتظر ہے کہ مسلمان کس ثبات اور استحکام کے ساتھ اپنے الفاظ و دعاوی پر قائم رہتے ہیں۔ ٹرکی کا یہ معاہدہ وحی آسمانی نہیں جو بدل نہ سکے، صرف استقلال اور صبر علی الحق درکار ہے۔ رَبَّنَا ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا،

(۶۵) لندن ۱۸ اگست سنہ ۱۹۲۰ء

برادر عزیز!

پچھلے ہفتہ آپ کو یاد نہ کر سکا، آپ کو شکایت اور مجھے افسوس ہے۔ بات یہ ہے کہ عین جمعرات کے یعنی ڈاک کے دن پیرس سے لندن آنا ہوا، اس لئے آپ سے گفتگو کا موقع نہ ملا۔ اب تو ہندوستان کی واپسی کے دن نزدیک آرہے ہیں۔ اگر خلافت کمیٹی کے حکم کے خلاف امریکہ جانا نہ ہوا تو ۱۰ ستمبر کے جہاز سے ہندوستان کا سفر شروع ہو جائے گا۔

مجھے یاد نہیں کہ ندوہ کے نومسلم انگریز محمد[1] بن کر برٹی کی ملاقات کا حال آپ کو پہلے لکھا ہے، یا نہیں، یہ یہاں مجھ سے ملنے کے لئے آئے تھے، آج کل وہ

---

[1] یہ ایک انگریز تھے جن کو بچپن میں افریقہ کے ایک مسلمان تاجر نے پالا تھا۔ اور مسلمان بنایا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد وہ بمبئی چلے آئے تھے۔ اور مولانا شبلی مرحوم ان کو بمبئی سے ندوہ لکھنؤ لے آئے تھے۔ لکھنؤ میں بہت دنوں تک یہ رہے — راجہ نوشاد علی خاں مرحوم وغیرہ سے ان کو بہت مدد ملی۔ پھر یہ بمبئی چلے گئے تھے ۱۲، د

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نائیجریا (افریقہ) کی ایک مسلمان ریاست لووا کے امیر کے ساتھ ہیں۔ امیر موصوف مہینوں سے انگلستان میں مقیم ہیں۔ عید کی نماز میں ووکنگ میں ان سے نیاز حاصل ہوا تھا۔ سادہ عربی لباس تھا۔ یعنی لمبا کرتہ اور صدری، سر پر مخروطی شکل کی ٹوپی جس پر رومن خط میں "لووا" سامنے لکھا ہوا، پیچھے پیچھے ایک حبشی خادم ایک بوقلموں یعنی سات آٹھ رنگ کے کپڑوں کی چھتری لگائے ہوئے ساتھ تھا۔ عجیب سماں تھا۔ یہ تمام علاقہ برطانیہ کے زیر حکومت ہے۔ کسی مسجد یا کسی اور مذہبی معاملہ کی نزاع ہے جس کو یہاں کے پریوی کونسل میں پیش کرنے کے لئے امیر صاحب یہاں آئے ہیں۔ آج ایک مصوّر پرچہ میں ان کی تصویر دیکھی کہ بادشاہ سے مصافحہ کر رہے ہیں۔ اور خوشی سے ان کی باچھیں کھلی جاتی ہیں۔

سُنا ہوگا کہ قسطنطنیہ سے ایک جماعت نے آکر طوعاً یا کرہاً صلح کے معاہدہ پر دستخط کر دیئے لیکن اس دستخط کا اثر نہ تو وطنی ترکوں پر پڑ سکتا ہے اور نہ مسلمانوں کی عام مذہبی مسائل اور ارادوں پر۔ موسیو ملران کی ملاقات کا حال جناب مولانا عبدالباری صاحب کے سوا میں نے کسی اور کو نہیں لکھا۔ جو کچھ انھوں نے کہا وہ ایک سکھائی ہوئی تقریر کا آموختہ تھا۔ میرا تو یہ حال تھا کہ مترجم نے جب ان کے جواب کا ترجمہ سُنایا تو چہرہ تمتما گیا اور میں اس اثر کو روک نہ سکا۔ وزیر موصوف بھی کنکھیوں سے ہم لوگوں کو دیکھ رہے تھے۔ ہماری طرف سے آخری فقرہ یہ کہا گیا کہ اتحادی جو چاہیں فیصلہ کر لیں۔ لیکن جہاں تک ہم مسلمانوں کا تعلق ہے قسطنطنیہ سے کسی ترک کا آکر دستخط کر جانا تاریخ کے باب کو بند نہیں کرتا، ہمارے لئے یہ موقع یاس و ناامیدی کا نہیں بلکہ مزید استقلال و ثبات قدم کے ساتھ کام کرنے کا ہے۔

حدی را تلخ تر بر خواں چو ذوقِ نغمہ کم یابی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہاراج تلک کی وفات سخت اندوہناک ہے۔ مگر جس شان کے ساتھ ان کا جنازہ اٹھایا گیا وہ ہندو مسلم اتحاد کی دیوار کو اور زیادہ مضبوط اور پیوستہ کردے گا۔ آپ جانتے ہیں کہ ہندو مسلم اتحاد کن اسباب کا نتیجہ ہے۔ مگر آج امریکہ کے ایک عربی اخبار میں کسی انگریزی یا فرنچ اخبار کے مترجمہ مضمون میں یہ پڑھ کر بے اختیار ہنسی آئی کہ بالشویزم نے ہندوستان میں مخصوص اغراض کی بنا پر ہندو مسلمانوں میں اتحاد پیدا کر دیا ہے۔

۱۱؍ اگست کو کنا ٹ رومس (لندن) میں تلک مہاراج کی تعزیت کا جلسہ تھا۔ چند انگریزوں کے علاوہ زیادہ تر ہندوستانی تھے۔ مقرروں میں مسلمان، ہندو سکھ عیسائی سب ہی تھے۔ ہندوستان کی آزادی کا مسئلہ تلک کے نام سے وابستہ ہے۔ اس لئے تقریروں میں لامحالہ اس کا ذکر آتا ہے۔ ہندوستانیوں میں مسٹر دوبے کی تقریر نہایت پرجوش تھی لیکن میرے لئے سب سے زیادہ باعث حیرت ایک انگریز خاتون مس ہوسن کی اور پارلیمنٹ کے ایک سابق ممبر مسٹر چانسلر کی تقریر تھی۔ مس ہوسن نے تلک کی سیاسی روش کو ملک کی آزادی کا صحیح ذریعہ بتایا۔ سنا ہے کہ مس موصوفہ جنگ کے زمانے میں کسی ہندوستانی جماعت کے ساتھ ساز باز کرنے کے لئے شبہ کی نظر سے دیکھی جاتی تھیں۔ مسٹر چانسلر نے ہندوستانیوں کو مخاطب کر کے بڑے جوش کے ساتھ کہا کہ ہم نے انگلستان میں اپنے حقوق لڑ کر حاصل کئے ہیں تم بھی لڑ ہی کر حاصل کر سکتے ہو۔

آپ نے سنا ہو گا کہ آج کل آئرلینڈ[1] کے مسئلہ کے سلسلہ میں ایک ڈاکٹر مینکس پیدا ہوئے ہیں یہ آئرش ہیں لیکن آسٹریلیا میں سکونت پذیر ہیں اور وہاں کے کینسر کے آرچ بشپ ہیں۔ انھوں نے آسٹریلیا میں جمہور کی طرفداری میں ارباب

---

[1] اس وقت آئرلینڈ اپنی آزادی کے لئے انگلستان سے لڑ رہا تھا اور آئرلینڈ کے لیڈر گرفتار کر کے انگلستان لائے جا رہے تھے۔ ۱۲ ؔ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوت کو شکست دی، ابھی امریکہ گئے تو آئرش لوگوں نے ان کا بڑا خیر مقدم کیا اور ایک شدید ہنگامہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔ اب وہ آئرلینڈ کے لئے امریکہ سے روانہ ہوئے تو تمام انگلینڈ میں تہلکہ مچ گیا۔ ایوان حکومت سے احکام جاری ہوئے کہ یہ آئرلینڈ نہ جانے پائیں، لیورپول جہاں یہ جہاز لنگر انداز ہونے والا تھا وہاں کی آئرش آبادی نے ان کے استقبال کا بڑا انتظام کیا لیکن وہاں کی پولیس نے بھی انتظام کے ساتھ امن و امان قائم رکھنے سے انکار کر دیا۔ بالآخر ایک انگریزی کروزر بھیجا گیا، جو جہاز مذکور کی نگہبانی کرے اور آرچ بشپ صاحب کو لے کر کسی ایسے بندرگاہ پر چپ چاپ اتار دے کہ آئرش لوگوں کو خبر نہ ہونے پائے۔ بالآخر ڈاکٹر مینکس کہیں چپکے سے اتر کر لندن پہنچے ہیں۔ اب انھیں یہ حکم ہے کہ لیورپول اور مانچسٹر وغیرہ مقامات میں داخل نہ ہوں۔ اس پر آئرلینڈ اور انگلینڈ کی لیبر پارٹی کی طرف سے ایک عظیم الشان جلسہ اور جلوس ایک مشہور میدان میں جمع ہوا۔ بڑا مجمع تھا، تین چار مقاموں پر مقرر تقریریں کر رہے تھے۔ خود آئرش لیڈر بھی مقرروں میں تھے۔ آئرلینڈ کی آزادی کے ساتھ کسی کی زبان سے ہندوستان اور مصر کا نام بھی نکل جاتا تھا، چرچل لائڈ جارج اور بونرلا پر نفرین اور ملامت کی آوازیں بلند تھیں، ان کو اصرار تھا کہ آرچ بشپ مینکس کو ہم آئرلینڈ لے جا کر ہی چھوڑیں گے۔ تقریریں اس قدر دلیرانہ اور بے باکانہ تھیں کہ اگر ان کی آدھی بھی ہندوستان میں کی جائیں تو رولٹ بل سے زیادہ سخت کوئی اور بل پاس کرنا پڑے گا۔ یا جنرل ڈائر کا مارشل لا تمام ہندوستان میں جاری کرنا پڑے گا۔

میں بھی یہ تماشا دیکھنے گیا تھا، عورت، مرد، بوڑھے، جوان سب پر آزادی کا ایک نشہ چھایا ہوا تھا۔ سوالیہ فقروں پر ان کی زبانوں سے جو جوابات نکل رہے تھے وہ بتاتے تھے کہ آزادی کا ولولہ کیا چیز ہے۔ بوڑھوں اور عورتوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی زبان سے جوش کے جو فقرے نکل رہے تھے وہ ہندوستان کے جوانوں کے منہ سے بھی نہیں نکل سکتے۔ میرے قریب ایک بڈھا کھڑا تھا۔ اس نے پوچھا کہ تم یہاں کیسے آئے؟ کیا تم کو بھی آئرلینڈ سے تعلق ہے؟ میں نے کہا آئرلینڈ سے نہیں، برٹش امپائر سے تعلق ہے اس نے کہا برٹش امپائر! برٹش امپائر! اس کا وجود بھی کہیں ہے؟ دوسرے نے پوچھا کہ تمہارے ہندوستان میں بھی کبھی یہ جلوے نظر آتے ہیں؟ میں نے کہا اکثر۔ مگر دل میں کہا کہ میں جھوٹ تو نہیں بول رہا ہوں۔ مزے کی بات یہ تھی کہ ایک ریزولیوشن تھا جس میں حکومت کے اس طرزِ سیاست پر اعتراض تھا۔ مجمع کے اندر سے ہمارے ایک ہندوستانی بھائی نے خود بخود کھڑے ہو کر ہندوستان کی طرف سے تائید کر دی، مجمع نے بڑی خوشی سے اس دخل درمعقولات کا استقبال کیا اور چیئرز دیئے۔

آخر میں ایک صاحب نے میرے لباس کو تعجب کی نگاہ سے دیکھکر پوچھا کہ کہاں سے آتے ہو؟ میں نے کہا غلاموں کے ملک سے! اُس نے کہا ہندوستان! میں نے دل میں کہا کہ اللہ اکبر! ہمارا وطن اپنی غلامی میں اس قدر شہرہ آفاق ہے کہ لوگ اس کی حقیقت کو اس مجاز کے پردہ میں بھی سمجھ جاتے ہیں۔ ایک اور نے پوچھا کہ ہندوستان میں بھی ایسے جلسے ہوتے ہیں؟ میں نے کہا اگر نہیں ہوتے تو کل ہوں گے۔ ایک مقرر نے لندن کی دولت وحشمت سے معمور تجارت خانوں اور ایوانوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ دولت جو لندن میں نہیں سما سکتی کہاں سے آئی ہے؟ پھر خود ہی جواب دیا، آئرلینڈ، مصر اور ہندوستان کے فقیروں کی جھولیوں سے"! ولیشی سے علاج کرا کر آیا ہوں۔ مگر تندرستی حاصل نہیں ہوئی۔ اب ہند ہی میں ہو گا۔ قصۂ زمیں برسرِ زمیں۔

والسلام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۶ - لندن ۱۹ اگست ۱۹۲۰ء

عم مکرم، السلام علیکم! ع ح

پچھلے ہفتہ حاضر نہ ہوسکا کہ عین اسی دن پیرس سے لندن تک کا سفر تھا مگر آپ کو بدگمانی ہوگی کہ چونکہ "مرکزِ التفات" دلینہ سے ہٹ چکا ہے۔ اس لئے ادھر توجہ نہ رہی۔ جناب والا، اس تماشا زار میں جہاں نظر و التفات کے اتنے مرکز برسرِ راہ ہیں، اگر میرا ایک "مرکزِ التفات" بدل نہ سکا تو کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ ویرانۂ ہند میں ایک چند ماہہ محبت، ایک دائمی و دیرینہ زنجیرِ تعلق کو کبھی شکستہ کرسکتی ہے؟

ہمہ شہر پُر ز خوباں منم و خیالِ ماہے　　چہ کنم کہ چشمِ بدبیں نہ کند بہ کس نگاہے

بہر حال اس بدگمانی کے دفتر کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہی کئے دیتا ہوں۔ یعنی اس خاکدانِ یورپ کو چھوڑ کر اب کشورِ ہندوستان کی راہ لیتا ہوں۔ ع

بشہرِ خود روم و شہریارِ خود باشم

۱۰ ستمبر سے وینس سے کرد کو بیا جہاز روانہ ہوگا۔ اسی پر نشستوں کا بندوبست کیا گیا ہے۔ پہلے تو یہ طے تھا کہ پورا وفد ہندوستان کو مراجعت کرے گا لیکن چند روز ہوئے کہ سنٹرل خلافت کمیٹی کا تار آیا کہ مولانا عبدالباری، مہاتما گاندھی، سیٹھ چھوٹانی اور دوسرے احباب کی رائے ہے کہ ایک مہینہ کے لئے امریکہ بھی جانا چاہیئے، لیکن ارکان وفد میں اس سفر کے مفید و غیر مفید ہونے میں اختلاف ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اب تک امریکہ میں مسلمانوں کی خواہش اور ان کے صحیح و متفقانہ مطالبہ کی تفصیل نہیں کی گئی۔ جو کچھ وہاں کے لوگوں کو معلوم ہوا وہ ہماری زبان و قلم سے نہیں بلکہ دشمنوں کے۔ اور ظاہر ہے کہ اس سینما کو انھوں نے کس حد تک نامنصفانہ بلکہ وحشیانہ کرکے دکھلایا ہوگا۔

لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ ٹرکی کے موجودہ معاملہ پر اس سفر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا کوئی فوری اثر پڑنے والا نہیں ہے۔ اس لئے میں نے یہ مشورہ دیا کہ ہم میں سے صرف دو آدمی امریکہ اور ایک دو مہینہ کے لئے ہو آئیں یعنی سید حسین اور محمد علی صاحب، بقیہ ارکان فقیر سید سلیمان، آنریبل ابو القاسم اور شیخ مشیر حسین صاحب کو ہندوستان واپس جانا چاہیئے۔ اصل کام ہندوستان میں ہے۔ اگر ان چھ سات مہینوں کی دوڑ دھوپ اور شہر شہر کوچہ گردی کا کوئی مفید تجربہ مجھے حاصل ہوا ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ "دنیا کی آزادی ہندوستان کی آزادی" پر موقوف ہے۔ خلافت عراق، شام، ٹرکی، عرب سب کا مقصد صرف ہندوستان کا مقصد پورا ہونے سے تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔

اس دفعہ پیرس میں آذربائیجان کے ایک ممبر (مفتی نادوف) سے ملاقات ہوئی۔ فارسی عمدہ اور صاف بولتے تھے، ان سے کچھ حالات معلوم ہوئے۔ موجودہ آذربائیجان میں ۵۰ لاکھ کی آبادی ہے۔ جمہوریہ نے دو برس میں نہایت کامیابی سے اپنے فرائض انجام دیئے۔ پچاس ہزار فوج بھی تیار کر لی۔ تعلیم پہلے بھی وہاں تھی۔ اور اب اور زیادہ ترقی ہوئی، اخبارات، مطابع، انجمنیں، مدارس، لڑکیوں کے اسکول سب قائم ہیں۔ لیکن سیاسی پیچیدگیاں پیدا ہیں۔ جس طرح ہر جگہ سیاسی فرقہ آرائیاں ہیں وہاں بھی چند پولٹیکل پارٹیاں ہیں۔ ایک "فرقہ مساوات" ہے اور دوسرا "فرقہ اتحاد"۔ ایک یہ چاہتا ہے کہ روسی بالشویت کے زیر سایہ انہی کے اصول پر حکومت کرے۔ دوسرا یہ چاہتا ہے کہ اتحادیوں پر بھروسہ کیا جائے اور روس سے الگ ہو کر انگریزوں کی اعانت کی پناہ ڈھونڈھی جائے۔ آذربائیجان کا محل وقوع ایسا ہے کہ وہ ہر حیثیت سے نہایت اہم ہے۔ یہی بیچ کا وہ نقطہ ہے جہاں ایران، ٹرکی و روس سب آکر ملتے ہیں۔ اس کے یہاں تیل کے چشمے دوست و دشمن سب کی نظروں میں عزیز ہیں۔ اس لئے روس اور اتحادی دونوں اس کی تاک میں ہیں۔ آذربائیجان گویا اس وقت دو قوتوں کی کشمکش میں ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب جاکر مجھ پر گرہیں کھلتی ہیں کہ کیوں اتحادیوں نے اس غیر معمولی عجلت و مہربانی کے ساتھ تمام روسی ریاستوں کو چھوڑ کر صرف آذربائیجان کے استقلال کو ورسیلز کے عہدنامہ میں تسلیم کرلیا، جس کے لئے میں نے یہ بھی معتبر ذرائع سے سنا کہ ہز ہائی نس آغا خان کی کوششیں بھی کام میں لائی گئیں۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ اس ملک کو آزاد تسلیم کرکے اور اس کو اپنے قابو میں لاکر اس کے تیل کے چشموں پر قبضہ کرلیا جائے۔ یورپ کو ہر چیز میں تجارت ہی تجارت اور بنیا پن ہی بنیا پن نظر آتا ہے۔ جس طرح کہتے ہیں کہ ایشیا کے صوفیوں کو ہر جگہ خدا ہی خدا نظر آتا ہے۔ آذربائیجان کی خود مختاری کی تسلیم کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ اگر یہ پگڈنڈی ہاتھ میں آگئی تو ترکی اور بالشویت کا تعلق منقطع ہوجائے گا اور دوسرے مشرقی ملکوں میں بالشوازم کے نفوذ کا راستہ بند ہوجائے گا۔ بہرحال ایک سال سے زیادہ مدت تک اتحادی اپنے مقصد میں کامیاب رہے۔ اب آپ نے پچھلے اخبارات میں یہ پڑھا ہوگا کہ بالشویت آذربائیجان پہنچ گئے۔ باکو کو اپنے ہاتھ میں لے لیا جو آذربائیجان کا دارالامارۃ اور تیل کے چشموں کا خزانہ ہے۔ اور بعض وزرار کو معزول کردیا اور بعض کو قید یا موت کی سزائیں دیں اور بہت سے انگریزوں کو گرفتار کرلیا۔

مفتی زادہ وف خود بالشویت سے بہت نالاں تھے۔ اور بار بار کہتے تھے کہ "بابا چہ میگوئی روس ہماں روس است کہ می دانی بالشویک نام دیگرست، برائے ہماں شہنشاہی روس۔" وہ اس غرض سے یورپ آئے تھے کہ بالشویکوں کو آذربائیجان سے نکالنے کے لئے انگلینڈ اور فرانس کی مدد حاصل کریں۔ وہ ہم لوگوں کو بھی رعایائے برطانیہ ہونے کی حیثیت سے کام میں لانا چاہتے تھے مگر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ بالکل خلاف مصلحت تھا اور یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ کس کے نائب ہیں۔ چنانچہ ہم نے اس میں پڑنے سے صاف انکار کیا، ایک حد تک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ہم سے ناراض ہو کر اُٹھے، وہ کہتے تھے کہ "اگر انگریزوں سے کہہ کر تم ہم کو بچا لو تو ہم پورے ایران کو بچا سکتے ہیں"۔ ہم نے کہا "اگر انگریز ہمارا کہنا اس طرح سُن لیا کرتے تو ہم سب سے پہلے ٹرکی کو نہ بچاتے؟" آپ کو یہ سُن کر تعجب ہو گا کہ اکثر اسلامی ملکوں کے مسلمان اپنے تمام معاملات میں ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنا امام سمجھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ ان کی نجات ہمارے ہی ہاتھوں سے ہو سکتی ہے۔ لیکن آہ کہ ان سے کیوں کر کہوں،

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ،

اس ہفتہ کے بعد شاید ایک آدھ خط اور لکھ سکوں، آپ کا جواب تو اب بمبئی خلافت کے دفتر میں مل سکتا ہے۔ والسّلام

۶۷ لندن ۲۵ اگست سنہ ۱۹۳۰ء

عزیزم سلمہٗ — اُکا

تمہارا خط ملا، خوشی ہوئی کہ رنگون اپنے حوصلے کے مطابق اس مسئلہ خلافت میں کام لے رہا ہے۔ اب مسلمانوں کا معاملہ ایسا نہیں ہے کہ کچھ دنوں کے شور و غوغا کے بعد پھر وہ محوِ خوابِ شیریں ہو جائیں۔ اب ان کو اس وقت تک سونا حرام ہے۔ جب تک موت کا سکون ان کو آخری نیند نہ سُلا دے۔ آپ لوگ باسفورس کے ساحل پر بوڑھے اسلام کا مرقد دیکھ رہے ہیں۔ اور میں دنیا کے پہنائے ارض میں نوجوان اسلام کا گہوارہ دیکھ رہا ہوں، اور اشارہ سے بتاتا ہوں کہ اوروں کو بھی نظر آئے۔

یورپ کے شش ماہہ تجربہ اور مسلمانانِ عالم سے مبادلۂ خیالات کے بعد مجھے نظر آتا ہے کہ ہمارے لئے کام کے تین طریقے ہیں، اتحادِ اسلامی، اتحادِ مشرقی اتحادِ قومی۔ پہلا اور دوسرا طریقہ وہ ہے جس کا یورپ اپنی قوت بھر سخت سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخت مقابلہ کرے گا۔ اور ان کو ناکام بنانے میں پوری کوشش کرے گا۔ اگر مسلمان اس کے لئے تیار ہوں تو اس میں شک نہیں کہ اسلام بحیثیت مذہب اور قومیت کے پوری قوت اور زور سے اس طرح زندہ ہوگا لیکن یہ راہ نہایت سنگلاخ اور مشکلات سے معمور ہے۔ دوسرا راستہ قومیت کا ہے۔ یعنی ہندوستان کے لوگ ہندوستان کی، ایران والے ایران کی، اہل مصر، مصر کی (وعلی ہذا) آزادی کی کوشش کریں۔ یہ راستہ آسان اور جلد کامیاب ہونے والا ہے۔ سبب یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ کے آزاد خیال، قومیت کے اصول پر ایمان رکھتے ہیں اور خصوصاً موجودہ جنگ کے ہنگامے نے اس آواز کو اور زیادہ پُرشور بنا دیا ہے عالم اسلامی کو بہ ہیئت مجموعی عالم اسلامی یورپ کی کوئی قوم مدد نہ دے گی۔ کیونکہ ان میں کوئی نہ کوئی کسی نہ کسی اسلامی ملک میں حرص وطمع رکھتی ہے۔ لیکن اگر مسلمان قومیت کے اصول پر کام شروع کریں تو ہر ایک اسلامی قوم کو علاوہ یورپین قوم کے جس کی حرص وطمع کے وہ ہدف ونشانہ ہیں۔ دوسری یورپین قوموں سے اور خصوصاً امریکہ سے بڑی مدد ملے گی۔ یہ خیال تفصیل کا طالب ہے۔ انشاءاللہ اس کو وضاحت کے ساتھ ہندوستان کے مسلمانوں کے سامنے پیش کردوں گا۔ بہر حال میرا ایمان وعقیدہ اب یہ ہے کہ ہندوستان کی آزادی دنیا کی آزادی ہے۔ کعبہ آزاد کرانا ہے تو ہندوستان آزاد کراؤ۔

یکم ستمبر کو ہمارا وفد لندن چھوڑے گا۔ اور ایک ہفتہ فرانس، سوئٹرلینڈ اور اٹلی میں ضروری امور کو انجام دے کر ۱۰ ستمبر کو وینس یا برنڈزی سے جہاز پر سوار ہوگا اور شاید یکم اکتوبر کو بمبئی کے ساحل پر لنگر انداز ہو۔

www.KitaboSunnat.com

۶۸ لندن ۲۶ اگست ۱۹۲۰ء

برادرِ عزیز، سلامِ محبت ۔ یورپ کے برِاعظم سے شاید یہ میرا آخری خط م ع
ہے ۔ آج ۲۶ ہے، ۳۱ اگست کو یا یکم ستمبر کو لندن سے روانہ ہونا ہے ۔ چند روز کا توقف راستہ میں ہوگا ۔ اور جیسا کہ پہلے لکھا ہے ۱۰ ستمبر کو وینس سے جہاز پر ہم لوگ سوار ہوں گے ۔ ۲۰ دن کا غالباً سفر ہوگا اور یکم اکتوبر تک بمبئی کا ساحل نظر آئے گا ۔
میری تمنا تو یہ ہے کہ آپ بمبئی آئیں ۔ میں تو ۷ ہزار میل سے آپ سے ملنے کی تکلیف گوارا کروں قیامت ہوگی ۔ اگر آپ چند سو میل پیشوائی کے لئے نہ آئیں، دفتر خلافت میں قیام کیجئے ۔ میرا یہ خط شاید میرے پہنچنے سے ایک ہفتہ پہلے آپ تک پہنچے ۔

www.KitaboSunnat.com

اب سفر کے آخری ایام میں آپ سے کوئی علمی اور طول طویل گفتگو کرنا نہیں ہے ۔ خاتمۂ مباحث یہ ہے کہ اب جو کچھ کرنا ہے ہندوستان ہی کی سرزمین میں کرنا ہے ۔ یورپ کے مختلف ملکوں میں چھ مہینے کا سفر، وزرائے حکومت سے ملاقات، اربابِ سیاست سے مباحثے، اسلامی ملکوں کے حالات سے واقفیت، عالمگیر اخباروں کے ایڈیٹروں سے گفتگو، اس ملک کے چھوٹے بڑے سیاسی نظامات کا مشاہدہ، یورپ کے خصائصِ نفسی پر اطلاع، اور موجودہ قوموں کے حصولِ آزادی کے طریق پہ آگاہی اگر ہم کو کسی نتیجہ تک پہنچا سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ ہندوستان اور فقط ہندوستان ہی ہماری کوششوں کا مرکز اور کامیابیوں کا گھر ہے ۔ یقین کیجئے کہ نہ صرف مشرق بلکہ مغرب کے بھی اکثر قسمتیں، ہندوستان کی خوشحالی و شادمانی کے زمانے کے دل سے منتظر ہیں ۔
کفر کی قوت ہندوستان ہی کی سرزمین سے پرورش پا رہی ہے ۔ اس لئے اگر کلمۂ حق کے دست و بازو کو مضبوط دیکھنا ہے تو اس کے زور و قوت کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرورش گاہ کو اس کی ملکیت میں دو۔ انگریزوں نے ملک کو جو فائدہ پہنچایا ہے اور ملک نے جو فائدہ اٹھایا ہے، دونوں دنیا کے سامنے ہیں۔ ملک کا آئندہ نظام انگریزی نوآبادیوں کی طرح ہو۔ جو کانگریس کا نصب العین ہے۔ میں اس سے زیادہ مسلم لیگ کے ان الفاظ کے اعلیٰ تر معنے کو پسند کرتا ہوں کہ ہندوستان کا آئندہ نظامِ حکومت، ہندوستان کے مناسب حال قائم کیا جائے۔ ہندوستان کے مناسب حال کیا ہے؟ آج اس کا فیصلہ ہر صحیح الدماغ کر سکتا ہے اور خصوصاً مسلمان!!

مسلمان خود ہندوستان کی پالیٹکس سے نصف صدی تک الگ رہے اور بے فائدہ۔ ہندوستان سے باہر کوہ وبیابان، بحروبر اور صحرا وریگستان میں آوارہ پھرتے رہے، حالانکہ منزلِ مقصود خود ان کا گھر تھا۔ اگر ان کے ہاتھ خود ان کے گھر میں مضبوط ہوتے تو گھر سے باہر بھی ان کی آواز کی قوت ہوتی۔ آپ نہیں سمجھ سکتے کہ ہندوستان اور ہندوستانی ہونا، ہندوستان سے باہر کس ذلت آمیز تخیّل کو پیدا کرتا ہے۔ اس ذلت آمیز تخیّل کے ساتھ بڑے سے بڑا دعویٰ جو اس کے منہ سے نکلتا ہے وہ اس کے منہ پر کہاں تک کھلتا ہے لوگ ہم سے کہتے ہیں اور ہم شرمندگی سے اس کا جواب نہیں دے سکتے کہ تم جو اس زور وقوت کے دعوے کے ساتھ دنیا کی دوسری قوموں کو آزاد کرانا چاہتے ہو، پہلے خود تم تو آزاد بن لو کیونکہ تم جن کو آزاد دیکھنا چاہتے ہو ان کی گرفتاری کے حقیقی سبب بھی تو تم ہی ہو۔ جو خود تمہاری تلواروں کا مقتول ہے، اس کے سرہانے تم اب ماتم کیوں کرتے ہو؟

اس جنگ عظیم کے بعد قومی آزادی کی جو لہر تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہے، حیف ہے اگر ہندوستان اس سے متاثر نہ ہو۔ میرا خیال ہے کہ اگر آج

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان اپنی آزادی کی آواز بلند کرے تو متمدن ممالک کے بے غرض افراد اور جماعتیں اس کی آواز سننے کو تیار ہیں، سلف ڈٹرمینیشن اگر دنیا کی ضعیف قوموں کے لئے نعمت ہے تو یہ نعمت ہندوستان کے لئے بھی کیوں نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنی پوری قوت سے اپنی خواہش اور آرزو کو پیش کرے، ورنہ اس کی خاموشی اور سکوت کو ان معنوں میں پیش کیا جارہا ہے کہ وہ آزادی کا متمنی نہیں، بلکہ موجودہ نظامِ حکومت کو وہ بہتر سمجھتا ہے اور اسی پر وہ قانع اور صابر ہے۔ یہ نہ صرف دنیا کی اور قوموں کو باور کرایا جاتا ہے بلکہ خود انگلستان کی نیک نیت جماعتوں اور افراد کو باور کرانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اور ہماری خاموشی سے ان کو یہ باور ہے۔ بس اب مسلمانوں کا سارا زور اسی پر صرف ہونا چاہیئے۔

انشاء اللہ ایک مہینہ بعد بمبئی میں ملاقات ہو گی۔ رخصت!

مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی کے نام:

۶۹ لندن، ۲۶ راگست سنہ ۱۹۲۰ء

مخدوم اجل، السلام علیکم!

آپ کو معلوم ہو گا کہ اب وفدِ خلافت ہندوستان واپس آرہا ہے ہم لوگ یکم ستمبر کو لندن سے روانہ ہوں گے اور ۱۰ر ستمبر کو وینس میں جہاز پر سوار ہوں گے، آغاز سفر سے اس وقت تک میں نے خدمت مبارک میں متعدد خطوط لکھے جن میں سفر کے مقاصد اور وفد کی کوششوں کے نتائج مندرج تھے۔ وفدِ خلافت کا کوئی رکن خود اپنے منہ سے تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔

سلہ ہمدم لکھنؤ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء میں یہ خط چھپا ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ وہ اپنے کارناموں پر خود تبصرہ کرے گا۔ لیکن چونکہ درحقیقت اس وفد میں میری شرکت محمد علی اور سید حسین کی سی نہیں ہے۔ اس لئے میری شہادت ایک حد تک ناطرفدارانہ کہی جا سکتی ہے۔ چنانچہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ مسئلہ خلافت کا آخری پہلو خواہ کچھ ہو وفد خلافت نے اپنی کوششوں کو اس انسانی حدِ استطاعت تک پہنچا دیا۔ جس سے زیادہ ناممکن ہے اور ضمنی طور سے اس سے ممالک اسلامیہ کے رُوح و معنی کو وہ فوائد پہنچے ہیں جن کا تخیل بھی ہمارے ہم وطن اور ہم مذہب نہیں کر سکتے۔ فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ۔

خاتمۂ مباحث کے طور پر سفرِ یورپ کے خاتمے پر میں اپنا سیاسی ایمان و عقیدہ اب آپ کے سامنے اور آپ کے ذریعہ سے تمام مسلمانوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ہم مسلمانوں نے تقریباً اپنی عمر کی نصف صدی اس طرح بسر کی کہ ہندوستان کی پالیٹکس سے عملاً کوئی غرض و مقصد نہیں رکھا، اور آوارہ و سرگرداں افریقہ اور ایشیا کے صحراؤں اور بیابانوں میں سر مارتے پھرے۔ ہماری مثال بالکل ایسی تھی کہ ہمارے ہی گھر سے کھڑے ہو کر ہمارے دشمن ہمارے ان بھائیوں پر تیر برسا رہے تھے جو ہمارے گھر سے باہر اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے تھے ہم ان کو بچانا چاہتے تھے تو اس طرح کہ اپنے گھروں سے نکل نکل کر دیوانہ وار اپنے بھائیوں کے گھروں کی طرف دوڑتے تھے اور ان کی چھتوں پر کھڑے ہو کر دشمنوں کو کبھی زجر و تہدید سے اور کبھی طعن و طنز سے اور کبھی تملق و خوشامد سے، اس فعل سے روکتے تھے۔ کیا یہ حماقت نہیں ؟

اگر یورپ کے چھ مہینے کا سفر، وزراء سے ملاقاتیں، ارکانِ سیاست سے مباحثے، پولیٹکل مجلسوں کی شرکت، عالمگیر اثر و اقتدار کے اخبارات کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایڈیٹروں سے گفتگو، ممالک اسلامیہ کے حالات پر اطلاع، یورپ کے سیاسی نظامات پر عبور اور موجودہ دنیا کی رفتار سے آگاہی، کوئی تسلی بخش یقین اور اطمینان قلب میں پیدا کر سکتی ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہم کعبہ اور مرقد اخضر آزاد کرانا چاہتے ہیں تو ہم کو ہندوستان کو آزاد کرانا چاہیئے۔ اب ہندوستان کی آئینی آزادی میں سعی و کوشش صرف دنیاوی مسئلہ نہیں بلکہ دینی فرض اور مذہبی حق ہے۔ اب علمائے کرام کو نہ صرف درس و افتار کی خدمات انجام دینا چاہیئے بلکہ ان کو صحیح راستے سے مسلمانوں کو وہ سمجھانا چاہیئے جس سے ان کا ملک، ان کا ملک ہو، اب کانگریس اور مسلم لیگ صرف چند وکلار اور پیشہ ور اہل سیاست کی جولان گاہ نہ ہوگی۔ بلکہ تمام مسلمان اپنے پورے مذہبی اور دینی غیرت۔ حمیت کے ساتھ اس مقدس کام کے لئے آمادہ ہو جائیں گے اور اس وقت تک آرام نہ لیں گے جب تک وہ خود اپنے ملک میں آزاد نہ ہو جائینگے وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والسلام علی من اتبع الھدٰی۔

والسلام،

تبصرہ بر مکتوب بالا از مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی :-

مولانا نے وفد خلافت کی خدمات کا جو ذکر کیا ہے، ہر واقف اس کو تسلیم کرتا ہے میں تو صرف جزاھم عناو عن المسلمین خیر الجزا پر اکتفا کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ جس قدر ثنا خوانی ہو وہ ان خدمات کے مقابل ہیچ ہے۔ مولانا نے سیاسی عقیدہ قائم کیا ہے الحمد للہ کہ علمائے کرام نے اس پر پہلے ہی سے عمل درآمد شروع کر دیا ہے، اپنے گوشۂ عزلت سے نکل کھڑے ہوئے۔ ملکی و سیاسی مجالس کی شرکت سے اغماض نہیں کرتے ہیں۔ مسلم لیگ میں تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند سال سے رونق جلسۂ علمار کی ذاتِ مقدس سے ہے۔ سال گزشتہ میں نے بحیثیت ایک خادمِ علم کے کانگریس میں شرکت کی۔ اور اس مرتبہ کلکتہ میں تو جس طرح بے لوث شرکت علمائے کرام نے کی ہے اس کو سن کر مولانا سید سلیمان صاحب ضرور مسرور ہوں گے اسی طرح علمائے کرام نے آزادیٔ ہندوستان کا بھی سبق دینا شروع کر دیا ہے۔ اول اول اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کی آواز نے ایوانِ استبداد کو جنبش دیدی۔ اس کے بعد وزیرِ ہند کے مقابل کہا گیا کہ اگر جذباتِ اسلامیہ کا لحاظ نہ رکھا گیا تو بنائے اطاعت یعنی مذہبی آزادی متزلزل ہو جائے گی۔ اس کے بعد کانپور کے خطبۂ صدارت میں اس کی توضیح کی گئی۔ میں نے عرض کیا کہ ہم خلافت کے تحفظ کی ضرورت سے ہندوستان کی آزادی کو اب تک فرض اسلامی سمجھتے ہیں، اس پر (صاد) اعلانِ آزادی کی تحریک سے کر دیا گیا جس کو میں علمار کی جسارت اور ہمت سمجھتا ہوں، مجھے خود تامل تھا، مگر یہ (صاد) نہ تھا بلکہ فتویٰ ہو گیا اور کلکتہ کانگریس سے اس پر عملدر آمد شروع ہو گیا، مولانا سلیمان صاحب ان حالات کو ملاحظہ کر کے بہت خوش ہوں گے اور مولانائے موصوف کے تجرباتِ سیاسیہ سے گروہِ علمار اپنی آرائے گرامی کو تقویت دیں گے۔

اللہ تعالیٰ کو جب کوئی امر کرنا ہوتا ہے تو اسباب مہیا کر دیتا ہے۔ میں نے جن امور کا ارادہ کیا تھا ان میں سے ایک اس امر کی تحریک بھی تھی، نتیجہ سے ناواقف تھا۔ خدا نے اس کو بخیر و خوبی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورا کر دیا۔ مجھے غالباً اب بہت کم ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ اپنے مشاغل کو ترک کر دوں، اس واسطے کہ جس قدر امور میری فکر میں تھے، وہ سب وقوع میں آ گئے۔

میں مدینہ طیبہ سے واپس کیا گیا تھا کہ خدا مجھ سے اپنا کام لے گا میں حیران تھا کہ میرا جیسا ناکارہ کیا کام کر سکتا ہے، مگر ؎

منت منہ کہ خدمتِ سلطاں ہمیں کنی
منت شمار ازو کہ بخدمت بداشتت

پہلا کام یہ تھا کہ انگریزی تعلیم یافتہ و علماء کے تفرقہ کی خلیج دُور ہو۔ اس کو یونیورسٹی کی شرط سے پاٹنا شروع کیا اور خدام کعبہ اور خلافت کمیٹیوں نے اس کو ہموار و مستحکم کر دیا۔

میں نے ایک تحریک عام کرنا چاہی جس کے لئے وفد کی ارسال کرنے کی تجویز کی۔ مگر وقت نہ تھا۔ "اخوت" اخبار میں اس کی اشاعت ایسی بے ڈھنگی طور سے ہوئی کہ ایسی ضروری تحریک مضحکہ خیز ہوگئی۔ مگر خدا نے تحریک ہجرت کے ضمن اس تحریک کو پورا کر دیا۔ اس وقت اناطولیہ اور جنیوا و بخارا دُور دراز مقامات پر ہمارے نمائندے پہنچ گئے۔ اگرچہ وفد کی صورت سے نہ ہوں، یہی مقصد ہجرت سے تھا۔ جو حاصل ہوگیا۔ نان کوآپریشن کی تحریک سے ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں، غرضیکہ جملہ منصوبے اللہ نے پورے کئے، اب سوائے اس کے کیا عرض کیا جائے، رَجَعْتُ مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ، بہترین اخلاق کے علماء و کارکنوں کے حوالہ مسلمانوں کو کر کے ہم کنارہ کشی کرنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی فکر میں ہیں اور مولانا سلیمان صاحب کے واپس آجانے سے ہم جماعت علماء میں نادراضا فکر کے گوشۂ عافیت اور ترک اور تجرید کے خواہاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق خیر عطا فرمائے لیکن یہ ترک و تجرید جوگ نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کے زیرِ ہدایت ہے جس کا اصل مقصد تقویٰ ہے اور تقویٰ میں تمام احکامِ الٰہیہ داخل ہیں، ترک موالات ہو یا ہجرت، مجاہدہ یا دفاع سب اس عزلت کے بہترین مقاصد ہیں۔ لہٰذا میری یہ خواہش اس کی مقتضی نہیں ہے کہ میں فرائض اسلامیہ میں سب مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہوں۔ بلکہ پیش قدمی کرنا چاہیئے۔

والسّلام۔ (فقیر محمد عبدالباری)۔

(۲) فلارن، (ملک اٹلی) ۹ر ستمبر ۱۹۲۰ء

م ع منتظر دیدار کو سلام،

جیسا لندن سے لکھ چکا تھا، ہمارا جہاز ۱۰ر ستمبر کو چل کر اخیر ستمبر یا اوائل اکتوبر میں بمبئی پہنچ جاتا۔ اور اسی حساب سے یکم اکتوبر کو ہم لوگ لندن سے روانہ ہو کر پروگرام کے مطابق سفر کر رہے تھے کہ کل میلانو (اٹلی) میں یکایک کوک کمپنی کے دفتر سے اطلاع ملی کہ ۱۰ر ستمبر کو چلنے والا جہاز ملتوی ہو گیا، یہ خبر بجلی بن کر میرے صبر و تحمل کے خرمن پر گری۔ بہر حال اب یہ مشتبہ ہو گیا کہ تاریخ مذکور یا اس کے بعد کی کسی قریب تاریخ میں روانگی ہو سکے۔ ایک ہمسفر ہندی بھائی سے یہ اطلاع ملی ہے کہ ۵ دن بعد ۱۵ر ستمبر کو ایک اور کمپنی کا جہاز ہندوستان جانے والا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر گذشتہ پروگرام میں صرف پانچ دن کا ہیر پھیر ہو گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخبارات کی معرفت یہ پہلے سے معلوم تھا کہ امیر فیصلؒ[1] یورپ آ رہے ہیں، عزم قطعی تھا کہ حضرت کی زیارت سے مشرف ہوں، ہمارا راستہ بھی سارے یورپ کو طے کر کے نکلتا تھا، اس لئے یقین تھا کہ راہ میں کہیں نہ کہیں مٹ بھیڑ ہو گی۔ پہلے خیال تھا کہ سوئٹزرلینڈ شاید نقطۂ اتصال ہو، لیکن یہ غلط نکلا اور آخر اٹلی آکر ان کے اسٹاف اور ہمارے وفد میں تصادم ہوا۔ یکم ستمبر کی صبح کو لندن سے روانہ ہو کر ۷ بجے شام کو پیرس پہنچے، دوسری اور تیسری پیرس رہے۔ کیونکہ پیرس کی اسلامک فارمیشن بیورو اور ایکو دی اسلام کا آخری انتظام کرجانا تھا، چنانچہ ان دونوں کو ڈاکٹر رشاد نہاد بلے[2] کے زیر اہتمام چھوڑا ۴ کی شام کو وہاں سے چل کر ۵ کو ۱۰ بجے کے قریب ملک سوئٹزرلینڈ کے قصبۂ طریطے اور مانترو پہنچے، یہ قصبہ ممالک اسلامیہ کے پناہ گزینوں کا مامن ہے، پورا ملک سوئٹزرلینڈ کوہستانی ہے۔ ریل سے وہی مناظر نظر آتے ہیں جو بمبئی سے پونا تک آپ نے دیکھے ہیں۔ طریطے نہایت خوبصورت موقع پر واقع ہے۔ اس کے ایک طرف پہاڑی ہے جس کے دامن میں یہ آبادی ہے، دوسری طرف ایک چھوٹی سی نہر ہے اور اس کے بعد پھر کوہستانی سلسلہ ہے نہر کے بیچ میں ذراسی خشکی ہے۔ اس پر کہیں خوبصورت باغ ہے۔ کہیں کوئی خوبصورت عمارت ہے، کہیں کوئی محض کنج درخت ہے۔ ہم جیسے ہی یہاں کے اسٹیشن پر پہنچے، اسعد فواد اور ڈاکٹر بہجت[3] وہی ہمارے استقبال کو موجود

---

[1] شریف حسین کے بڑے صاحبزادے جو آخر میں عراق کے بادشاہ ہوئے عربوں کی بغاوت کے اصل بانی تھے ۱۲ [2] وفد خلافت کا فرنچ اخبار "صدائے اسلام"۔

[3] ڈاکٹر صاحب چند سال ہوئے کہ ہندوستان آئے تھے ۱۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ اسعد فواد مشہور ترک جنرل فواد پاشا کے صاحبزادے ہیں۔ اور مصری خدیوی خاندان کی ایک شہزادی زیبا خانم کے شوہر ہیں، نہایت فیاض، نہایت متواضع، خلقِ مجسّم، میں نے یقیناً تمام عمر میں ایسا شریف اور فیاض آدمی نہیں دیکھا۔ ٹرکی کی صدارتہائے عظمٰی کے سکریٹری رہ چکے ہیں۔ زمانۂ جنگ میں بھی صدرِ اعظم کے سکریٹری تھے، داماد فرید پاشا کے خوف سے بھاگ کر یہاں پناہ گزین ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر وہبی مصری ہیں۔ مگر ٹرکی سلطنت میں عہدہ دار تھے۔ نہایت مسلمان آدمی اور یہاں کے مسلمان مہاجروں میں بغایت ہر دل عزیز ہیں۔ ان کے علاوہ فواد سلیم الحجازی ہیں، جو گو مصری ہیں مگر ان کا خاندان اپنے کو اس لئے اعزازاً حجازی کہتا ہے کہ ان کے باپ سلیم پاشا جب حجاز کے گورنر تھے۔ تو اسی زمانے میں نجد کے وہابیوں نے حجاز پر فوج کشی کی تھی، سلیم پاشا نے ان کو شکست دی۔ سلطان نے ان کو کوئی امتیازی خطاب دینا چاہا، تو سلیم پاشا نے عرض کیا کہ مجھے بس یہی اعزاز ہے کہ الحجازی کا لقب دیا جائے۔ چنانچہ جب سے یہ خاندان اپنے کو حجازی کہتا ہے۔ ایک اور مصری رئیس اسی زمانے میں آئے تھے، عبدالستار باسل پاشا، یہ مصری وطنیوں کے بدوی سرگردہ ہیں، وفد مصری میں بھی ساتھ تھے۔ ان سے پہلے بھی کئی دفعہ ملاقاتیں ہو چکی تھیں، ان کی تعریف صرف اسی قدر کافی ہے کہ سچا مسلمان آدمی ہے۔ اور استقلالِ مصر کی تاریخ میں اس کے کارنامے یاد رہیں گے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے ترک و مصری ارباب فکر یہاں جمع تھے، خلیل خالد بھی آگئے تھے۔ جن کو ہندوستان کے لوگ تو اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ بلقان کے آخر زمانے میں یہ بمبئی میں ٹرکش کونسل تھے۔ ان سے پیرس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی کئی ملاقاتیں ہو چکی ہیں۔ یہاں بھی ملاقاتیں رہیں۔ یہاں ٹھہرنے سے غرض ڈاکٹر ڈہبی سے اپنا معائنہ کرانا بھی تھا۔ بہرحال ان بزرگوں کے تذکرے گو بہت دلچسپ ہیں مگر اس خط میں نہیں سما سکتے۔ میزبانوں نے اس قدر مہمان نوازی کی کہ یورپ کی تاریخ میں تو نظیر نہیں مل سکے گی۔ کیونکہ یہ اندازِ مہمانی صرف مشرق کے لئے مخصوص ہے۔ تین دن ان کے ساتھ ملاقاتوں، مفید تذکروں اور نفع بخش تجویزوں میں صرف ہوئے، ۷ کی صبح کو ۱۱ بجے طرابلس سے روانہ ہوئے اور اسی تاریخ کی شام کو میلان پہنچے، یہاں حسنی بے سے ملنا تھا۔ جو صدر ملتِ عثمانیہ اور تجارت کے رئیس تھے۔ یہ بھی دامادِ فرید سے بھاگ کر یہاں آئے تھے۔ اور کچھ تجارتی کاروبار کرتے تھے۔ ان کا خیال ہے کہ اب مسلمانوں کی نجات صرف ان کی اعتقادی ترقی پر مبنی ہے۔ حسنی بے کے ایک اور دوست تجارت میں ان کے شریک تھے۔ ان کے ساتھ وہ بھی ملنے آئے تھے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ امیر فیصل چند روز پیشتر یہیں میلانو میں تھے۔ اور اب یہاں سے کچھ دور ایک قصبہ میں مقیم ہیں۔ چنانچہ منزلِ مقصود قریب پاکر اسی وقت ان کو رات کے ۱۰ بجے ٹیلیفون دیا۔ وہاں سے اسی وقت جواب آیا کہ کل ۸ کو ۱۱ بجے ملاقات کا وقت ہے، دوسرے دن ۱۰ کے قریب روانہ ہوئے۔ موٹر سے سوا گھنٹہ کا راستہ تھا، سوا گیارہ کے قریب ان کے ہوٹل میں پہنچے۔ ان کی طرف سے امیر لطف اللہ ایک شامی عیسائی اور رستم حیدر ایک شامی مسلمان نے استقبال کیا اور ان کے کمرے میں لے گئے۔ کمرہ میں ان کے علاوہ نوری سعید ایک فوجی افسر جن سے لندن میں اور رستم حیدر جن سے پیرس میں ملاقات ہو چکی تھی اور امیر فیصل کے چھوٹے بھائی زید تھے رسمِ ملاقات کے بعد میں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی ہیں ان سے گفتگو کی۔ طعن و طنز، ذکر ماضی، فتنۂ حاضرہ، مصائب اسلام کے موضوع کے بعد یہ بحث چھڑی کہ ع

گذری جو گزرنی تھی اب چاہیئے کیا کرنا

گفتگو میں بجائے جلالۃ الملک (ہز مجسٹی کنگ) کے دولۃ الامیر (پرنس) اور جلالۃ الملک حسین کے بجائے ہمیشہ شریف حسین کہتا رہا۔ یہ گویا اشارہ تھا کہ مسلمانانِ ہند نے تمہارے خطابات کو تسلیم نہیں کیا ہے انھوں نے کہا کہ میری نسبت، میری والدہ کی نسبت، میرے خاندان کی نسبت اور عموماً تمام عربوں کی نسبت ساری اسلامی دنیا اور خصوصاً ہندوستانی مسلمانوں میں بہت سے غلط خیالات پیدا اور بہت سے الزامات قائم ہیں۔ افسوس ہے کہ واقعات اس قدر پُر پیچ اور مخفی ہیں کہ فیصلہ مشکل ہے مگر وہ جب اعلان میں آجائیں گے تو ہم کو امید ہے کہ یہ تمام غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔ محمد علی صاحب نے ان کے سامنے بہت سی باتیں پیش کیں۔ خلافت کے مسئلہ کا ذکر کیا۔ بلادِ مقدسہ کے مستقبل کی گفتگو ہوئی۔ جو گمان تھا وہ تحقیق کو پہنچا کہ ان سے انگریز اور فرانسیسی سیاسی چالبازوں نے اس قدر پر زور زبانی اور تحریری عہد و مواثیق کئے تھے کہ وہ مستقبل کو نہ سمجھ سکے۔ ان سیاسی کھلاڑیوں نے جس طرح مشرق کے ہر قومی خائن سے برتاؤ کیا ہے وہی ان کے ساتھ بھی کیا گیا۔ گو وہ اب بہت کچھ امیدیں دلاتے ہیں لیکن جس کو پہلے پر اعتبار نہیں وہ آئندہ پر کیوں کر اعتبار کر سکتا ہے۔

فیصل کا لمبا قد ہے، لمبا منہ، چھوٹی چھوٹی ترشی ہوئی داڑھی، بڑی آنکھیں، مسکرا کر باتیں کرتے ہیں۔ بہر حال ڈیڑھ گھنٹے کی گفتگو اور مباحثہ کے بعد ہم لوگ واپس ہوئے۔ انھوں نے وعدے تو بہت کئے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ متاثر بھی معلوم ہوتے تھے لیکن ہم میں سے کسی کو بھی ان کی گفتگو پہ اعتبار نہیں لیکن بہرحال یہ ملاقات مفید رہی اور اس وفد کا خاتمۃ الاعمال بھی یہی ملاقات ہونا چاہیئے تھا۔

وہاں سے واپس آکر جلدی جلدی ۹ بجے ردم کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں بھی ملنے کے لائق احباب ہیں۔ راستہ میں ۱۲ گھنٹوں کے لئے بعض وجوہ سے آج فلارن میں اتر گئے۔ اب شام کو روانہ ہونا ہے، یہ شہر گذشتہ تاریخ میں شاندار حکومتوں کا مرکز رہا ہے۔ فنون لطیفہ کا یہ گہوارہ ہے، سنگی مجسموں کاغذی تصویروں اور روغنی مرقعوں کے وہ گراں بہا نوادر کا تاریخی مجموعہ یہاں ہے کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں عظیم الشان سنگی عمارتوں میں یہ بےبہا تحائف زمانہ رکھے ہیں ان کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے انسانوں نے خدا کی صنعتوں کے مقابلے کا پورا عزم کر لیا تھا۔ آنکھوں نے جو نوادر دیکھے خامۂ خام کار ان کی صنعت کی تصویر نہیں کھینچ سکتا۔ تمام شہر سنگی مرقعوں سے معمور ہے۔

اب روانگی کا وقت قریب آگیا۔ اس لئے رخصت! دیکھنا یہ ہے کہ یہ خط پہلے پہنچتا ہے یا یہ مسافر اپنے وطن کے دیدار سے پہلے آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

۲۷ روما، ۱۳ ستمبر ۱۹۲۰ء

عم مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ،

گذشتہ نظام اوقات کے مطابق یکم ستمبر کو ہمارا قافلہ لندن سے تو روانہ ہوا اور اسی نشہ میں کہ اب سواد وطن سے آنکھیں جلد منور ہوں گی۔ فرانس کے سبزہ زار صحرا اور سوئٹزرلینڈ کے خشک کوہستان کو طے کر کے اٹلی کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تار بھی کھنڈروں میں پہنچ گیا۔ یہاں پہنچ کر یکایک معلوم ہوا کہ کراکو دیا جس پر ہم روانہ ہونے والے تھے ملتوی ہو گیا۔ اس خبر نے صبر و تحمل کے خرمن پر بجلی گرادی ۔ اب خدا جانے کب روانگی کا سامان ہو۔ اور انتظار کی بقیہ گھڑیاں کس دیارِ غربت میں بسر ہوں۔ بہر حال اس سوءِ بخت کا اتنا اچھا نتیجہ ہوا کہ عجائب زار عالم سے ایک دفعہ اور کاغذی ٹیلیفون میں آپ سے باتیں کر سکا۔

پیرس حسب معمول وہی تھا جس کا نقشہ آپ بار ہا ہمارے خطوں میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔ یہ پورا عزم ہے کہ صلح کے ان شرائط کو مسلمان کبھی تسلیم نہیں کریں گے اور نہ وہ اس دائمی ذلت کو تا قیامت گوارا کریں گے اس لئے انگلستان اور فرانس میں جو "اسلامک انفارمیشن بیورو" قائم تھے ۔ ان کو بھی جب تک بس چلے گا چلاتے رہیں گے ۔ لندن کا کارخانہ مسٹر اصفہانی (ایک ہندوستان زاد ایرانی الاصل تاجر) اور شیخ مشیر حسین قدوائی کے ماتحت رہے گا اور پیرس کا اخبار ایکو دی اسلام اور دفتر ڈاکٹر بہادر رشاد کے جن کا نام آپ بار بار سن چکے ہیں تحت میں رہے گا۔ پیرس میں اس انتظام سے فارغ ہو کر سوئٹزرلینڈ کے دامنِ کوہ میں ہم نے قدم رکھا ۔ ٹریٹے ، مانترو اور لوٹان قریب قریب آباد ہیں ۔ ان میں مصر دٹرکی کے بہت سے پناہ گزین مسلمان انتظار کی گھڑیاں بسر کر رہے ہیں ۔ ان میں حسب ذیل اصحاب خاص ذکر کے لائق ہیں :-

۱ ۔ خلیل خالد بے ، یہ پہلے انگلستان میں کسی یونیورسٹی میں پروفیسر تھے ، ایک ٹرک کی ڈائری اور ہلال وصلیب وغیرہ کتابوں کے مصنف ہیں ، ان کے ترجمے اُردو میں بھی شائع ہو چکے ہیں ۔ اس زمانے میں بھی مسئلہ ٹرکی کے متعلق کئی رسالے لکھے ہیں ، ایک رسالہ "برٹش لیبر پارٹی" کے نام سے لکھا ہے ۔ جنگ بلقان کے آخر زمانے میں یہ ہندوستان میں ٹرکش کونسل بھی تھے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متواضع اور خاکسار آدمی ہیں۔

۲۔ اسعد فواد، فواد پاشا مشہور ترک جنرل کے صاحبزادہ ہیں، نہایت ملنسار، مہمان نواز، فیاض، ان سے زیادہ ان کی بیوی زیبا خانم جو ایک مصری شہزادی ہیں بہمہ صفت موصوف ہیں۔ شہزادی سے اور ان کی بہن سے کئی دفعہ ملاقاتیں ہوئیں، روشن خیال ہیں اور جوش ملی رکھتی ہیں، انگریزی بھی بولتی ہیں لیکن فرنچ تو ان کی زبان ثانی ہو گئی ہے۔ لیکن یہ سُن کر تعجب ہو گا کہ مصری شہزادی ہو کر عربی نہیں بول سکتیں۔ میں نے سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ خدیوی ایوان و حرم میں ترکی بولی جاتی ہے۔ اور وہی اب تک ان کی مادری زبان ہے۔

۳۔ عزت پاشا، مصری نیشنلسٹ پارٹی کے ہیں، عربی عمدہ بولتے ہیں تعلیم ان کی اوکسفورڈ یا کیمبرج میں ہوئی ہے۔

۴۔ فواد سلیم بے یہ مصری ہیں، لیکن پچھلے دنوں ٹرکی کی طرف سے سوئٹزرلینڈ میں سفیر تھے۔ اتحاد اسلامی کے پُر جوش حامی ہیں لیکن ان کی تجویز ہے کہ مسلمانوں کو سیاست اور دین کو الگ الگ کر کے کام کرنا چاہیے۔

۵۔ ڈاکٹر بہجت وہبی، انگلستان سے اعلیٰ طبی سندیں حاصل کی ہیں۔ ڈاکٹر انصاری کے لگ بھگ ہیں۔ بلقان میں ان کے ساتھ بھی ہلال احمر کے ڈاکٹر تھے۔ نہایت متواضع، دوسروں کے کام آنے والے اور رقیق القلب ہیں۔

اور بھی کئی اصحاب تھے جن کے نام یاد نہیں، ہاں ایک اور صاحب کرنل عزیز بے مصری سے بھی اتفاقاً ملاقات ہو گئی۔ بلقان کے زمانہ میں ان کے نام سے ہندوستان بھی آشنا ہو چکا ہے۔ کیونکہ یہ بھی ان جوانمردوں میں تھے جو نہایت بہادری سے چھپ کر صحرا کی راہ سے طرابلس پہنچ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے تھے۔ ایک اور بزرگ علمی کمال بلے سے شرف نیاز حاصل ہوا جو مصر کے عالم آثارِ عربیہ ہیں۔ ان کے نام سے میرے کان آشنا تھے۔ بیچارے بیمار ہو کر تبدیل آب و ہوا کے لئے آئے ہیں مختلف مسائل علمیہ پر ان سے دیر تک گفتگو رہی، پردۂ نسواں کے مسئلہ میں انھوں نے مجھ سے اتفاق رائے کیا۔ ملوک الرّعاۃ یعنی قدیم عرب حکمرانِ مصر کے نظریہ کو جس کو میں نے ارض القرآن میں لکھا ہے پسند کیا۔

میں اپنی داستان اب جلد جلد ختم کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ نظامِ سفر کے درہم برہم ہو جانے سے طبیعت مکدّر ہے۔ سوئٹزرلینڈ سے چل کر امیر فیصل کی تلاش میں اٹلی کی خاک چھاننی پڑی۔ وفد کا مصمم ارادہ تھا کہ ہمارے فرائض کا ایک جُزیہ بھی ہے کہ امیر فیصل سے بھی ایک دفعہ نپٹ لیا جائے۔ بہرحال پہلی ہی منزل میں ہم نے ان کا پتہ پالیا۔ میلانو میں معلوم ہوا کہ وہ یہیں مقیم تھے۔ اب یہاں سے قریب ایک قصبہ میں ٹھہرے ہیں، بہرحال ٹیلیفون سے وقت مقرر کرکے دوسرے دن دھوپ اور گرد کے سایہ میں موٹروں پر ان کے فرودگاہ پہنچے۔ تیس چالیس میل سے زیادہ کا فاصلہ تھا۔ ایک کمرہ میں ملاقات ہوئی۔ ہمارا وفد اُس وقت چھ ہندوستانیوں سے مرکب تھا۔ محمد علی صاحب، ابو القاسم صاحب، شعیب صاحب قریشی، عبدالرحمٰن صاحب صدیقی، حسن محمد حیات اور سیّد سلیمان، میری زبان اور عربی دانی نے جہاں تک یاوری کی ہم نے ان کے گذشتہ کارناموں پر نقد اور آئندہ کے لئے ایک سودمند نظام عمل کے ماتحت متحدہ عربی سلطنت کی تکمیل کے لئے آمادہ کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ طرفین کی ڈیڑھ گھنٹہ گفتگو کا ماحصل یہ نکلا کہ ہمارے ارکانِ ستّہ میں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک بھی ان سے مطمئن نہیں ہوا۔ معلوم ہوا کہ ان کے پاس انگریزی و فرانسیسی ارباب سیاست کے دورانِ جنگ کے بڑے بڑے تحریری عہد و مواثیق ہیں۔ ہم نے کہا کہ ان کو رکھیئے اور روزانہ اوقاتِ فرصت میں ان کی تلاوت کر لیا کیجئے۔ زمانۂ جنگ کے وعدے، عہدِ صلح میں مصحف منسوخ سے زیادہ پارینہ ہیں۔ اور اتحادی اربابِ سیاست کی کتاب الاخلاق میں یہ معصیت نہیں۔ جس اصول کو ہم ہندی ڈیڑھ سو برس سے اچھی طرح سمجھ چکے ہیں وہ نو گرفتارِ غلامی کی سمجھ میں جلد نہیں آئے گا۔

یہاں سے نکل کر واپسی میں کچھ شہر کی سیر کی۔ میلانو میں ایک پرانا گرجا ہے۔ اس کو دیکھا ایک پرانے قدیم العہد قلعہ کی یادگار ہے۔ وہ دیکھی، یہاں وہ دو توپیں پڑی تھیں جن کو اٹلی نے آسٹریا سے اس جنگ میں چھینا تھا۔

میلانو سے چل کر فلارنس میں آکر گاڑی رکی، یہ مقام مجسموں اور تصاویر کے عالمِ بالا کا بہشت ہے۔ فلارنس میں وہ خاندان حکمران ہو گیا تھا جو انِ فنونِ لطیفہ کا نہ صرف مربی بلکہ خود ان میں استادِ یگانہ تھا، یہاں کے گرجے، خانقاہیں مناظرِ عامہ مجسموں سے معمور ہیں، یہاں متعدد تصاویر خانے ہیں جو دنیا بھر میں بے نظیر سمجھے جاتے ہیں۔ گو مجھے اس فن میں درک نہیں مگر تصویروں کی ظاہری لطافت و نزاکت عام نظروں سے بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ خصوصاً وہ تصویریں مجھے بہت پسند آئیں جن میں مصور نے انسانی جذبات کو مجسم کیا تھا۔ مذہبی تصاویر کی تعداد زیادہ ہے اور یہ عموماً چودھویں اور پندرھویں صدی کے مصوروں کے کارنامے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

یہاں پتھر میں مختلف رنگ کے پتھروں کی ہیئت ترکیبی سے نقش و نگار پیدا کرنے کا کارخانہ دیکھنے کے لائق ہے۔ ہمارے یہاں آگرہ میں بھی یہ کام ہوتا ہے مگر تعصب ہو گا اگر موجودہ عہد میں فلارنس کو آگرہ پر فوقیت نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ دی جائے، آگرہ کے تاج میں جو کام ہے اس قسم کا کام یہاں بھی نظر آتا ہے مگر تاج کو کوئی نہیں پہنچتا۔ فلارنس میں یہ کام یہاں تک ترقی کر گیا ہے کہ انہی مختلف رنگ کے پتھر کے ٹکڑوں سے پوری انسانی تصویر بنائی جاتی ہے۔ اور ہر انسان کی سنگی تصویر مجسّم کی جاتی ہے۔

فلارنس چھوڑ کر ۹ ستمبر کو اٹلی کے دارالحکومت روم میں پہنچے، اٹلی ایک سمت میں یورپ کا آخری ملک ہے۔ اس لئے یہاں کے مغربی قالب میں مشرق کی روح بھی جھلکتی ہے۔ طرز و انداز، عادات و اخلاق میں ایشیا کا پرتو نمایاں ہے شکل و صورت اور رنگ روپ میں بھی مشرق و مغرب کی گنگا جمنا نظر آتی ہے۔ اسی لئے یہاں کی صورتیں مشرقی قوموں کو معیارِ ذوق سے گری ہوئی نظر نہیں آتی ہیں۔

امیر فیصل کی بدولت دیہاتوں تک میں جانے کا اتفاق ہوا، پرانے طرز کے مکانات، جدید انداز کی عمارتوں کے پہلو بہ پہلو نظر آتے ہیں غریب کسان، غلّوں کے کھلیان، کھپریل چھت، زمین میں کھیلتے ہوئے بچے، پھٹے پرانے کپڑوں میں انسان ہر جگہ نظر آتے ہیں۔ کہیں کہیں تو بالکل ہندوستان کا دھوکا ہوتا ہے۔ خود شہر روم میں نئے اور پرانے تمدن کا جوڑ ہر چیز میں صاف نظر آتا ہے۔ ایک طرف اگر جدید العہد تمدن کے سر بفلک عمارات ہیں جہاں بجلیوں کے گھوڑے کونے کونے میں دوڑ رہے ہیں تو دوسری طرف ہندوستان کے پرانے شہروں مثلاً بنارس کی طرح تنگ و پختہ سڑکیں ہیں۔ جن کی دونوں طرف قدیم العہد کھڑکیوں والے مکانات ہیں، کھڑکیوں میں میلے اور پرانے کپڑے لٹکے نظر آتے ہیں، جدید شہر کے بالکل متصل رومۃ العظمےٰ کے قدیم کھنڈر ہیں جہاں رومیوں کے گذشتہ جلال و عظمت کے آثار دفن ہیں، اونچی اونچی اینٹ اور چونے کی چوڑی دیواریں گری پڑی اب بھی نظر آتی ہیں اور ان کو سیاح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبرت کی نظر سے دیکھتے پھرتے ہیں۔

رومہ کا شہر عالم مسیحیت کا پایۂ تخت ہے، پوپ کا ایوان اقدس اسی شہر کے ویٹیکن نام ایک گوشہ میں واقع ہے۔ تمام شہر خانقاہوں، گرجوں، معبدوں اور مقبروں سے معمور ہے۔ مجھ کو تو یہ شہر دیکھ کر اپنی پرانی دلی یاد آ گئی۔ ہر خانقاہ، ہر گرجا، ہر معبد، ہر مقبرہ انسانی صنعت کا نادر نمونہ ہے۔ سقف سے لے کر صحن تک بلکہ اس شہر کے آسمان سے لے کر زمین تک مجسّموں اور تصویروں سے اس طرح معمور ہے کہ گویا ایک نئی کائنات جو سراسر انسانی ہاتھوں کی مخلوق ہے ہر طرف جلوہ ریز ہے۔ ویٹیکن کی مشہور عمارت دیکھی، یہ پوپ کا ایوانِ اقدس ہے۔ خاصا رقبہ ہے، یہ پورا رقبہ شاہ اٹلی کے حدود حکومت سے خارج اور خاص پوپ کی گویا ایک شہری حکومت کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں کی پولیس بھی خاص پوپ کی ہے۔ ہر صدر دروازہ پر یہ مقدس پولیس ایک خاص قسم کی وردی میں نظر آتی ہے، ان کا پورا لباس زرد، سرخ، سیاہ مختلف قسم کے لمبے دھاری دار کپڑے سے بنا ہوا ہے۔ ہاتھوں میں پرانے قسم کے اسلحہ نظر آتے ہیں۔

کل ۱۱ ستمبر کو ویٹیکن ہم لوگ اس لئے گئے تھے کہ وفد کی طرف سے پوپ کی خدمت میں ان کے تلطف آمیز پیغام کا شکریہ ادا کریں، اس دفعہ پوپ سے تو نہیں لیکن پوپ کے نائب سے ملاقات ہوئی۔ ان کا لباس تو ہم کو بالکل عربوں کا سا معلوم ہوا۔ دیر تک بات چیت ہوئی۔ ویٹیکن کی لائبریری دیکھنے کا مجھے شوق تھا۔ پوپ کے سکرٹری سے اس کے لئے وقت مقرر کرایا۔

آج ۱۲ ستمبر کو ۱۱ بجے ویٹیکن جا کر لائبریری دیکھی، پہلی چیز وہی مجسمہ خانے تھے دوسرے کمرے تصویر خانے تھے۔ کتاب خانوں کا کمرہ گو کھلا تھا۔ مگر کتابیں الماریوں میں بند تھیں، ایک کمرے میں مختلف سلاطینِ عالم کی طرف سے پوپ کی خدمت میں کتب مقدسہ کے مطلا و مذہب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسخے بھیجے گئے تھے وہ سب ایک شیشہ کے صندوق میں بہ ترتیب تختہ پر چاروں طرف رکھے تھے سب سے قیمتی جلد فرانس کی تھی۔ جو جواہرات سے آراستہ تھی، انہی ہدیوں میں ایک سلطان ترکی کا بھی ہدیہ تھا جس کی جلد پر سنہرا طغریٰ اور چاروں طرف کوئی عبارت جو پڑھی نہیں گئی لکھی تھی۔ دوسرے کمرے تھے جہاں سلاطین عالم کے بھیجے ہوئے اور قسم کے تحائف تھے۔ ان میں ایک طرف محمد علی پاشا خدیو مصر کا بھیجا ہوا ایک خوبصورت پتھر کا بہت بڑا پیالہ رکھا تھا، میری دلچسپی کی اور ایک چیز تھی، کسی شاہ ایران کی طرف سے کسی پوپ کے نام کے دو فارسی مکتوب شیشہ میں لگے رکھے تھے وہ پڑھے ان میں حسب دستور "خلیفہ نصاریٰ وامام ترسایاں" کے بڑے لمبے چوڑے آداب والقاب تھے۔

پیٹر کا گرجا یہاں کے مشہور عجائبات میں سے ہے۔ گرجوں کے متعلق چند باتیں عجب معلوم ہوئیں، ایک تو یہ ہے کہ جس طرح ہماری مسجدیں قبلہ رُخ ہوتی ہیں۔ یہ گرجے سب مشرق کے رُخ واقع ہیں۔ تمام صحن و دیوار مقبرے ہیں جن میں مسیحی اولیاء یا امراء یا مشاہیر دفن ہیں، سقف و دیوار کتب مقدسہ کی داستانوں کی مجسم تصویریں ہیں۔

ایک عجیب چیز شہر کے باہر قدیم العہد عیسائیوں کا مقبرہ اور عبادت خانہ اس زمانے کا ہے جب رومن حکومت میں عیسائیت گناہ تھی۔ اور عیسائی ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر ستائے جاتے تھے۔ اس زمانے میں شہر سے باہر عیسائیوں نے زمین کے اندر سُرنگ کھود کر اپنا ٹھکانہ بنایا تھا جہاں چھپ کر وہ اپنے طور کی عبادت کرتے تھے۔ اور اس کی دیواروں میں اپنے مردوں کو دفن کرتے تھے۔ یہ زیرزمین سرداب کوئی ۳۲ میل تک ہے ۱۲ میل تک زمین کھود کر صاف کی گئی ہے۔ اندر بالکل اندھیرا ہے۔ موم کی بتیاں لے کر ہم لوگ اس کے اندر گھسے اور کچھ دُور تک جاکر واپس نکل آئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آثارِ عمارت کی اس دلچسپی میں یہ لکھنا بھول گیا کہ یہ شہر بھی مسلمان احرار کا مسکن ہے، مصر، طرابلس اور ٹرکی کی ایک اچھی خاصی جماعت مقیم ہے۔ یہ سن کر آپ تعجب کریں گے کہ پورا طرابلس الغرب اب تک اٹلی کے قبضہ میں نہیں آیا۔

خالد بے سے جو طرابلسی ہیں اور پہلے ٹرکی کی طرف سے وہاں عہدہ دار تھے یہاں ملاقات ہوئی عربی اچھی بولتے ہیں، ان سے معلوم ہوا کہ اس زمانے میں طرابلس بھی خاموش نہیں رہا۔ خلافت کا جلسہ وہاں بھی منعقد ہوا اور اٹلی کی وزارت میں پورے جوش کے ساتھ اپنے احساس و جذبات کے اظہار کے لئے تار بھیجے، ہم نے خالد بے کا شکریہ ادا کیا کہ ہم ہندوستان کے مسلمان طرابلس کے بہت ممنون ہیں کہ اسی سرزمین کے شہیدوں نے خاک و خون میں تڑپ کر اپنی نیم بسمل آواز سے ہم کو بیدار کیا۔

عبدالحمید سعید بے ایک پر جوش مصری یہاں مقیم ہیں، یہ وہ بزرگ ہیں جو ایامِ جنگ میں عربوں کی قوت کو متحد کرنے میں کوشاں تھے۔ بڑے قوی الجثہ اور بلند قامت ہیں۔ ان کو دیکھ کر ہم کو اپنے ملک کے شوکت یاد آئے، ان کے علاوہ اور بہت سے معاملہ فہم، عاقبت بین متوقع العمل مسلمان یہاں قیام پذیر ہیں۔

میں ابھی اور کچھ لکھتا کہ یہ خوش خبری ملی کہ پہلے جہاز کی جگہ پر دوسرا جہاز، ار ستمبر کو برنڈزی سے ہندوستان کے لئے روانہ ہو گیا، اس لئے دستِ مسرت خوشی سے کانپ رہا ہے اور آگے بڑھنے سے اسٹرائک پر آمادہ ہے۔ اس لئے رخصت، معلوم نہیں کہ اب یہ خط آپ کو دستی ملے گا یا ڈاک کے ذریعہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوٹل کیورنیمل، روم (اٹلی) ۱۵ ستمبر ۱۹۲۰ء

مشتاقِ دیدار کو سلام

لو بھئی پہلے تو شک تھا کہ شاید اب بھی جہاز ملے یا نہ ملے، مگر خدا کا شکر کہ محمد علی صاحب کی اندھا دھند کوششوں اور نوری عزیز بے ایک ترک تاجر کی جانفشانی سے جہاز مل گیا۔ نوری عزیز بے روم میں ایک بڑے تاجر ہیں اور اٹلی کی گورنمنٹ میں عزت رکھتے ہیں۔ انھوں نے ایک بڑے اطالین عہدہ دار لائڈ ٹرسٹینو کمپنی کو جس کے جہاز پر ہندوستان کا قصد ہے، "تار دلوایا، جواب آیا کہ چار نشستیں محفوظ ہیں، ۱۸ ستمبر کو یہ جہاز جس کا نام گراس پاگرانرے ہے برنڈزی پہنچے گا اور ۴ اکتوبر تک ہم کو ہندوستان پہنچا دے گا۔

روم میں بڑا لطف آیا، سب سے زیادہ طرابلس الغرب کے دو مسلمانوں سے مل کر خوشی ہوئی، نوری عزیز بے نے دعوت دی جس میں مختلف ملکوں کے سارے مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ نوری بے یہاں اپنے اہل و عیال کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کا چھوٹا بچہ جس کا نام توران شاہ ہے اور چھوٹی بچی جس کو نگہت خانم کہتے ہیں دونوں اس بزم کی شمع تھے، ہر شخص مسرت کی نظر سے ان کی طرف دیکھتا تھا۔ اور وہ اپنے ہی فرزند نظر آتے تھے۔ کھانے کے بعد ایک طرابلسی مسلمان جو قاری بھی تھے سب کے اصرار سے قرأت شروع کی آیت اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا، اس حسن لحن اور درد سے پڑھی کہ لوگوں کے دل بھر آئے۔

قرآن پاک کی یہ پہلی آیت پاک ہے جس میں مدینہ کے مظلوم و بیکس مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دی گئی تھی۔ روم کے مقیم مسلمانوں میں مصر کے ایک جوش مجسم مسلمان ڈاکٹر عبد الحمید سعید بے ہیں۔ فرانس میں انھوں نے ڈاکٹری کی ڈگری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لی ہے۔ مگر ذوقِ سیاست اور دردِ اسلامی ان کو صحرا بصحرا پھرا تا رہا ہے۔ بلقان کی جنگ میں سپاہی تھے اور اس جنگ میں جزیرۂ عرب کے صحراؤں میں قبائل عرب کے اتحاد کا وعظ کہتے پھرتے تھے۔ ان کے والد مصر کے ایک دولت مند پاشا ہیں عمر ۳۵ یا ۳۶ کے قریب ہوگی لیکن اب تک شادی نہیں کی ہے۔ کہتے تھے جب تک مصر سے انگریز نہیں نکلیں گے میں شادی نہیں کروں گا۔[1]

دوسرے دن ان کے ہاں ہماری دعوت تھی، مصر، ٹرکی، طرابلس الغرب اور ہندوستان کے چودہ پندرہ مسلمان یکجا تھے۔ کھانے کے بعد ثروت بے ایک ترک نے جو پہلے یمن میں متعین تھے ترکی جنگی ترانہ گایا، ہم ہندوستانی گو ترکی نہیں سمجھ سکتے تھے۔ تاہم کیفِ اثر سے خالی نہ تھے۔ ہمارے لئے ترانہ کا عربی میں ترجمہ ہوا اور میں نے عربی سے اُردو میں ترجمہ کر کے اپنے بھائیوں کو سنایا، ترانہ کا مختصر خلاصہ یہ تھا، ”ان بڑے بڑے چمن زاروں اور پہاڑوں پر جو آفتاب کی کرنوں سے منور ہیں نگاہ کرو۔ ہمارے وطن سے زیادہ خوبصورت وطن دوسرا کون ہے۔ بھائیو! آگے بڑھو، ہم عثمانی ترک ہیں، ہمارے مقابلے کو کون آتا ہے؟“

ترانہ کے بعد ڈاکٹر عبدالحمید سعید بے نے عربی میں ایک پُرجوش تقریر کی۔ جس میں مسلمانانِ ہند کے، اسلامی جذبات و خدمات کا شکریہ اور وفد خلافت کے کارناموں کا ذکر تھا، اس سلسلہ میں انھوں نے کہا کہ اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے اپنی غیر مرعوب اور دلیرانہ صدائے قُم سے تمام دُنیا کے مسلمانوں کے مایوس اور دردمند قلوب میں دوبارہ امید پیدا کر دی۔ اب ہم پھر نئے سرے سے اپنی کوششوں کا آغاز کریں گے۔“ ان کی تقریر کے اختتام پر میں نے

---

[1] ہماری واپسی کے ایک مدت بعد جب مصر کو مزید آزادی حاصل ہوئی، یہ مصر واپس آئے اور وہاں کی پارلیمنٹ کے ممبر ہوئے اور شبان المسلمین اور بین الاقوامی تحریک کے مصر میں روحِ رواں تھے ۱۹۴۰ء میں مصر میں وفات ہوئی۔ ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا کہ ہم ہندی مسلمان اپنی ان خدمتوں کو اگر وہ کچھ ہیں تو اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھتے ہیں۔ سارے اسلامی ملکوں پر جو بلائیں نازل ہوتی رہی ہیں ان سب کا اصلی باعث درحقیقت ہمارا ہی وجود ہے۔ ہم ہی وہ کمزور سپاہی ہیں جنہوں نے مقابلے کے میدان میں دشمنوں کے سامنے سب سے پہلے ہتھیار ڈالے ہیں" میرے بعد محمد علی صاحب نے مختصر الفاظ میں کہا کہ اب تقریروں سے فائدہ نہیں، ہم کو اب جو کچھ کرنا ہے۔ عملاً کرنا ہے۔"

اس وقت کا حسرت آگیں نظارہ دل کو زندگی بھر یاد رہے گا۔ یہیں ایک اور مصری نوجوان سے ملاقات ہوئی، عربی تو خیر ان کی مادری زبان تھی۔ اس کے علاوہ جرمن، مصری، انگریزی بھی جانتے تھے، جوش خیالات اور اور اقدام عمل میں ہندوستان کی سات کروڑ مسلمان آبادی میں مجھے کوئی ان کا ہمسر نظر نہیں آتا۔ شریف حسین کے اعلانِ بغاوت کے زمانے میں یہ تن تنہا سر بکف شریف کے کیمپ میں پہنچے۔ اور ان کے اندرونی اسرار سے واقفیت حاصل کی۔ انہوں نے شریف کے جو مظالم بیان کئے اور انگریز افسر۔ جو مکہ کی فوج کو لڑا رہے تھے ان کے جو حالات بیان کئے ان کو سُن کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

فرانس، افریقہ کے مسلمان سپاہیوں کو یہاں لڑانے کے لئے لایا تھا۔ اور یہ مشہور کرایا تھا کہ کافروں نے تمہارے مقدس مقامات پر قبضہ کر لیا ہے تم کو چل کر ان کے ہاتھ سے چھڑانا ہے۔ استغفر اللہ! استغفر اللہ! علاوہ ازیں جو باتیں معلوم ہوئیں وہ لب پر نہیں آسکتیں، محاصرہ مدینہ کے دنوں میں مدینے کے مسلمانوں نے مُردے تک کھائے۔ کرنل عزیز بے مصری جن کا ذکر میں نے کسی پچھلے خط میں کیا ہے، معلوم ہوا کہ وہ قابلِ اعتبار نہیں۔ وہ بھی اس زمانے میں شریف حسین کی فوج میں تھے۔ ان کو انور پاشا سے کچھ پرخاش ہے، مگر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باایں ہمہ لوگ کہتے ہیں کہ ان کی جنگی قابلیت میں مطلق شک نہیں۔

غالب کمالی بے جن کا "مرافعۂ ٹرکی بنام اقوامِ عالم"، ہندوستان کے اخبارات میں بھی چھپ چکا ہے۔ اٹلی میں سفیر تھے اور وفد صلح کے ایک رکن تھے اُن سے یہاں ملاقات نہیں ہوئی، وہ نیپلس میں تھے لیکن بہرحال یہاں روم میں جو ٹرکی کا سفارت خانہ ہے اس کو جاکر دیکھا، سبحان اللہ چھوٹی سی عمارت، مگر مشرقی صنعت کے پردوں، دیوارگیروں اور قالینوں سے اس سلیقہ سے آراستہ ہے کہ دیکھ کر تھوڑی دیر کے لئے اپنے غم کو بھول گئے۔

www.KitaboSunnat.com

نیپلس بھی اٹلی کا مشہور شہر ہے۔ روم سے برنڈزی جاتے ہوئے جہاں سے ہم کو جہاز پر سوار ہونا تھا۔ راستہ میں پڑتا ہے، چنانچہ ہم ۱۱ ستمبر کو ۱۲ بجے روم سے روانہ ہوئے۔ رات کو دس بجے کے قریب نیپلس یا نیپولی پہنچے، رات کو تو ہوٹل جاکر پڑ رہے۔ صبح اُٹھ کر غالب کمالی بے کی جستجو میں نکلے، یہ شہر سمندر کے کنارے واقع ہے۔ اور نہایت خوش منظر ہے۔ اور خاص کر ہمارے لئے دلچسپی کا باعث اس لئے بھی تھا کہ یہ بھی یورپ کے ان شہروں میں سے ہے جن پر اسلام کا علم ایک مدت تک لہراتا رہا ہے۔ عربوں نے جنوبی اٹلی پر ایک زمانے میں حکومت کی ہے اور اس کے آثار اب بھی باقی ہیں۔ غالب کمالی بے اپنی علالت کے سبب شہر سے باہر کئی میل پر ایک ہوٹل میں رہتے تھے، ہم لوگ وہاں پہنچے، وہ پورے اہل وعیال کے ساتھ موجود تھے۔ ان کی ترکی بیگم اور ان کی جوان لڑکی سے ملاقات ہوئی۔ ان کو یورپ کے طرز و انداز میں دیکھ کر افسوس ہوا۔ بیگم خود تو متین اور سلیقہ شعار معلوم ہوتی تھیں مگر صاحبزادی کے طور و انداز پسند نہ آئے۔ حالانکہ وہ نہایت پُرجوش ہے، روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہے۔ جرمن، فرنچ اور اطالین زبانیں جانتی ہے اور ہر ایک میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گفتگو کرتی ہے۔ مگر خدا جانے کیوں کسی مسلمان عورت کو مغربی طرز تمدن و تمدن کر
میں دیکھ کر دل کو تکلیف ہوتی ہے،

اس لڑکی نے ایک عجیب لطیفہ کی بات کہی۔ جس کو سُن کر ہم لوگ خوب ہنسے، وہ یورپ کی اکثر زبانیں جانتی ہے مگر انگریزی نہیں جانتی، محمد علی صاحب نے پوچھا، تم نے انگریزوں کی زبان کیوں نہیں سیکھی؟ اس نے بیساختہ کہا اس لئے کہ وہ بڑے مغرور ہوتے ہیں۔ محمد علی صاحب نے کہا یہ کیونکر؟ اس نے کہا، اس لئے کہ وہ میں I کو بڑے حرف سے لکھتے ہیں۔

غالب کمالی بے نہایت صاحب فہم اور ہوشمند ترک ہیں، دیر تک ان سے باتیں رہیں۔ دوپہر کا کھانا انہی کے یہاں کھایا۔

نیپلس کے قریب اٹلی کے مشہور ویران شہر پامپائی کے آثار ہیں۔ جو دو ہزار برس پہلے رومیوں کا ایک آباد و عالیشان شہر تھا۔ مگر آتش فشاں پہاڑ کے پھوٹنے سے برباد ہو گیا۔ غالب کمالی بے کے ساتھ اس کو دیکھنے گئے۔ موٹروں پر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کا راستہ تھا۔ پہاڑیوں کے جھنڈ میں یہ شہر ایک مرتفع مقام پر واقع ہے۔ اس سفر میں اور امیر فیصل کی ملاقات کے رہگذر میں بھی اٹلی کے قصبوں اور دیہاتوں سے گذرنے کا اتفاق ہوا تھا، نظر آیا کہ یہ ملک کسی حالت میں ہندوستان سے بہتر نہیں۔ وہی افلاس و غربت ہے بچے برہنہ تن یا میلے کچیلے کپڑوں میں، عورتیں کثیف اور پھٹے پرانے کپڑوں میں سر پر بوجھ اٹھائے چل پھر رہی تھیں، کاشتکار اپنے کھیتوں میں آجا رہے تھے، سڑکیں ناہموار، ناصاف، راستوں میں کوڑا کرکٹ، بھیک مانگنے والوں کا ہجوم، اس ویران شہر کو جو ہزاروں سال زیر خاک دفن تھا۔ محققین آثار نے اب کھود کر نکالا ہے۔ سب سے پہلے ایک عجائب خانہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملا جس میں عورت، مرد اور بچوں کے چند ڈھانچے ملے جو کھودتے ہیں نکلے ہیں اور آتش فشانی کے وقت دب کر مر گئے تھے۔ لاشیں اسی حالت میں اکڑی ہوئی رکھی تھیں جس حالت میں روح ان کے تن سے نکلی تھی، اوپر چڑھ کر صحن دیواروں، سڑکوں، عدالتوں، دکانوں اور کارخانوں کے آثار ملے جن کو دیکھ کر رُومی عہد کی عظمت نظر آئی۔ تھیئٹر اور حمام خاص تماشا گاہ تھے، بہر حال ان آثار ہی کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم عیش پرستی کے کس حضیض اور پستی تک پہنچ چکی تھی، جس کا عکس دیوار و عمارت کے نقشوں سے آج بھی نظر آتا ہے۔ برہنہ عورتوں اور مردوں کی رنگین تصویریں ہر جگہ نظر آتی ہیں۔ انسانی آلۂ تناسل خیر و برکت سمجھ کر گھروں اور دکانوں کے دروازوں پر ایک چھوٹے سے طاق میں نصب کرتے تھے اور وہ اب تک ہیں۔ ایک جگہ اس کی قوتِ ثقل ترازو میں تُلتی ہوئی نظر آتی ہے، سامنے کی پہاڑیوں سے اب تک دھواں اُٹھتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ یہاں سے شام کو واپس آکر برنڈزی کی روانگی ہے۔

۳۔ عدن ۲۸ ستمبر ۱۹۲۰ء

عزیز ولایت کا مسافر حرم کی ہمسایہ سرزمین پر کھڑا ہو کر سلام عرض کرتا ہے۔ اب جب کہ ہر قدم خاکِ ہند کے قریب پڑ رہا ہے آپ کو خط لکھنا بظاہر فضول معلوم لیکن یہ خط اگر ڈاک کے جہاز میں، جو ہمارے جہاز کے سامنے ہی بندر عدن میں کھڑا ہے پڑ گیا، تو مجھ سے پہلے یہ آپ تک پہنچ جائے گا۔ اور اس طرح سفر کے آخری حالات اختتام سفر سے پہلے آپ کو معلوم ہو جائیں گے۔ اور اس طرح ہمارے عہد کی آخری قسط بھی نیک نیتی اور خوبی کے ساتھ ادا ہو جائے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷ ستمبر کی ۴ بجے شام آخری لمحہ تھا کہ ہمارے جہاز نے یورپ کے ساحل سے لنگر اٹھایا اور ہم نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس بیگانہ تہذیب و تمدن کی قید سے چھ مہینے کی اسیری کے بعد نجات ملی۔ بحر ٹوربا ٹک سے نکل کر جب ہم نے مدیٹرینین (بحر متوسط) میں قدم رکھا تو ہر چیز ہم کو مانوس نظر آنے لگی، یونان کے سواحل ۲۴ گھنٹے سے زیادہ تک پیش نظر رہے، کریٹ سامنے سے گزرا، پھر یکے بعد دیگرے اور جزیرے گذرتے گئے، اس تمام اثنار میں اُس عہد کا خیالی منظر سامنے رہا۔ جب یہ تمام سمندر اور اس کے یہ جزیرے ہمارے اسلاف کے دریا پیما جہازوں کے سیرگاہ تھے،

بحر بازی گاہ تھا جن کے سفینوں کا کبھی

بحر متوسط جب تک ختم نہیں ہوا تھا، یورپ کی برائے نام سرحد ختم نہیں ہوتی تھی، آخر پانچویں دن صبح کے وقت مصر کی سرحد نظر آئی، پورٹ سعید کا سوادِ شہر سامنے تھا۔ اس کے پیچھے نہر سویز کی آبی لکیر تھی جو مشرق و مغرب کو پیوستہ کرتی ہے، جس جہاز میں ہم ہیں اس کا نام گراز ہے، آپ کو معلوم ہوگا کہ فلسطین کی یہودی آبادی کے لئے ہر جہاز سے سینکڑوں یہودی یورپ کے ممالک سے فلسطین جارہے ہیں۔ چنانچہ اس گراز پر بھی ۳۰۰ کے قریب جوان مرد و عورت یہودی تیسرے درجے میں سوار تھے۔ پانچ روز ہم نے ان کی جو حالت دیکھی اس سے افسوس ہوا کہ کیا ارض مقدس کی حرمت انہی کے ذریعہ برقرار رکھی جائے گی، یہ لوگ سرویا سے ہجرت کر کے آرہے تھے۔ مفلوک الحال اور ناشائستہ ہونے کے علاوہ ان میں یورپ کے تمام معائب موجود تھے۔ ہمارے پاس جہاز کے خلاصی اور افسران آوارہ گرد نازنینانِ اسرائیل سے جس بے باکی کے ساتھ لطف اندوز ہوتے نظر آتے تھے اور خود ان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو اخلاق ہر کہ دمہ پر نمایاں ہو رہے تھے۔ ان سے اندازہ ہوتا تھا کہ آئندہ بیت المقدس کا تمدن کس نوع کا ہوگا، بہر حال پورٹ سعید پہنچ کر یہ قافلہ اُتر گیا، یہاں سے وہ فلسطین جائے گا۔

مدت کے بعد مشرق کی سرزمین نظر آئی تھی۔ چند گھنٹے ہمارا جہاز یہاں پورٹ سعید ٹھہرنے والا تھا، اس لئے پاسپورٹ دکھا کر جلدی جلدی اترے کہ کسی مصری ہوٹل میں جا کر آج مشرقی مذاق کا کھانا کھائیں گے۔ گھنٹہ دو گھنٹہ شہر و بازار میں پھرے۔ ہندوستانی گجراتی تاجر یہاں کئی ہیں۔ ہندی بازار بھی یہاں بنا ہوا ہے، وہاں گئے، ہندوستانی بھائیوں سے ملے، مصر اس لڑائی کے بعد ایک عجیب مصر ہو گیا ہے۔ ہوائے استقلال اور تمنائے آزادی بچہ بچہ کے سر میں ہے، مصری وفد لندن سے جو شرائط معاہدہ لے کر آیا ہے ان پر ہر جگہ بحث مباحثہ جاری ہے۔ جس دن ہم پورٹ سعید پہنچے اس دن سُنا کہ مصر کی قومی مجلس شرائط کے فیصلے کے لئے بیٹھی ہے۔ قاہرہ کی مجلس شرائط کے قبول کرنے کو تیار ہے۔ لیکن اسکندریہ کی مجلس کو ان سے سراسر انکار ہے۔

بازار میں کچھ چیزیں خریدیں جس جس دکان پر جا کر کھڑے ہوئے، احرار و رہبرانِ مصر کے مرقعے دیواروں پر اور استقلال و آزادی کے کلمات زبانوں پر دیکھے، اسی کے ساتھ وفد خلافت کا نام اور اس کے کام سے بھی سب آشنا معلوم ہوئے۔ جس نے جانا شکریہ و تحسین کا کلمہ زبان پر لایا۔

مصری خواتین کے نئے اور پُرانے طرز کے برقعے بھی دیکھے۔ برقعہ پوش عورتیں آتی جاتی نظر آتی تھیں۔ پُرانے طرز کا برقع بالکل پُرانے ہندوستانی طرز کا تھا۔ ناک پر ایک گول لکڑی کی ریل سی تھی، اس کے سوراخ میں ایک ڈورا لگا تھا، جس کے ذریعہ سے چہرہ کا پردہ نیچے گرایا یا اوپر اٹھایا جاتا تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ نہایت بدنما معلوم ہوتا تھا۔ اتفاق سے ایک دوکان پر دو جدید طرز کی برقع پوش خاتون بھی دیکھیں، ان کے برقعوں کا نقشہ یہ تھا کہ گویا ایک سِلی ہوئی سیاہ چادر سر سے پاؤں تک تھی۔ منہ کے سامنے سے سینہ کھلا ہوا، اس پر ایک سپید جالی پڑی ہوئی جس سے کسی قدر منہ اور سینہ کا ابھار صاف نظر آتا تھا۔ دونوں ہاتھ جو زیور سے بالکل خالی تھے دونوں طرف برقعے سے نکلے تھے۔ پاؤں میں اونچی ایڑی کے یورپین بوٹ تھے۔ دلی کا جدید برقع میرے خیال میں جواب تعلیم یافتہ ہندی خواتین پہننے لگی ہیں۔ وہ اس سے کہیں زیادہ خوبصورت اور پردہ دار ہے۔

پورٹ سعید سے ایک نوجوان ایرانی مسلمان جس کا وطن شیراز ہے مع خاندان کے جہاز پر سوار ہوا۔ اور بھی کئی شامی عرب سوار ہوئے۔ ہماری آئندہ دلچسپی کے لیے یہ بہت کافی تھے، شیرازی نوجوان سے بشوق ملاقات کی۔ معلوم ہوا کہ یہ عالم ہیں، عربی عمدہ بولتے ہیں اور فارسی تو مادری زبان ہی ہے۔ تعارف کا آغاز عربی سے ہوا لیکن جب معلوم ہوا کہ ایرانی ہیں تو اب فارسی میں گفتگو ہوتی ہے۔ کتابوں کے مطالعے کے شوقین ہیں ان کے ساتھ بھی کچھ کتابیں تھیں۔ میں نے بھی پیرس سے عربی کی کچھ کتابیں خریدی تھیں۔ وہ ساتھ تھیں۔ کتابوں کا مبادلہ ہوا، ان کے ساتھ فارسی کی ایک نئی تصنیف "مسالک المحسنین" تھی، ایک جدید تعلیم یافتہ ایرانی نے اس میں موجودہ ایران کی سیاسی، انتظامی، اخلاقی اور معاشرتی حالات کا خاکہ اڑایا ہے۔ کئی دن تک اس کا مطالعہ کیا۔ حالات پڑھ کر بہت افسوس ہوا۔ ہمارے ایرانی دوست ایک سال ہوا کہ شیراز سے زیارت و حج کی غرض سے عراق و شام ہو کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ گئے تھے، وہاں سے واپس ہو کر مصر آئے۔ کچھ دن وہاں قیام کیا پھر شام و فلسطین آکر رہے۔ دمشق و بیت المقدس میں بھی قیام پذیر رہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزشتہ مہینوں میں بیت المقدس میں یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان جو فساد ہوا تھا اس میں وہ وہیں تھے، اُن سے اور نیز دوسرے شامی عربوں سے حجاز و شام و فلسطین کے جو حالات معلوم ہوئے وہ حد درجہ افسوسناک تھے۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ہندوستانی مسلمانوں کی دانشمندانہ نظر جس آغاز و انجام پر تھی وہ حرف بحرف صحیح تھی۔

شریف حسین اور عرب سنہرے رو پہلے جادو کے عمل سے مسحور کیے گئے ہیں جن جن نیک سرداروں اور عالموں نے ان سے اختلاف کیا، وہ تہہ تیغ کیے گئے۔ چار عالموں کا حال معلوم ہوا، جن کو اس جرم میں کہ انھوں نے خدا سے ڈر کر اور شریف سے بے خوف ہو کر اس کے خلاف فتویٰ دیا، پھانسی دی گئی، مجھ سے ایک شامی عرب عالم نے پوچھا کہ شریف حسین کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا میں شریعت کے مطابق اس کے قتل کے فتوے پر دستخط کر سکتا ہوں۔ یہ سن کر اس نے زور سے اللہ اکبر کہا اور کہا کہ ہمارے ہاں بھی بہت سے عالموں نے اس کے ارتداد کا فتویٰ دیا ہے۔ بہر حال اگر ان لوگوں کے بیانات پر بھروسہ کیا جائے تو یقین ہوتا ہے کہ سطح ساکن کے نیچے پر زور موجیں اور خاکستر کے تلے مشتعل شعلے ہیں۔

۲۵ ستمبر کو جہاز نے مُصَوَّع میں قدم رکھا آتے ہوئے میں نے یہاں کا ذکر پہلے محبت سے کیا ہے۔ اور اب پھر اسی جذبے سے متاثر ہوں۔ ساحل پر جہاز کے لنگر انداز ہونے کے ساتھ ہمارے ہندوستانی بھائیوں کی جو یہاں تاجر ہیں صورتیں نظر آنے لگیں۔ اس سے پہلے کہ جہاز کھڑا ہو ہم نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔ یہ وہی ہمارے میزبان تھے جو پہلے بھی گذرتے ہوئے ہماری میزبانی کر چکے تھے جہاز سے اُترے تو یہ پھر ہم کو اپنے گھر لے گئے۔ یہ یہاں کے سب سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے مسلمان تاجر ہیں۔ پچاس ساٹھ کے قریب ہندو مسلمان جو زیادہ تر گجرات کے تھے جمع ہو گئے۔ چائے اور شربت کی دعوت کے بعد ایک مختصر جلسہ مرتب ہوا جس میں پہلے ایک ہندوستانی گجراتی نوجوان نے ہمارا خیر مقدم کیا۔ محمد علی صاحب نے گجراتی میں ان کا جواب دیا۔

یہاں ایک ذات بزرگ سے ملاقات ہوئی جو اپنے کو ٹرکی کی رعایا اور البانی بتاتے ہیں، جنینا (البانیہ زیر حکومت یونان) کے رہنے والے ہیں عربی، جرمنی، انگریزی اور ترکی جانتے ہیں۔ جنگ کے زمانے میں انگریزوں کی طرف سے سوڈان میں سنسر تھے ہم لوگوں سے ملنے آئے۔ بڑی محبت کی باتیں کرتے رہے، وفد کے حالات سے باخبر تھے۔ بہت کچھ اظہار شوق کیا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ وہ یونانی تھے۔

بہر حال مغرب کی نماز ہم نے یہاں کی ایک مسجد میں ادا کی۔ یہاں کی عرب آبادی کو پہلے سے اطلاع ہو گئی تھی۔ ہمارے افریقی عرب اور حبشی و صومالی مسلمان جمع تھے۔ نماز کے بعد میں نے عربی میں ان کے سامنے خلافت کے مسئلہ اور موجودہ اسلامی مصائب پر تقریر کی۔ اور اٹلی کی گورنمنٹ کا اور اس کی مہربانیوں کا شکریہ کیا اور ان کو بتایا کہ کیونکر اس مسئلہ میں وہ اسلام کی مدد کر سکتے ہیں، حضرت بلال حبشی رضؓ کی تقریب کا کافی موقع تھا۔ مجھے یقین نہ تھا کہ ان سیاہ رنگوں میں اسلامی مصائب پر حسرت و افسوس کا وجدانی نور چمکتا نظر آئے گا۔ مگر تقریر کے دوران میں ان کے کلمات تحسین کے اظہار سے معلوم ہوا کہ سیاہ غلاف کے اندر تلوار کیسی چمکتی ہے۔ مسجد کا فرش صرف سنگریزوں کا تھا۔ پختہ نہ تھا۔ محمد علی صاحب نے اس وابستگی کے اظہار کے لئے جو مسلمانان عالم کو باہم ہے اور نیز اس لئے کہ مسلمانان ہند کی یادگار یہاں کے مزرعۂ قلوب میں ہمیشہ قائم رہے ہندوستانی تاجروں کے ذریعہ سے وفد کی طرف سے ۱۵ پونڈ اس کے پختہ فرش کے لئے دیئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک عربی کتبہ لکھ کر دیا جو پتھر پہ مسلمانانِ ہند کا نام کندہ کر کے فرش پر لگا دیا جائے گا۔

یہاں سے فارغ ہو کر ہم یہاں کے ایک عرب تاجر سے ملنے گئے۔ جو یہاں کے ممتاز دولت مند ہیں اور موتیوں کی تجارت کرتے ہیں۔ پورا نام تو یاد نہیں مگر شیخ ہندی یاد ہے۔ ان سے خلافت اور بلاد مقدسہ کے مسئلوں پہ گفتگو کی اور یہ طے پایا کہ مصوّع کے مسلمانوں کی طرف سے ایک تار اٹلی کو روانہ کیا جائے جس میں وہ اٹلی کی حکومت کو اطلاع کریں کہ حکومت اٹلی نے ہمارے مسلمان بھائیوں کے ہندی وفد خلافت کے ساتھ جو دوستانہ برتاؤ کیا ہے ہم اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں"۔ رات کو جب فارغ ہو کر ہم گھر آئے تو ہم سے ملنے کے لئے دو عرب یمنی نوجوان آئے۔ ان میں سے ایک نے ٹرکی کے مدرسۂ رشدیہ یمن میں تعلیم پائی تھی شکل سے ان کی عمر بیس برس کی ہو گی۔ انہوں نے ہم سے جو باتیں کیں جو سوالات پوچھے جو اطلاعات دیں ان کو سن کر میں محوِ حیرت رہ گیا کہ کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں یا واقعاً سرزمین اقدس کے دونہالوں سے گفتگو کر رہا ہوں، سیاستِ حاضرہ کی داستان کا کوئی حرف ایسا نہ تھا جس سے وہ گوش آشنا نہ ہوں، مصر کے عربی اخبارات ہر ہفتہ منگواتے ہیں۔ اور جب تک ان کو پڑھ نہیں لیتے کھانا نہیں کھاتے، ان کے دلوں میں یہ اُمنگ تھی کہ وہ کسی اسلامی فوج کے سر عسکر ہوتے، ایک نے بیان کیا کہ وہ شام کی ترکی فوج میں مجاہد بھی رہے ہیں اور اب اناطولیہ چلے جانے کے آرزومند ہیں، انھوں نے بیان کیا کہ یمن کا ہر بچہ دولت عثمانیہ کا خیرخواہ ہے۔ اور اس کے سپاہیوں کے پاؤں کے نیچے کی خاک اپنے سر پر رکھنے کو تیار ہے۔ یمن کسی حال میں ٹرکی سے جدا نہ ہو گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۶ کی صبح کو مصوّع سے ہمارے جہاز نے لنگر اٹھایا اور ۲۷ کی دوپہر کو پریم میں کوئلہ لینے کو ٹھہرا۔ یہ جزیرہ بحرِ احمر کے اختتام اور بحرِ عرب کے دہانہ پر سواحلِ یمن کے مقابل واقع ہے۔ چھوٹے چھوٹے پہاڑی جزیرے ہیں جو گو آبادی کے قابل نہیں۔ لیکن تجارتی اور جنگی حیثیت سے نہایت باموقع ہیں۔ عربوں اور ترکوں نے ان کو بیکار چھوڑ دیا تھا "خانۂ خالی را دیو می گیرد" اب طبعی طور سے یہ انگریزی قبضہ میں ہیں اور کوئلہ کے کمپنی کے مرکز ہیں۔ سُنا کہ بعض جزیرے اس کمپنی کے ملک بھی ہیں۔ بہرحال آنے جانے والے جہازوں کو کوئلہ دے کر جو نفع یہاں پیدا ہو سکتا ہے اس کا تصوّر آپ کر سکتے ہیں، یہ حق کس کا ہے اور کس کو پہنچ رہا ہے۔ چند گھنٹوں میں یہاں سے جہاز چلا تو دوسرے دن صبح کو عدن نظر آیا۔ یورپ جاتے ہوئے یہاں اُترنے کے لئے رات کو دیر تک منتظر بیٹھے رہے تھے۔ مگر اجازت نہیں ملی تھی، وہی حسرت و آرزو اب بھی تھی۔ صبح کو پہنچے تھے اور ۱۲ بجے تک فرصت تھی، بڑے ذوق و شوق سے اُترے کہ کم از کم اس ارضِ اقدس کی ایک گوشے ہی کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو منور کریں۔ چھوٹی کشتی پر بیٹھ کر عدن کے ساحل پر آکر اُترے، انگریزی گورنمنٹ کے ہندوستانی و صومالی نوکر نظر آئے جس نے پاسپورٹ دیکھا۔ وہ بنگالی معلوم ہوتا تھا۔ باہر نکلے تو کرایہ کے موٹروں کی بڑی تعداد نظر آئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ جنگ میں یہ موٹر برسرِ کار ہوں گے اور اب کرایہ پر چلتے ہیں یا ہندوستانی تاجر کرایہ پر چلاتے ہیں۔ ذہن میں نقشہ تھا کہ ساحل پر قدم رکھتے ہی بڑی بڑی عباؤں میں ہم کو عرب نظر آئیں گے۔ لیکن طواہی یعنی ساحل کی آبادی سے لے کر اصل شہر عدن تک میں ہم کو خاص عرب صورت کوئی نظر نہ آئی۔ یا ہندوستانی نظر آئے یا صومالی۔ ہندوستان کے گجراتی ہندو بھائی اور ہندو بنیا دہی اپنی دھوتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ترازو کے ساتھ نظر آئے۔ ایسا معلوم ہوا کہ یہ بھی ہندوستان ہی کا ٹکڑا ہے۔ تمام قطعۂ ارض پہاڑی ہے۔ شہر نہایت بدصورت اور بدنما معلوم ہوتا ہے۔ جنگ کے زمانے میں یہاں ریل بنائی گئی تھی۔ وہ چلتے ہوئے دیکھی، چھوٹی پٹڑی کی ریل شیخ عثمان تک گئی ہے۔ جدھر لحج واقع ہے۔ لحج کا شیخ جسے "سلطان لحج" کہتے ہیں لڑائی میں انگریزوں کے ساتھ تھا اور اسی میں عربوں اور ترکوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اب اس کا بیٹا ہے جو برٹش علم کے زیر سایہ حکمراں ہے۔ مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انگریز آہستہ آہستہ عرب کے اس سب سے زرخیز صوبہ پر قبضہ کر لیں گے۔ اور اسی کی یہ سب تیاریاں ہیں، گو ایک یمنی عرب نے جو ہمارا ہمسفر ہے، اس کی تردید کی اور کہا کہ یمنی عربوں کے پاس وسائلِ جنگ بہت زیادہ ہیں اور وہ ہر قسم کے آلاتِ حرب سے آراستہ ہیں مگر افسوس کہ ہمارے عرب بھائیوں کو اب تک معلوم نہ ہوا کہ جنگ کے علاوہ صلح کے ذریعہ سے بھی غیر ملک پر قبضہ ممکن ہے۔

ارض القرآن لکھتے وقت عدن کے آثارِ قدیمہ بھی تصور کی آنکھ سے نظر آئے تھے، اس کی گذشتہ تجارتی عظمت نگاہ کے سامنے تھی۔ پہاڑی کے دامن میں ایک طرف کچھ آثار ہیں۔ اُن کے دیکھنے کو گئے۔ یہاں پانی نہایت کمیاب ہے۔ حمیر اور سبا نے جو یمن کی سب سے قدیم متمدن قومیں تھیں بارش کے پانی کو روکنے کے لئے اور اس کو پینے اور زراعت کے کام میں لانے کے لئے بڑے بڑے سنگی بند اور حوض بنائے تھے۔ اسی قسم کے بند اور حوض عدن میں بھی تھے۔ یہ مدت سے ریت اور بالو میں دفن ہو گئے تھے۔ انگریزوں نے اب ان کو صاف کرایا ہے۔ ان کو جا کر دیکھا۔ پہاڑوں کے درّوں کو کاٹ کر نہایت ہوشیاری سے سوراخوں اور دراڑوں کو مسالے سے بند کر کے، قدرتی نالوں کو درست

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے اوپر تلے تین چار بڑے بڑے حوض تیار کئے ہیں۔ جن میں علی الترتیب پانی جمع ہوتا ہے۔ اوپر کا پہلا حوض لبالب ہو گیا تو نالی کی راہ سے دوسرے میں پانی آ گیا اس سے تیسرے میں پھر چوتھے میں۔ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ کس خوبصورتی، مضبوطی اور انجنیری سے یمن کے پرانے باشندوں نے ان حوضوں کو تیار کیا تھا کہ ہزاروں برس گذرنے پر بھی اب تک وہ تازہ معلوم ہوتے ہیں۔ کلام پاک کی وہ آیت یاد آئی جس میں سبا کی عظمت اور ان کی تباہی کا حال بیان کیا گیا ہے۔ آپ یہ تصور کر کے بہت خوش ہوئے ہوں گے کہ اس خشک ملک میں جہاں پانی کا ہمیشہ کال رہتا ہے گورنمنٹ نے ان حوضوں کو صاف کر کے پھر زمانۂ قدیم کی طرح باشندوں کے لئے آب رحمت کا سامان کر دیا ہے۔ یہ خوشی درست ہے، صرف اس قدر معلوم ہونا اور باقی ہے کہ یہ آب رحمت بہت گراں بکتا ہے یعنی صرف پچاس ہزار روپے کے بدلے میں اس کا پانی گزشتہ سال نیلام ہوا تھا۔ عدن دیکھنے کی جتنی تمنا تھی اس کو دیکھ کر اتنا ہی افسوس ہوا اور معلوم ہوا کہ ٹرکی کے سلاطین کی اوّلین غلطی کے مہلک نتائج کہاں تک پہنچے ہیں اور دیکھئے کہاں تک پہنچیں، اور یہ سب ہندوستان کے صدقے میں ہوا۔ عدن کے بعد اب بمبئی ہے۔ ہر وقت اس کے ساحلوں کا انتظار ہے۔

۲۳ لندن ۱۹۲۰ء

پروفیسر براؤن اور پروفیسر مارگولی اتھ کے نام[1]:۔

حضرة الفاضل، تحیة وسلاماً،

---

[1] میں نے لندن پہنچ کر حسب ذیل خط عربی زبان میں لکھ کر انگلستان کے ان دو مشہور فاضلوں کے نام بھیجے تھے، پروفیسر براؤن لٹریری ہسٹری آف پرشیا کے مشہور مصنف اور عربی و فارسی ادبیات کے ماہر تھے اور پروفیسر مارگولی اتھ محمد نام کتاب کے مصنف اور عربی کے پروفیسر تھے۔ ان دونوں کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس وقت اُس زبان میں آپ کو مخاطب کر رہا ہوں جو آپ کے ملک کی زبان نہیں ہے لیکن اس پر آپ کو تعجب نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ یہ وہ زبان ہے جس کے رابطے نے مجھ کو اور آپ کو باہم وابستہ کر رکھا ہے۔ اسی بنا پر میں نے اس کو باہمی تعارف کا بہترین ذریعہ سمجھا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ فقید العلم علامۂ ہند شبلی نعمانی اور ندوۃ العلماء اور دار المصنفین یا شبلی اکیڈمی کے نام سے ضرور واقف ہوں گے، بندۂ حقیر حضرت مولانا شبلی کے دامنِ تربیت کا پروردہ، دار العلوم ندوۃ العلما کا ایک فارغ طالب العلم، شبلی اکاڈیمی کے بنیاد رکھنے والوں میں سے ایک، اور اس کا سکریٹری ہے۔ ذوالفخر علامہ نعمانی اپنی عمر کے آخری زمانے میں اردو زبان میں سیرتِ نبویؐ پر ایک ضخیم کتاب لکھ رہے تھے جو منتشر واقعات کی جامع، روایات کی ناقد اور ان لغزشوں سے جو مشرقی ادبیات میں مغرب کے مصنفوں کو پیش آتی ہیں، بچانے والی ہوتی۔ نیز زمانۂ قدیم اور موجودہ وقت میں باطل نگاروں نے سیرتِ نبویؐ کے واقعات پر جو پردے ڈالے ہیں ان کو چاک کرنے والی اور مفتریوں نے بیہودگی میں جو افترا گھڑے ہیں ان کو نسخ کرنے والی ہوتی لیکن ان کی موت ان کی آرزو کے آگے حائل ہو گئی۔ اور اس نے اس کے عمل کے سررشتہ کو منقطع کر دیا، مرحوم نے اپنی موت کے بستر پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ):۔ www.KitaboSunnat.com

جوابات مجھے موصول ہوئے تھے جو ان کے شخصی اخلاق و مزاج کے مطابق تھے، پروفیسر براؤن کا جواب نہایت شریفانہ تھا۔ انھوں نے اپنی ان کوششوں کا حوالہ دیا تھا جو ایران کی آزادی کے لئے کی تھیں اور انگریزوں کی موجودہ سیاست سے اپنی ناراضی کا اظہار کیا تھا، پروفیسر مارگولیتھ کا جواب مختلف تھا۔ انھوں نے ترکوں کے مظالم کا حوالہ دے کر موجودہ انگریزی پالیسی کی حمایت کی تھی رسالہ یہ اس خط کا ترجمہ ہے جو پروفیسر براؤن کے نام تھا۔ اسی کے قریب قریب اس خط کی عبارت بھی تھی جو پروفیسر مارگولیتھ کو لکھا تھا ۱۲ (س)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو وصیت کی وہ یہ تھی کہ جس چیز کو انھوں نے شروع کیا تھا اس کو ختم کر دوں اور جس چیز کو انھوں نے ناقص چھوڑا ہے اس کی تکمیل کروں، میں نے اس بارگراں کو اٹھا لیا، حالانکہ نہ مجھ میں اس کی طاقت تھی اور نہ میں اس کا اہل تھا۔ لیکن اب الحمد للہ اس کے دو حصے میں نے پورے کر لئے ہیں۔ اور پہلا حصہ گزشتہ سال ملک ہند میں شائع ہو چکا ہے، امید ہے کہ مہینے دو مہینے میں دوسرا حصہ بھی شائع ہو جائے۔

اب میں اپنی بعض ہندوستانی مؤلفات کو آپ کے سامنے پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔ اور انہی کو آپ تک پہنچنے کا ذریعہ[1] بناتا ہوں، جناب والا میں سارے زمانے سے الگ ہو کر خالص علمی خدمات میں زندگی بسر کر رہا تھا اور انہی میں منہمک تھا کہ اچانک اس ہلاکت آفریں اور منحوس جنگ نے جس نے تمام دنیا میں زلزلہ ڈال دیا اور خشکی وتری میں فساد پھیلا دیا۔ ہمارے سکون میں جنبش پیدا کر دی، اور ہمارے امن واطمینان کو خاک میں ملا دیا اور علم وفن کے گوشہ نشین خادموں کو بھی مجبور کر دیا کہ وہ اپنے گوشۂ عافیت سے باہر نکلیں۔ اور اسلام کے اس سب سے نازک دور میں ان سے اس کی جو خدمت ہو سکے کریں، اس وقت اسلام کے سر پر جو مصیبتیں آئی ہیں وہ اس کی بنیاد کھوکھلی کرنے والی ہیں بلکہ وہ اس اسلام کے لئے قیامتِ کبریٰ ہیں جو مشرق میں تہذیب وتمدن اور علوم وفنون کا مالک ہے،

---

[1] پروفیسر براؤن کی شرافت یہ ہے کہ انھوں نے ان کتابوں کے پہنچنے پر شکرمندی کا اظہار کیا اور جب ملاقات ہوئی تو اپنی الماری کھول کر فرمایا کہ ان میں سے جو کتاب چاہیں لے لیں، چنانچہ میں نے ان کی شائع شدہ کتابوں میں سے قزوینی کی اڈٹ کی ہوئی جہان کشا جوینی کی تاریخ اٹھائی، موصوف نے اس پر اپنے قلم سے ہدیہ لکھا گھر آکر اس نسخے کو دیکھا تو وہ موصوف کا اپنا تصحیح کردہ نسخہ تھا مگر انھوں نے اس پر ذرا بھی بار کا اظہار نہیں کیا، یہ یادگار نسخہ اس وقت دارالمصنفین کے کتب خانے میں ہے۔ (س)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال جنگ کا سیاہ ابر جب چھٹ گیا تو ہمیں امید تھی کہ اب صلح و امن کی ایسی روشنی پھیلے گی جس سے یہ تاریکیاں دُور ہو جائیں گی لیکن جب پردہ چاک ہوا تو مطلع اور زیادہ تاریک نظر آنے لگا۔

ٹرکی اور ایران ہمارے تمدن، ہمارے علوم، ہمارے رسوم و آداب، اور ہمارے بزرگوں کے متروکہ ذخیرہ کے محافظ تھے، اب جب کہ زمانے کے ہاتھوں نے ان کے ساتھ بھی کھیلنا شروع کیا اور یہ دونوں قریب تھا کہ ایک افسانہ بن کر رہ جائیں تو دفعتہً ہم اپنی گہری نیند سے جاگے اور عزم کیا کہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں اور اتنا چیخیں کہ ظالموں کو معلوم ہو جائے کہ اب مظلوم بھی کروٹ بدل رہے ہیں۔ آپ کو یقین ہونا چاہیئے کہ ہم انگلستان اور فرانس یا اور دوسری حکومتوں کے ان مساعی جمیلہ سے جو وہ یورپ میں تمدن اور علوم و فنون کے پھیلانے میں صرف کر رہے ہیں ناواقف نہیں ہیں، لیکن مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب اور ہر دین اور ملت کے لئے ایک الگ تمدن اور مخصوص آداب معاشرت ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی یہ پسند نہ کرے گا کہ اپنے دین کو دوسرے دین سے، اپنے تمدن کو دوسرے تمدن سے، اپنے آداب معاشرت کو دوسرے آداب معاشرت سے اور اپنی زبان کو دوسری زبان سے اور اپنے علوم کو دوسرے علوم سے بدل دے، وَكُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ۔ (قرآن) "ہر جماعت جو کچھ اس کے پاس ہے اسی میں خوش ہے" مجھے یقین ہے کہ آپ کو اسلام اور اہل اسلام کے ان زرین کارناموں پر پوری اطلاع ہے جو علوم کی ترقی اور تمدن کی ساخت اور آداب معاشرت کی تعمیر کے لئے اس سے ظہور میں آئے ہیں، پس یہ چیخ پکار اور گریہ و زاری ترکی اور ایران کی تباہی پر نہیں ہے بلکہ ہمارے آنسو دنیا کی بڑی قوموں میں سے ایک بڑی قوم، دنیا کے بہترین تمدنوں میں سے ایک عمدہ تمدن اور دنیا کے علوم و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فنون میں سے بہترین علم وفن کی بربادی پر بہہ رہے ہیں۔

وَمَا كَانَ قَيْسٌ هَلْكُهُ هَلْكُ وَاحِدٍ وَلٰكِنَّهُ بُنْيَانُ قَوْمٍ تَهَدَّمَا

(قیس کی موت صرف اسی ایک کی موت نہیں بلکہ اس کی موت سے پوری قوم کی بنیاد گر پڑی) پس مشرق کی موت سے مغرب خوش نہ ہو۔ بلکہ اسے چاہیئے کہ روئے اور اپنے بھائی کا مرثیہ پڑھے، ترکی اور ایران کی تباہی کے بعد نہ تو اب مشرق کی زندگی ہے اور نہ اسلام کی، کوئی قوم کیوں کر زندہ رہ سکتی ہے جب کہ اس قوم کی عمارت کا کوئی ستون بھی باقی نہ ہو۔ میں کہتا ہوں، اور جو کچھ میں کہتا ہوں اس پر اللہ گواہ ہے کہ اہلِ مشرق کے دلوں میں اور مسلمانوں کے قلوب میں آج میں تیزی سے بڑھنے والی آگ دیکھتا ہوں جس وقت اس کو ہوا کے ہلکے جھونکے لگیں گے، دنیا کا ہر کنارہ بھڑک اٹھے گا اور نہایت قیامت خیز جنگ شروع ہو جائے گی۔ ایسی جنگ میں ہر چھوٹے اور بڑے کو شریک ہوئے بغیر کوئی چارہ نہ ہوگا۔ اور میں نہیں جانتا کہ اللہ اس کے بعد کیا دکھلائے پس ہم تمام مسلمانانِ ہند جو تعداد میں روئے زمین کے سارے مسلمانوں سے زیادہ ہیں اس لئے اُٹھے ہیں کہ اس قیامت کبریٰ کے اٹھنے سے پہلے کوئی تدبیر کریں اور ان حالات کو دنیا کے اربابِ سیاست اور دنیا کی باگ اپنے قبضہ میں رکھنے والوں کے آگے پیش کر دیں اور ان سے بہت تصریح کے ساتھ وہ سب کچھ کہہ دیں اور دکھلا دیں جو اس پردہ کے پیچھے ہے۔ اور ان چنگاریوں کو بتا دیں جو راکھ کے نیچے دبی ہیں۔ انگلستان آج تمام اقطارِ عالم کا مرکز ہے۔ اور لندن اس مرکز کا نقطہ ہے، صلح کی مجلس تیار بیٹھی ہے کہ دنیا کا کوئی نقشہ تیار کر کے معاہدات کے کاغذ پر مہر لگا دے اس لئے ہندوستان کے ہندو مسلمانوں نے یہ طے کیا کہ وہ اپنے کچھ نمائندوں کو بطور وفد ممالک یورپ میں عموماً اور انگلستان میں خصوصاً بھیجیں تاکہ وہ اہلِ ہند کے جذبات اور مطالبات کو صاف صاف ظاہر کر دیں۔ چنانچہ ہندوستان کے مطالبات یہ ہیں :۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ ٹرکی حکومت جیسے اس لڑائی سے پہلے تھریس اور عرب سے مرکب تھی، ویسی ہی اب بھی باقی رکھی جائے اور اس کا حکمران خلیفۃ الاسلام امیر المومنین اور حرمین کا خادم باقی رہے۔

۲۔ جزیرۃ العرب میں جس میں یمن، نجد، عراق اور شام سب داخل ہیں، غیر مسلم کی مداخلت و اقتدار سے پاک ہو۔ اور اماکن مقدسہ اسلامی جھنڈوں کے نیچے محفوظ ہوں۔

اگر بیت المقدس کی کنجیاں یہودیوں یا عیسائیوں کو دی گئیں تو یہ دنیا کے لئے مناسب نہ ہوگا کیوں کہ یہ دونوں فرقے ایک دوسرے کے سخت ترین دشمن ہیں، اور ایک دوسرے کو جھٹلانے والے ہیں۔ اور صرف مسلمان ہی ہیں جو تمام انبیاء پر یکساں ایمان رکھتے ہیں۔ اور سب کی برابر عزت کرتے ہیں، اسی لئے اس امانت کا امین ان سے بڑھ کر کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔

مختلف اقطاعِ عالم کے مسلمان مساعی جمیلہ سے بخوبی واقف ہیں، جو آپ اور آپ کے سوا دوسرے ارباب فضل علمائے یورپ اور یہاں کے ارباب سیاست نے ہماری تمناؤں کو پورا کرنے، ہمارے خیالات کے پھیلانے اور ہماری خواہشوں کی حمایت کرنے میں صرف کی ہیں۔ خاص کر وہ صائب خیالات اور مضبوط رائیں اور صحیح مقالات جو آپ کے قلم سے انگلستان کے اخبارات میں شائع ہوئے ان تمام انسانوں کی طرف سے جو کلمۂ اسلام سے بہرہ یاب ہیں، بہترین شکریہ قبول فرمایئے، پروفیسر براؤن اور ان کی انگلیوں نے جو نقشِ جاوید کاغذ کی سطح پر کھینچا ہے زندہ رہیں۔

میرے لئے یہ سعادت ہے کہ میں بھی اس وفد کے رشتہ میں منسلک ہوں۔ اور اس عہد میں علمائے ہند میں سے میں پہلا شخص ہوں جس نے اس حیثیت سے یورپ کی سرزمین پر قدم رکھا ہے۔ یہ وفد اس وقت لندن میں ہے اور اس نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوشش کی ہے کہ وہ اپنی پوری قوت کے ساتھ یہاں کی حکومت کے ذمہ داروں کے سامنے اپنے مطالبات کو پیش کرے اور ہم روزانہ مراسلات و مطالبات اور ملاقات و گفتگوؤں میں مصروف ہیں اور امید ہے کہ آپ اپنی پوری قوت کے ساتھ ہماری مساعدت فرمائیں گے۔ اور ہمیں اس چیز کی طرف رہنمائی فرمائیں گے جو ہمارے لئے بہتر ہو۔

اے ہمارے اللہ ہمارے حکمرانوں کو اس چیز کی طرف ہدایت کر جو تمام قوموں کے لئے بہتر ہو اور جس میں ان کی بھلائی ہو۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم اپنی پہلی فرصت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ آخر میں آپ ہماری طرف سے بہترین احترام اور سلام قبول فرمائیں۔

www.KitaboSunnat.com

الداعی المخلص

سید سلیمان ندوی

رکن وفد خلافت ہند

لندن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محققین اور علمائے کرام کی اہم اور بصیرت افروز تصنیفات

سیرت حضرت عائشہؓ	علامہ سید سلیمان ندویؒ
یادِ رفتگان	〃 〃
خطبات مدراس	〃 〃
حیات امام مالک	〃 〃
سیر افغانستان	〃 〃
آپ بیتی	مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
معاصرین	〃 〃
بشریت انبیاء	〃 〃
سیرت نبویؐ قرآنی	〃 〃
وفیات ماجدی	〃 〃
قصص و مسائل	〃 〃
قرآن آپ سے کیا کہتا ہے	مولانا محمد منظور نعمانی
دین و شریعت	〃 〃
اسلام کیا ہے؟	〃 〃
حضرت عثمان ذوالنورینؓ	مولانا سید احمد اکبرآبادیؒ
فہم القرآن	〃 〃
وحی الٰہی	〃 〃
مجالس صوفیہ	مولانا سید صباح الدین عبدالرحمٰنؒ
بزم رفتہ کی سچی کہانیاں	〃 〃
مسلمانوں کے عروج و زوال کے اسباب	〃 〃
قرآن مجید اور دنیائے حیات (جدید سائنس کی روشنی میں چند حقائق)	مولانا شہاب الدین ندوی
اسلامی شریعت علم اور عقل کی میزان میں	〃 〃
قرآن، سائنس اور مسلمان	〃 〃
تخلیق آدم اور نظریہ ارتقا	〃 〃
لغات القرآن	مولانا عبدالکریم پاریکھ
قوم یہود اور ہم قرآن کی روشنی میں	〃 〃
صدر یار جنگ (مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی کی سوانح حیات)	مولانا شمس تبریز خاں
مسلم پرسنل لا اور اس کا عائلی نظام	〃 〃
اسلام اور غیر اسلامی تہذیب	شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ
سیرت خلفائے راشدینؓ	امام اہلسنت مولانا عبدالشکور فاروقیؒ
تاریخ مشائخ چشت	حضرت مولانا محمد زکریاؒ
معاشرتی مسائل	مولانا محمد برہان الدین سنبھلی
شبلی معاندانہ تنقید کی روشنی میں	سید شہاب الدین دسنوی
مولانا محمد علی مونگیریؒ	مولانا محمد الحسنی ندویؒ
جزیرۃ العرب	مولانا محمد رابع ندوی
تعلیم القرآن	مولانا اویس نگرامی ندویؒ
محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے	مولانا تقی الدین ندوی
حسن معاشرت	خیر النساء صاحبہ (مرحومہ) والدہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
ریاض الصالحین (اردو) دو جلدوں میں مکمل	امۃ اللہ تسنیم
اصح السیر	مولانا حکیم ابوالبرکات عبدالرؤف دانا پوریؒ
اسلام کا زرعی نظام	مولانا محمد تقی الدین امینی
مقالات سیرت	ڈاکٹر آصف قدوائیؒ
عیون العرفان فی علوم القرآن	قاضی مظہر الدین بلگرامی
سیرت الصدیقؓ	مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانیؒ
عورت	افتخار فریدی
طوفان سے ساحل تک	محمد اسد سابق لیوپولڈ وس
علم جدید کا چیلنج	وحید الدین خاں

ناشر: فضلِ ربی ندوی

مجلسِ نشریاتِ اسلام ۱-کے-۳ ناظم آباد مینشن۔ ناظم آباد نمبر ۱ کراچی نمبر ۱۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفکرِ اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

کی چند اہم شاہکار تصنیفات

تاریخ دعوت و عزیمت مکمل (پانچ حصے)
مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش
انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر
منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین
دریائے کابل سے دریائے یرموک تک
تذکرہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ
تہذیب و تمدن پر اسلام کے اثرات و احسانات
تبلیغ و دعوت کا معجزانہ اسلوب
مغرب سے کچھ صاف صاف باتیں
نئی دنیا (امریکہ) میں صاف صاف باتیں
جب ایمان کی بہار آئی
مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت
حجاز مقدس اور جزیرۃ العرب
عصر حاضر میں دین کی تفہیم و تشریح
تزکیہ و احسان یا تصوف و سلوک
مطالعۂ قرآن کے مبادی اصول
سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ
خواتین اور دین کی خدمت
کاروان ایمان و عزیمت
سوانح مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ

نبی رحمتؐ مکمل
حدیث کا بنیادی کردار
معرکۂ ایمان و مادیت
پرانے چراغ مکمل (دو حصے)
ارکان اربعہ
نقوشِ اقبال
کاروانِ مدینہ
قادیانیت
تعمیر انسانیت
حدیث پاکستان
اصلاحیات
صحبتے با اہل دل
کاروانِ زندگی مکمل
مذہب و تمدن
دستورِ حیات
حیات عبدالحیؒ
دو متضاد تصویریں
تحفۂ پاکستان
پا جا سراغ زندگی
عالم عربی کا المیہ

ناشر ـــ فضل ربی ندوی ـــ فون ـ 621817
مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد مینشن ۔ ۱ ۔ کے ۳ ناظم آباد نمبر ۱ کراچی ۱۸

SHAH NOOR
Nazimabad-2
Ph: 62 31 76

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ